

حلاس

لہجہ

منظور کشمکش



نکالی جاسکتی، اور یہ بھی آپ کے قلم کی غطمت کا ایک ثبوت ہے البتہ ایک
الجھن ضرور پیش آتی ہے کہ آپ کے نادلوں میں سیکرٹ سروس کے ممبرز
عمران کے مقابلے میں زیادہ فعال ثابت نہیں ہوتے اور خاص طور پر
خاور تواب شاید گنتی کی حد تک بھی نظر نہیں آتا، حالانکہ خاور بھی سیکرٹ
سروس کا ممبر ہے۔ امید ہے آپ اس کی وضاحت ضرور کریں گے:

محترم فاروق احمد پرزاڈہ صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بھی
شکر یہ کسی بھی انسان کی تحریر خامیوں سے بہرا نہیں ہو سکتی۔ یہ تو ایک
سلسلہ حقیقت ہے البتہ آپ نے میرے متعلق جس حسن نظر سے کام لیا ہے
میں اس کے لئے آپ کا بیجہ مشکور ہوں۔ جہاں تک سیکرٹ سروس کے ممبران
کے فعال ہونے کا تعلق ہے تو ظاہر ہے اس کا تعلق سچوائشنز سے ہوتا ہے
جہاں ایسی سچوائشنز سامنے آتی ہے کہ ان میں سیکرٹ سروس کے ممبرز کو کام
کرنا ہوتا ہے تو وہ بھرپور انداز میں کام کرتے ہیں۔ آپ نے خاور کی عدم موجودگی
کے بارے میں شکایت کی ہے جو حالانکہ خاور نے بے شمار کہانیوں میں خاصا
کام کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ خاور، صدیقی، پڑبان اور تعاملی کم گو طبیعت
کے ہیں اس لئے آپ کو ان کی فاموشی کی وجہ سے ان کے وجود کا اس
بھرپور انداز میں ادراک نہیں ہوتا جس انداز میں تنور، صفرہ اور دسرے
مبرز سامنے آتے ہیں۔ امید ہے اب آپ کی الجھن دُور ہو گئی ہوگی۔
اب اجازت دیجئے۔

وَالسَّلَامُ
منظہر کلیم ایم، اے

درد کی ایک تیز بہر عمران کے پورے جسم میں دُر تی چلی گئی اور اس
کے ساتھ ہی عمران کا سویا ہوا ذہن لیکھت جاگ اٹھا۔ اس کی انکھیں ایک
چھٹکے سے کھل گئیں اور چند لمحوں تک وہ خیم خوابیدگی کے عالم میں دیکھتا رہا
بھر اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ
سے ایک طویل ساشن لکھ گیا۔ وہ ایک بار بھر ایک بڑے سے کمرے میں
لو ہے کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کرسی کے راڑے نے اس کے جسم کو جکڑ رکھا تھا
کمرے کی دیواروں سے قدیم اور قدیم انداز کے لشہد کے خوفناک آلات لیکے
ہوئے تھے۔ عمران نے گردن کھمائی تو ساتھ کرسیوں پر اس کے ساتھی بھی
موجود ہتھے اور وہ بھی عمران کی طرح حریت سے ما جوں کا جائزہ لے رہے
تھے پھر اس سے پہلے کہ ان سے درمیان کوئی بات چیت ہوتی سامنے والا
در داڑھ کھلا اور ایک بلے قدم اور بھاری جسم کا گوریلا نما ادمی اندر داخل ہوا
اس کے جسم پر عام سالیاں تھیں۔ اس کا چہرہ بالکل معصوم اور بھولا بھالا سا

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جاپر تم باہر جاؤ اور دروازہ بند کر دو۔“ — ابو الجند نے مرٹا کر پسچھے کھڑے ہوئے نوجوان سے کہا اور نوجوان خاموشی سے مرٹا اور تیز تیز قدم اٹھا تا دروازے سے باہر نکل گیا۔ جاتے ہوئے وہ دروازہ بند کر گیا تھا اور دروازہ بند ہونے کی اواز سے ہی عمران سمجھ گیا کہ مکہ سادہ پر دن ہے۔

”ہاں اب بتاؤ کیا بات ہے؟“ — ابو الجند نے دوبارہ عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام رحڑ ہے اور میرا اور میرے سا ہمیوں کا تعلق اسرائیل کی ایک خفیہ ایجنسی سے ہے۔ ہمیں خفیہ طور پر اطلاع ملی ہے کہ پاکیش اکی اہمی خطرناک سیکرٹ سروس کا ایک گروپ علی عمران کی قیادت میں مصروف ہے اور وہ بوگانو کو ختم کرنے کی بیت سے آیا ہے۔ چونکہ اسرائیل کو ان بوگوں کی خطرناک کارکردگی کا پوری طرح احساس ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہم فوری طور پر یہاں پہنچیں اور تم سے مل کر ان کے فلاں کام کریں لیکن چونکہ ہم اپنی حیثیت کو اہمی خفیہ رکھنا چاہتے تھے اس لئے ہم نے بلیک شار میں تم سے ملاقات کرنے کی بجائے تمہاری رہائش گاہ میں خفیہ طور پر داخل ہونے کا پروگرام پذیرا اور نیچے میں ہم یہاں موجود ہیں۔“ — عمران نے اس بار اہمی سنجیدگی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم تو ایکری ہو۔“ — ابو الجند نے ہونٹ چھاتے ہوئے کہا۔ ”تو کیا ایکری اسرائیل میں نہیں پس سکتے، اسرائیل کی اہمی خفیہ ایجنسیوں میں ایکری بھی کام کرتے ہیں۔“ — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”لیکن اسرائیل کا بوگانو سے کیا تعلق ہے اور اسرائیل کو اس سے کیوں بہادری

تھا۔ اس کے پسچھے ایک نوجوان تھا جس نے ہاتھوں میں مشین گن پکڑی ہوئی تھی۔ ”کون ہوتا اور یہاں میری رہائش گاہ میں کیوں داخل ہوئے تھے؟“ — اس گوریلے نما آدمی نے بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے پیچے میں نرمی کے ساتھ ساتھ حیرت تھی اور اس سے میری رہائش گاہ کے الفاظ سن کر عمران سمجھ گیا کہ یہی ابو الجند ہے۔

”ہم یہاں کسی غلط ارادے سے نہیں آئے ابو الجند۔ تم سے خفیہ طور پر ملنے کا اور کوئی طریقہ نہ تھا اور تم سے ملا بے حد ضروری تھا۔“ — عمران نے ایکری میں پیچے میں کہا۔

”کیا مطلب — یہ ملنے کا طریقہ ہے کہ تم خطرناک اسلوے کو چوروں کی طرح یہاں داخل ہو جاؤ۔“ — اس بار ابو الجند کے پیچے میں غصہ جھکا کیا تھا اور عمران پڑا۔

”جب اہمی ٹاپ سیکرٹ میکیوں کا مسئلہ ہو تو بعض اوقات ایسا کرنا پڑتا ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ٹاپ سیکرٹ میکیوں کا کیا مطلب؟“ — ابو الجند اور زیادہ چونکہ پڑا۔ ”اگر تم اپنے اس مشین گن بردار کو باہر چھواؤ تو کھل کر بات ہو سکتی ہے۔“ حوالے کے لئے اسرائیل اور بوگانو کے نام میرے خیال میں کافی رہیں گے۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ مگر...“ — ابو الجند کا چہرہ حیرت سے بگڑنے لگ گیا تھا۔

”کھراو نہیں، ہم توفی الحال حرکت کرنے سے مدد درہیں۔ اس لئے اس مشین کن بردار کے باہر جانے کے باوجود تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔“ —

پیدا ہو گئی ہے۔ — اس بار ابو الجند نے حیرت بھرے ہجھے میں کہا۔
”جس سوال کا جواب تمہیں خود معلوم ہو وہ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔“ —
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ تو تم اسرائیلی ایجنت ہو اور پاکیشیا سیکرٹ مردم کے خاتمے کے لئے
یہاں آئے ہو تمہاری گفتگو کا یہی لب بباب ہے نا۔“ — ابو الجند نے کہا۔
”ہاں۔“ — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو یہی بات تو یہ سن لو کہ پاکیشیا سیکرٹ مردم کا گرد پ گرفتار ہو چکا ہے۔
رہی دوسرا بات کہ اسرائیل اور بوگانو کا کیا تعلق ہے تو اس کے لئے مجھے چیف
باس سے بات کرنی ہوگی۔“ — ابو الجند نے اسی طرح نرم بچھے میں کہا اور
تیزی سے مرڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں میں وہ دروازہ کھول کر باہر
نکل گیا اور اس کے باہر جاتے ہی دروازہ بھی بند ہو گیا۔

”تو اس کا کوئی اور چیف بس ہے، جماڑ تو ایک ہی چیف بس قابو میں نہیں
آتا، یہاں بچانے کئے چیفت بس قابو میں ہیں۔“ — عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”عمران صاحب ہمیں سب سے پہلے ازاد ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔
صدقدہ نے کہا۔

”ان کرسیوں میں طنگیں بھی جکڑے جانے کا ستم ہے اس لئے مجبوری
ہے جہاں۔ ہاتھ پیر دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہل سکتا۔“ — عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ واقعی یہ بس ہوا بیٹھا تھا کیونکہ اس کے بازوں کری
کے بازوں پر موجود ہوئے کے کڑوں اور طنگیں کرسی کے دونوں پالیوں کے ساتھ
موجود ہوئے کے کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے جبکہ کرسی کے ایک بازو سے دوسرے

بازو کے درمیان بھی لوہے کے کڑے موجود تھے۔ اس طرح سوائے زبان کے
اس کے جسم کا کوئی حصہ بھی حرکت نہ کر سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اسرائیل
ایجنت ہونے کا چکر چلا�ا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بوگانو تنظیم اسرائیل کے
تمث اور اس کے مقاصد میں کام کر رہی ہے۔ پہلے تو اس کا یہی خیال تھا کہ یہی
ابو الجند ہی اس تنظیم کا چیف بس ہو گا لیکن اب ابو الجند نے جس طرح اسرائیل
اور بوگانو تنظیم کے تعلق پر حیرت ظاہر کی تھی اور پھر اس نے چیف بس سے
بات کرنے کی بات کی تھی تو اس سے اس نے دو نتیجے نکالے تھے کہ ابو الجند
بوگانو تنظیم کا کوئی ادنیٰ سارکن ہے اور اسے اصل تنظیم کے مقاصد اور اس کے
ٹھاپنے کا بھی علم نہیں ہے۔

اسی لمبے دروازہ کھلا اور ابو الجند اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک اُجمی
حاجس نے بید کی بنی ہوئی ایک خوبصورت سی کرسی اٹھائی ہوئی تھی ابو الجند
کے ہاتھ میں ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسپرٹ تھا۔

”میں نے سوچا کہ تمہارے سامنے ہی بات کر ل جائے۔ ہو سکتا ہے چیف
باس تم سے بھی بات کرنا چاہیے۔“ — ابو الجند نے اپنے مخصوص نرم بچھے
میں کہا اور پھر ان کے سامنے کرسی رکھ کر وہ اٹھیا اس پر بیٹھ گیا۔
ملازم کرسی رکھ کر واپس چلا گی اور دروازہ بند ہو گیا۔ ابو الجند نے فریکیوں سیٹ
کی اور پھر ایک ٹین دبادیا۔

”مہیلو سلو، ابو الجند کا لنگ ہسید کوارٹر، اور۔“ — ابو الجند نے تیز
بچھے میں کہا۔

”یس ہسید کوارٹر انڈنگ، اور۔“ — چند لمحوں بعد ایک بھراں
ہوئی آواز ٹرانسپرٹ سے نکلی۔

”چیف بس سے بات کراؤ اٹ اڈ ایم چسی اور؟“ — ابو الجند نے کہا۔

”بسلو چیف بس ٹنڈنگ اور؟“ — چند لمحوں بعد ایک سخت سی آواز سنائی دیں لیکن بولنے والے کا بھی مصروفی بھی تھا۔

”چیف بس پاکیشی سیکرٹ مرسس کا ایک گردپ جو ایک سولس نڑا عورت اور تین پاکیشی مدرس پر مشتمل تاہرہ پہنچا جسے میرے نمبر ٹو سلام نے گرفتار کر لیا ہے اور وہ اب اس کے ایک خفیہ اڑے میں بیہوں پڑے ہوئے ہیں۔“

میں ایک انہمی کام میں چھنسا ہوا تھا اس لئے میں نے سوچا تھا کہ صبح چاکر پہلنے سے گفتلوں کوں کا پھر انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے گا لیکن میں اپنی خواب گاہ میں تھا کہ مجھے میری رہائش گاہ کے ہنجر جا برنے اعلان دی کہ چار ایکروں پر مشتمل گردپ جن میں ایک ایکر می عورت اور تین مدرس ہیں خفیہ طور پر عقبی طرف سے محل میں داخل ہوئے ہیں انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے اور وہ اس وقت لوہے کی خود کار کرسیوں میں جکڑے ہوئے میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے انہمی خطرناک اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے۔ میں نے ان سے بات کی ہے۔ ان میں سے ایک ادمی جوان پانام رجڑ بتاتا ہے اس نے ایک

عجیب بات کی ہے کہ اس گردپ سما تعلق اسرائیل کی ایک خفیہ ایمنی سے ہے اور اسرائیل کو خفیہ اطلاع ملی ہے کہ پاکیشی سیکرٹ مرسس بوگانو کو ختم کرنے کے لئے تاہرہ پہنچی ہے اور ان کے مطابق پاکیشی سیکرٹ مرسس انہمی خطرناک تنظیم ہے۔ اس لئے وہ یہاں بھیجے گئے ہیں تاکہ ہمارے ساتھ مل کر پاکیشی سیکرٹ مرسس کا خاتمہ کر سکیں اب ان کے متعلق کیا حکم ہے۔“ — ابو الجند نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کس ایمنی سے ان کا تعلق ہے، اور؟“ — دوسرا طرف سے پوچھا گیا۔

”ہمارا تعلق اسرائیل کی ریڈ آرمی سے ہے۔“ — عمران نے کہا۔

”باس وہ بتا رہا ہے کہ ان کا تعلق اسرائیل کی ریڈ آرمی سے ہے، اور؟“ — ابو الجند نے کہا۔

”اوے،“ میں دس منٹ بعد پھر تمہیں کال کروں گا، میں اس کی تصدیق کر لوں اور اینڈائل۔“ — دوسرا طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ابو الجند ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرالٹری اف کر دیا۔

”حیرت ہے۔ مجھے تو خیال بھی نہ تھا کہ بوگانو کا کوئی تعلق اسرائیل سے بھی ہو سکتا ہے۔“ — ابو الجند نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس کے چہرے پر نگوار ہونے والے تاثرات اور اس کا بھی سُن کر عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ ابو الجند کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے لفت کے تاثرات بھی اسے صاف نظر آئے تھے۔

”کیا واقعی تمہیں بوگانو کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ وہ دراصل یہودی تنظیم ہے؟“ — عمران نے جان بوجھ کر بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ چیف بس کے یہ کہنے کے بعد کہ وہ اسرائیل بات کر کے پوچھتا ہے عمران کے لئے ایک بس کے لئے تاہرہ پہنچی ہے اور ان کے مطابق پاکیشی سیکرٹ مرسس انہمی خطرناک تنظیم ہے۔ اس لئے وہ یہاں بھیجے گئے ہیں تاکہ ہمارے ساتھ مل کر پاکیشی سیکرٹ مرسس کا خاتمہ کر سکیں اب ان کے متعلق کیا حکم ہے۔“ — ابو الجند نے ذکر سکتے تھے لیکن جس طرح ابو الجند کے چہرے پر اسرائیل کے خلاف لفت کے

تاثرات اُبھرے ہتھے۔ اس سے عمران کے ذہن میں ایک نئی پلانگ مرتب ہونے لگ گئی تھی۔
”مجھے واقعی نہیں معلوم، کیا واقعی ایسا ہے؟“ — ابو بند نے ہوتے چیاتے ہوئے کہا۔

”ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابو بند ایک جھٹکے سے اٹھا اور راسہمیرا اٹھائے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولा اور پھر باہر چلا گیا۔
”عمران صاحب اسرائیل سے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہم اسرائیل سے نہیں آئے پھر۔“ — صدر نے کہا۔

”پھر کیا، اس کی حادثت کی وجہ سے سب کی جائیں ڈل جائیں گی اور کیا ہو گا؟“
تزویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
”تم اپنی بات کر دی میری فکر نہ کرو امیری بان تو سجنے کب سے جا پھی ہے؟“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم مذاق کر رہے ہو، تزویر درست کہہ رہا ہے۔ انہوں نے ہمیں ایک لمحے میں بھون ڈالا ہے۔“ — جولیا نے غصیلے بیجے میں کہا۔
”بھنا ہوا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے؟“ — عمران بھلا اتنی اسائی سے کہاں بازاں نے دالا تھا۔

”عمران صاحب، آپ کا اطمینان بتا رہا ہے کہ آپ کے ذہن میں لازماً کو پلانگ موجود ہے لیکن جس طرح ہمیں لے لیں کر دیا گیا ہے یہم کس طرح ان لوگوں سے نٹ سکتے ہیں؟“ — صدر نے انہیں سنبھیڈہ بیجے میں کہا۔
”جو ماہر پیریوں سے نٹ سکتے ہیں وہ تو واقعی ہے لیکن ہم جو

عقل سے نٹ سکتے ہیں تو یہ سن دو کہ عقل کو کوئی نہیں باندھ سکتا۔
البتہ صرف ایک دھاگہ ایسا ہے جس سے عقل کو مکمل طور پر باندھا جا سکتا ہے اور یہ دھاگہ جو بخطاہر انہیں کچھ سمجھا جاتا ہے دراصل انہی معرفیبوط ہوتا ہے۔ — عمران کی زبان روایت ہو گئی۔

”دھاگہ — کوئی سادھاگہ؟“ — صدر نے حیران ہو کر پوچھا۔
”شادی کا دھاگہ — اور رشتہ کا مطلب بھی دھاگہ ہی ہوتا ہے۔ بس شادی ایک ایسا رشتہ ہے جس سے عقل ہمیشہ کے لئے بندھ جاتی ہے۔ میرا مطلب ہے شوہر کی عقل، بیکم کی عقل کی تو شادی کے بعد اور زیادہ تیز ہو جاتی ہے؛“
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صدر نے افتیار منس پڑا۔

”میرا خیال ہے تم موت کے خوف سے اب پاگل ہو چکے ہو جو ایسی بے منی بکاؤس کر رہے ہو۔“ — تزویر نے انہی میں جھلائے ہوئے بیجے میں کہا۔
”ابھی میں کتوارہ ہوں اس لئے — پاگل کیسے ہو سکتا ہوں؟“ — عمران نے ترکی بہتر کی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم باز نہیں اوڑے بکاؤس سے؟“ — اس بار جولیا نے انہی میں غصیلے بیجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، دروازہ کھلا اور ابو بند تیزی سے انہوں داخل ہوا اس کے پھرے پر غصیلے کے تاثرات نمایاں تھے۔

”تم نے جھوٹ بولا تھا، چیف باس نے تصدیق کر لی ہے۔ چیف باس نے بتایا ہے کہ اسرائیل نے کوئی ایجنسٹ یہاں نہیں بھیجا۔ انہیں تو پاکیشی سیکٹ سروس کے بارے میں علم ہی نہیں کرو رہا اسی کی وجہ سے حکم دیا ہے کہ تمہارے ساتھ فزری طور پر ان پاکیشی ایجنسٹوں کو بھی ہلاک کر دیا جائے۔ اب تم بتاؤ کہ تم دراصل کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہتھے؟“ —

ہوئے میں لیکن ہم یہاں تمہارے سامنے موجود ہیں اور یہ بھی نہ سمجھنا کہ ہم تمہارے
ہاتھوں بے میں ہو چکے ہیں۔ ہم جس وقت چاہیں اتنی آسانی سے ازاد ہو سکتے
ہیں جتنا آسانی سے کوئی آدمی عام سی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے: —
عمران نے تیرز بجھے میں کہا اور ابو الجندے اختیار اچھل پڑا۔

کیا — کیا مطلب، کیا تم وہی پاکیٹی میں ایجنت ہو جس کی سرگرمی کا سلام
نے مجھے بتایا تھا؟ — ابو الجند نے حیرت سے انکھیں چھاڑ پھاڑ کر عمران
اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ ہمارے میک اپ صاف کر کر دیکھو لو: —
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابو الجند چند لمحے ہوتے بھینٹ کھڑا پھر تیرزی
سے مرٹا اور لفڑیاً دوڑتا ہوا اکرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہیں عمران
نے اپنے کرسی کے پانے سے جکڑے ہوئے پسروڑ راساگھما کر بٹ کی ٹو اوپر کی طرف
کی اور پھر پر کو مخفتوں انداز میں جھٹکا دیا تو بٹ کی اڑی سے ایک تیر دھار
فولادی تنفس کا اچھل نما حصہ باہر کو نکل آیا اور عمران نے اس فولادی اچھل کو کرسی
کے پانے کے ساتھ رکھ کر زور سے دبایا اور ساتھ ہی وہ پسروڑ کو دانہس بانیں تیرزی
سے حرکت دینے لگا۔ چونکہ کرسی کے پانے سے نکلے ہوئے فولادی کٹلے میں اس
کی پنڈلی جکڑی ہوئی تھی اس لئے وہ صرف اپنے پسروہی حرکت دے سکتا تھا۔
اور چند لمحوں بعد تک اس فولادی اچھل کو حرکت دینے کے بعد اس کا پسروہ ایک
چکر رکا اور اس بار اس نے پسروڑ را اگے اور پھرے کرنا متوجہ کر دیا۔ چند لمحوں

بعد یکھفت کھٹاک کی تیز آرازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی عمران
کے ہاتھوں پسروں اور جسم کے گرد موجود ہو ہے کے راڑنے غائب ہو گئے اور عمران
تیرزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھی اس طرح حیرت سے عمران کو دیکھ رہے ہے

ابو الجند نے تیرز تیرز بجھے میں کہا
”چلو تمہیں ایک ثبوت تو مل گیا کہ بوجا فواد اقیٰ یہودی تنظیم ہے: —
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
کیا — کیا مطلب؟ — — ابو الجند نے انہیں حیرت سے چونکہ سر
پوچھا۔

”سنوا ابو الجند، میں نے صرف یہ چیک کرنے کے لئے اس ایسی ایجنتوں کی بات
کی تھی کہ تم جیسا آدمی کیا واقعی کسی یہودی تنظیم کے ساتھ متعلق ہو سکتا ہے اور
اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تمہیں واقعی انج سے پہلے یہ تمہیں بتایا گیا تھا کہ بوجا فواد
تنظیم یہودی سرپرستی میں قائم ہے: — — عمران نے اس بار انہیں سمجھہ
بجھے میں کہا۔

”تو پھر کیا ہوا؟ — — ابو الجند نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے
کہا۔

”تم اپنی فیلڈ میں مجرم ضرور ہو گے لیکن بہر حال میں جانتا ہوں کہ تم مسلمان
ہو اور کوئی مسلمان چاہے وہ کتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا
کہ وہ کسی الیسی یہودی تنظیم کے لئے کام کرے جو مسلمانوں کے خاتمے کے لئے کام
کر رہی ہو: — — عمران نے انہیں سمجھہ بجھے میں کہا۔

”تم کہنا کیا چاہتے ہو، سید ہمی بات کرو: — — ابو الجند نے اس بار
جھلاسے ہوئے بیجھے میں کہا۔

”میک اپ دائرہ منگو اکر ہمارے میک اپ صاف کراؤ تمہیں خود ہی معلوم
ہو جائے گا کہ ہم کون ہیں اور کیوں ہمیں فوری طور پر بلاک کرنے کا حکم دیا گیا
ہے۔ تمہارا دہ سلام یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اسے خفیہ اٹے میں پہنچو ش پڑے

نہتے جیسے وہ کسی انتہائی ماہر شعبدہ باز کو دیکھ رہے ہوئی۔ حیرت ان کے چہروں پر جیسے لفتشی سی ہو کر رہ گئی تھی۔ البتہ عمران کے چہرے پر ملکی سی مسکراہٹ تھی۔ اس نے بلوٹ کو اوپر اٹھا کر پیر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو ایڑی سے نکلا ہوا فولادی پھول والیس ایڑی میں غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہمی عمران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے ساتھ ہمی دیوار پر ایک بڑا ساموخ پینیل موجود تھا۔ عمران نے اس پینیل کے سب سے پچھے حصے میں موجود ٹھنڈوں کی ایک طویل قطار کی طرف ہاتھ بڑھایا اور چھر کرہ کھٹکا کھٹکا کی آوازوں کے ساتھ گونج اٹھا اور جو لیا صقدر اور تنور پر کی کرسیوں کے راست پھی غائب ہو گئے۔

"یہ یہ کیسے ہو گیا۔ تم نے اپنے اپ کو کیسے آزاد کر لیا تھا۔" — جو لیا نے انتہائی حیرت بھرے لیجے میں کہا۔

"میں نے کہا تھا ناہ کہ جو ہاتھ پر وہ سے کسی مسئلے سے نہیں ہیں وہ وہی بلے بیس ہو چکے ہوں گے لیکن جو کسی سلے کے حل کے لئے عقل استعمال کرتے ہیں وہ جیسے بیس نہیں ہوا کرتے۔" — عمران نے مرڑ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے عمران صاحب، اُج تو اپ نے راتھی جادو گری کا منظر ہوا کیا ہے۔" صفر نے انتہائی تحسین امیز ہیجے میں کہا۔

"ہماری عادت ہے کہ جو بات ہماری سمجھ میں نہ آئے اسے جادو کہہ کر اپنے اپ کو تسلی دے دیتے ہیں۔ میں نے ابو نجد کو جیلنچ کیا تھا کہ وہ ہمیں بلس رہ سمجھے اور تم نے دیکھ دیا کہ میں نے صرف رعیت نہ جھایا تھا۔ دراصل پہلے میں بھی یہی سمجھا تھا کہ ان کرسیوں کا سامنہ بھی وہی ہو گا کہ عقبی پائے

میں ان کا بڑن ہو گا لیکن ابو نجد نے اپنے چیف بارس کو کمال کر لئے ہوئے۔ انہیں خود کار کہا تو میں سمجھ گیا کہ یہ الیکٹرانک سسٹم سے آپریٹ ہوتی ہیں اور ایسے الیکٹرانک سسٹم سے میں اچھی طرح دافت ہوں چنا پنچھے میں نے ایڑی سے نکلنے والے تیز فولادی پھول سے پائے کے ساتھ فرش کو کر دیدا اور بھر اس تار کو چیک کر لیا جو فرش سے ہوتی ہوئی پائے کے اندر جا رہی تھی۔ چنا پنچھے اس تار کے کٹتے ہی سسٹم ختم ہو گیا اور میں آزاد۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتائی تو سب کے چہروں پر تحسین کے آثار نمایاں ہو گئے۔ "تم واقعی جیسیں ہو عمران، لیس تمہاری یہ زبان غلط حرکت کرتی ہے؛" تھوڑتے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نکرنے کرو وہ وقت بھی آجائے گا جب یہ صرف سے حرکت کرنا ہی بھول جائے گی۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جو لیا بے احتیاط چونکہ پڑی۔

"کیا پدشکوئی کی ہاتھیں کر رہے ہو، خبردار جو ائمہ ایسی بات کی۔" جو لیا نے انتہائی غصیلے ہیجے میں کہا۔

"پدشکوئی۔" اسے میں نے تو عین نیک بند بے حد نیک شکوئی کی بات کی ہے۔" — عمران نے اس بار حیران ہوتے ہوئے جواب دیا۔ "یکو اس مرت کرو، زبان بند ہونے کا مطلب موت ہوتا ہے اور یہ پدشکوئی ہے۔" — جو لیا نے اور زیادہ غصیلے ہیجے میں کہا۔

"اے ارے مریں میرے دشمن، کم از کم کنو اورہ مرنے کا قطعی ارادہ نہیں ہے۔ ایک تو یہاں دنیا میں بھی محرومی اور اوسرا وہاں جنت میں بھی محرومی سے محرومی۔" — یہ غلط ہے۔ میں تو شادی کی بات کر رہا تھا کہ شادی کے بعد

شہر بچارے کی زبان حرکت کرنا ہی بھول جاتی ہے۔ البتہ کان کھل جاتے ہیں۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار جو لیاتے بیٹھا تھا
چہرہ دوسری طرف کر لیا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کہ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ابو بندیری سے اندر داخل ہوا لیکن دوسرے طرفے ملے وہ اس طرح اچھلا جیسے اس کے پریوں تکے اچانکہ بم پھٹ گیا ہو۔

”تست تتم آزاد ہو گئے، اوه مم۔ مم مگر...“ — ابو بندیر کی زبان سے انہماں حیرت بھرے ہیں رک رک کر ٹوٹے چھوٹے الفاظ انکلے۔ حیرت کی شدت سے اس کا چہرہ بُری طرح بگڑا گیا تھا اور انہیں پھیل گئی تھیں۔ ”میں نے تمہیں کہا تھا کہ ہم پے بس نہیں ہیں اور اب تم نے معلوم کر لیا ہو گا کہ ہم تمہارے ادمی سلام کے خفیہ اڑے پر بھی پے بس نہیں ہو سکے تھے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ، مگر اس سسٹم سے تو تم حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔ کیا، کیا تم جادوگر ہو؟“ — ابو بندیر ابھی تک شدید حیرت کی گرفت میں تھا۔ ”جب مقصد لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو یہودوں کی طرف سے بلاک کئے جانے کی پلاننگ سے بچانا ہو تو پھر یہ یا تین معمولی حیثیت اختیار کر جاتی ہے۔“ — اس ابو بندیر — تم نے اپنے چیف بس کو میرے سامنے جو کال کی بھتی اس میں تم نے خود کار کر سیوں کے الفاظ کے بھتے تھے۔ بس تمہارے یہی الفاظ میرے لئے کھل جا ستم کی حیثیت رکھتے تھے۔ مجھے ایسی خود کار کر سیوں کے سسٹم کا بخوبی علم ہے۔ چنانچہ میں نے بوٹ کی ایڑی میں موجود فولادی پھیل کی مدد سے کرسی کے پائے کے ساتھ موجود تار توڑ دی۔ اس طرح میں آزاد ہو گیا اور باقی کام اس سوچ پیل پر موجود بلٹنوں کو ٹافت کرنے سے مکمل ہو گیا۔“ — عمران

21
نے ابو بندیر کو اس شدید ترین حیرت کے جھٹکے سے باہر نکالنے کے لئے پوری دعاخت کرتے ہوئے کہا اور ابو بندیر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ”حیرت انگریز۔ انہماں حیرت انگریز، تم۔ تم جیسے توگ جلا کس طرح سلام کے ادمیوں کی قید میں رہ سکتے تھے۔ تمہارا مقابلہ بھی نہیں کیا جاسکتا اور اب مجھے خیال آیا ہے کہ اسرائیل کاں کرنے کے بعد چیف بس نے کیوں اس بات پر زور دیا تھا کہ میں فوراً پاکیشیانی ایجنسیوں کا خاتمہ کر دوں کیونکہ اسرائیلی حکما یہ سنتے ہی بُری طرح بُرکھلا اٹھے ہیں کہ پاکیشیا میکرٹ صردس قاہرہ پہنچ چکی ہے۔ ابو بندیر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تم نے اپنے چیف بس سے پوچھا نہیں کہ بُرگانو تنظیم کا اسرائیل سے کیا تعلق ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے پوچھا تھا۔ اس نے بتایا کہ اسرائیل سے انہوں نے انہم پر بُری کو فروخت کرنے کا معافیہ کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ اسرائیلی سب سے بچاری معافیہ دیتے ہیں اور اس نے کہا تھا کہ اگر میں نے پاکیشیا کے ایجنسیوں کا خاتمہ کر دیا تو اس میں سے میرے حصے میں اضافہ کر دیا جائے گا۔“ — ابو بندیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تو تمہارے لئے سہرا موقع ہے، ہمیں مارڈالو اور حصے میں اضافہ کرالو۔“ — عمران نے کہا۔

”میں ہزار بار لعنت بھیجا ہوں یہودیوں کی رقم پر میرے پاس کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے۔ میں قاہرہ کا رہیں ترین اور انہماں با اثر ادمی ہوں۔ میں تو حرف اس لئے بُرگانو کا ساتھ دے رہا تھا کہ بُرگانو مقامی ہونے کے باوجودہ میں الاقوام انداز کی تنظیم ہے لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ دراصل یہودی تنظیم ہے اور

اس کے تحت مکمل ہونے والے پر الجیکٹس یقیناً یہودیوں کے پاس پہنچ جائیں گے اور یہودیوں کے پاس سوانے اس کے اور کوئی کام ہی نہیں ہے کہ وہ اسے مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں۔ اب میں خود اس تنظیم کا غاتمہ کر دوں گا۔ اب تھیں کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اب تم میرے ہمہان ہو۔ — ابو الجند نے انہی فریضہ جو شش بیجے میں کہا۔

”فِي الْحَالِ تُوْهَمَارِيٌّ مِهْمَانٌ نُوازِيٌّ یہی ہے کہ کھڑے کھڑے ہماری ٹانگیں سوکھ رہی ہیں، اگے دیکھو کیا ہوتا ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابو الجند چونکہ پڑا۔

”اوہ، اوہ آئی، ایم صورتی، اُو میرے ساتھ۔“ — ابو الجند نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مرتا گیا۔
”اوہ بھتی اس محل میں دوسری بار ہمہانی کا لطف اٹھایں، ہو سکتا ہے اس بار دوبارہ ہمکھیں اس محل میں ہی کھلیں۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر ابو الجند کے پیچے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ہیزر پر رکھنے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچے اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھے ہوئے بلے قد کے ادمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
”یس۔“ — اس بلے قد کے ادمی نے انہی فریضہ جو شش بیجے میں کہا
”باس، امراءِ سل کے سیکرٹری دفاع سر نارمن کی خصوصی کاں ہے۔“
وسری طرف سے ایک موجودہان سی آواز سنائی دی۔

”اوہ اچھا، بات کرو۔“ — باس نے کہا。
”ہیلو نارمن بول رہا ہوں۔“ — ایک تیز اور کھردی سی آواز سنائی دی۔ لہجہ بلے حد تحکمانہ تھا۔

یس سر زمیں عینہ الناصر بات کر رہا ہوں۔“ — اس بلے قد کے ادمی نے موجودہان بیجے میں کہا۔

”تم نے اب تک روپڑ کیوں نہیں دی کہ ان پاکیشیاں ایجنتوں کا کیا ہوا۔“
”ان نے اسی طرح سخت اور تحکمانہ بیجے میں کہا۔

"جناب، ان کے متعلق آپ کو کیا پورٹ دینی بھی اعام سے ایجاد ہے۔ جنہیں قاہرہ میں گرفتار کر لیا گیا اور پھر انہیں بلاک کر دیا گیا۔ ایسے ایجاد تو اس انجام تک پہنچتے ہی رہتے ہیں۔" — عبد الناصر نے ایسے بھی میں کہا جیسے اسے اس بات پر حیرت ہو رہی بھتی کہ آخر سیکڑی دفاع ان عالم سے ایجنسیوں میں کیوں اتنی دلچسپی لے رہا ہے۔

"اسی تھیں مکمل یقین ہے کہ داعی یہ ایجاد بلاک ہو چکے ہیں۔" — داعی طرف سے پوچھا گیا۔

"بالکل اسی طرح یقین ہے جس طرح میں آپ سے بات کر رہا ہوں۔" — عبد الناصر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس یقین کی وجہ؟" — نارمن نے کہا۔

"جناب قاہرہ میں میرا آدمی ابو سجد انتہائی بااثر آدمی ہے۔ اس کا گرد پاس تعدد موثر اور طاقتور ہے کہ وہ چاہے تو پورے قاہرہ پر قبضہ کر سکتا ہے اور وہ ایسا آدمی ہے کہ کبھی غلط بات ہی نہیں کرتا۔ اس نے مجھے ڈالشمیر پر خود بتایا ہے کہ ان پاکیشی ایجنسیوں کا اس نے خود اپنے ہاتھوں سے خاتمه کر دیا ہے۔ عبد الناصر کے پیچے میں حیرت برہتی جا رہی تھی۔

"اگر تمہیں یقین ہے تو پھر بھیک ہے لیکن اس کے باوجود میں نے خصوصی طور پر تمہیں یہ کہا اس لئے کی ہے کہ حکومت اسرائیل یہ اطلاع ملنے پر بڑی طرح پریشان ہو گئی ہے کہ پاکیشی سیکڑ سروس کو تمہاری تنظیم متعلق علم ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اس قدر خطرناک ہیں کہ اُج سک بڑی سے بڑی تنظیم بھی ان کے ہاتھوں سے نہیں بچ سکی۔" — نارمن نے تیر پیچے میں کہا۔

"آپ بے نکر رہیں جناب، وہ جتنے بھی خطرناک ہوں بہر حال ابو سجد سے نہیں بچ سکتے۔" — عبد الناصر نے سخت بھی میں کہا۔

سکتے ہے۔ وہ ان سے بھی زیادہ خطرناک آدمی ہے۔" — عبد الناصر نے ہستے ہوئے جواب دیا۔

"اس ابو سجد کو تمہارے ہمید کوارٹر اور پروجیکٹس کے بارے میں علم ہے۔" نارمن نے پوچھا۔

"جی نہیں۔" اس بارے میں اسے کچھ بھی نہیں معلوم اس کا اور میرا رابطہ صرف ڈالشمیر پر ہوتا ہے۔ اُج تک اس نے میری شکل بھی نہیں دیکھی اور نہ اسی اسے معلوم ہے کہ ہمید کوارٹر کہاں ہے۔ وہ مکمل طور پر اس سے ناعلم ہے۔" — عبد الناصر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مکدشو عبد الناصر یہ تم نے انتہائی عقلمندی کی ہے۔" — نارمن نے ایسے بھی میں کہا جیسے اسے عبد الناصر کی اس بات پر بلے حد سرت ہوئی ہو۔

"جناب میں نے تو تنظیم کو بھی اب تک انتہائی خفیہ رکھا ہوا تھا اور سوائے چند خاص لوگوں کے کسی کو اس تنظیم کے بارے میں علم ہی نہ تھا اسی وجہ سے بوجگانوں کے پراجیکٹ ہدیث سے کامیاب رہے تھے لیس اس ڈاکٹر زیدان کی وجہ سے تنظیم اپن ہو گئی۔ آپ کو تفصیلات کا تو علم ہے لیکن یہ بھی صرف نام کی حد تک ہے۔ آپ بے نکر ہیں پراجیکٹ جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔" — عبد الناصر نے اعتقاد پھرے بھیجی میں کہا۔

"او۔ کے بہر حال برماحت سے محتاط رہنا۔" — سیکڑی نارمن نے مطمئن بھیجی میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عبد الناصر نے ریسور کر کہ دیا۔ اور ایک فائل کھول کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا پھر سنجانے کشاوقت گزرا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر نجح اٹھی۔ عبد الناصر نے چونک کر ریسور اٹھا لیا۔

"لیس۔" — عبد الناصر نے سخت بھی میں کہا۔

”باس، جیو شہید کوارٹر سے کال ہے۔“ — دوسری طرف سے
مودودا نہ آواز سنائی دی۔
”جیو شہید کوارٹر سے، اورہ بات کرواؤ۔“ — عبیدالناصر نے چونکتے
ہونے کیا۔

”بیلو، جیو شہید کوارٹر کانگ۔“ — رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
بخاری آواز سنائی دی۔

”لیں، عبیدالناصر بول رہا ہوں چیف اف بوگھانو۔“ — عبیدالناصر
نے مودودا نہ لیجے میں کیا۔

” Ubیدالناصر نے سیکرٹری دفاع نامن کو یہی رپورٹ دی بھتی کم پاکیٹ
سیکرٹ سروس کا خالکہ ہو گیا ہے۔“ — دوسری طرف سے انہیں سخت
لیجے میں کیا۔

”لیں، میرے آدمی ابو بندج نے خود اپنے ماہوں سے انہیں موت کے
گھاٹ آتا ہے۔“ — عبیدالناصر نے جواب دیا۔

”جب کہ ہمیں دوسری خبر ملی ہے ابو بندج کے آدمی سلام کے ذریعے، رپورٹ
کے مطابق ابو بندج نے غداری کی ہے اور وہ پاکیٹ سیکرٹ سروس کے مباحثہ شامل
ہو گر بوگھانو کے خلاف کام کر رہا ہے۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور
عبیدالناصر بڑی طرح چونک پڑا۔

”یہ کیسے ممکن ہے، ابو بندج انہیں قابل اعتماد آدمی ہے اور سلام تو اس کا
خاص آدمی ہے، وہ کیسے رپورٹ دے سکتا ہے۔“ — عبیدالناصر کے لیجے
میں بے پناہ حیرت بھتی۔

” عبیدالناصر، کسی سے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ہمیں جو رپورٹ ملی ہے وہ

سلام سے ساختہ ایسے ہمارے ایک خاص بخشنے دی جائے۔ تم ایسا کرو فوری طور پر
اشارم کو کال کر کے اس سے کہو کہ وہ تحقیقات کر کے تمہیں رپورٹ کرے اور اگر
ابو بندج کے بارے میں رپورٹ درست ہے تو اس ابو بندج کا انعام عبرت ناک ہونا
چاہیے۔“ — دوسری طرف سے انہیں سخت لیجے میں کیا۔

” بالکل ایسا ہی ہو گا، میں ابھی معلوم کر آتا ہوں۔ اشارم سے رابطہ پسلے کبھی
میں نے براہ راست نہیں کیا لیکن اب ایسا کرنا پڑے گا۔“ — عبیدالناصر
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس تے
لیسوور رکھ دیا تھا۔

”بکو اس ہے، ابو بندج کسی صورت بھی غداری نہیں کر سکتا۔ بہر حال اشارم
حضرت معلوم سرے گا۔“ — عبیدالناصر نے بڑا بڑا تے ہوئے کہا اور اٹھ کر اس
نے ایک الماری کھولی اور اس کے اندر نکس ایک خصوصی ساخت کے ٹرنسپریٹ
پر اس نے فریکوئنسی ایڈ جسٹ کرنا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اس نے ٹین دبایا
تو ٹرانسپریٹ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

”بیلو بیلو، بہید کوارٹر کانگ، اور۔“ — عبیدالناصر نے پار پار کال
دینا شروع کر دی لیکن اس کا لمحہ بالکل بدلا ہوا تھا۔

”لیں زیر وزیر والیوں اٹھنڈنگ اور۔“ — چند لمحوں بعد ایک
باریک سی آواز سنائی دی۔

” چیف باس سے بات کرو، اور۔“ — عبیدالناصر نے اسی طرح
ہدیے ہونے لیجے میں کیا۔

”لیں سر اور۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحے خاموش
رہنے کے بعد عبیدالناصر اپنی اصل آواز میں بولا۔

"میں اس کے لئے ہیڈ کوارٹر کا انہائی محسنوں ہوں، اور" — عبیدالناصر
نے سرت بھرے ہنجے میں کہا۔

"تمہیں یہ تو معلوم ہے کہ براہ راست رابطے کے بعد تمہارا اور تمہارے گروپ
کا معاون فتنہ لکھت ڈبل ہو جائے گا، اور" — عبیدالناصر نے کہا۔

"یہ سر — یکن معاون فتنے سے زیادہ مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ
ہیڈ کوارٹر کی نظرؤں میں میرا اعتماد قائم ہو گیا ہے، اور" — اشaram
نے کہا۔

"چیف بس سے بات سرو، اور" — عبیدالناصر نے کہا اور پھر چند
لحے خاموش رہنے کے بعد اس نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"ہیلو چیف بس سپلینگ، اور" — عبیدالناصر کا ہجھ بیجہ سخت
اور کھردرا تھا۔

"یہ چیف بس، میں اشaram بول رہا ہوں، اور" — اشaram کا
ہجھ بیجہ خدموڈیانہ تھا۔

"اشaram، تمہارے ذمہ ایک کام لگایا جا رہا ہے۔ اسے تم اپنے اعتماد کے
لئے ٹیکٹ سمجھو، اور" — چیف بس نے کہا۔

"میں ہیڈ کوارٹر کے اعتماد پر ہمیشہ پورا آرڈنگ کا بس، اور" — دوسری
طرف سے اشaram نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابو الجہ نے پاکیشی سیکرٹ سروس کے گروپ کے خاتمے کی خبر دی ہے۔ یہ
گروپ اس کے خاص ادمی سلام نے گرفتار کیا تھا۔ ایک سو لس نژاد عورت اور
تین پاکیشی مرد تھے۔ یہ تنظیم کے خاتمہ کے لئے قاہرہ آئے تھے، ابو الجہ نے
اطلاع دی ہتھی کہ اس نے اپنے باعثوں سے اس گروپ کو ہلاک کر دیا ہے۔ یکن

"ہیلو زیر وزیر دیلوں، چیف بس بول رہا ہوں، اور" — عبیدالناصر
کا ہجھ بیجہ سخت تھا۔

"یہ چیف اور" — دوسری طرف سے بولنے والے کا ہجھ
بے خدموڈیانہ تھا۔

"کسی ادمی کے ذریعے ٹرپل ہتھی زیر وزیر اشaram تک پہنچا دیں لیکن کوئی
نک ظاہر نہیں ہونا چاہیے اور ساتھ ہی اشaram کو کہہ دو کہ اب ہیڈ کوارٹر اس سے
براہ راست رابطہ رکھے گا۔ دس منٹ بعد ہیڈ کوارٹر اسے کال کرے گا، اور" —
عبیدالناصر نے کہا۔

"مگر بس، اشaram گروپ اس قابل تو نہیں ہے کہ ہیڈ کوارٹر اس سے براہ راست
رابطہ رکھے گا، اور" — دوسری طرف سے انہیں حیرت بھرے ہنجے میں
کہا گیا۔

"ایسا ایک ہنگامی خود دست کے تحت ہو رہا ہے، اور اینڈ ایل" —
عبیدالناصر نے تیر بھجے میں کہا اور اس ساتھ ہی اس نے ٹرانسپرٹ اف کر دیا۔
دس منٹ تک انتظار کرنے کے بعد اس نے ایک بار پھر ٹرانسپرٹ پر نئی
ڈریکٹسی ایڈ جیٹ کی اور پھر ٹرانسپرٹ کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ہیڈ کوارٹر کالنگ، اور" — عبیدالناصر نے ایک بار پھر
بدلی ہوئی آواز میں کال دیتے ہوئے کہا۔

"یہ اشaram اٹنڈنگ، اور" — چند لمحوں بعد ایک نئی آواز سنائی
دی جس میں حیرت اور سرت کی امیزش نمایاں تھی۔

"اشaram، ہیڈ کوارٹر نے تمہیں براہ راست رابطے کی عزت بخش دی ہے، اور"
عبیدالناصر نے کہا۔

نسلم کے ساتھ غداری کی ہے۔ میں نے اس کی ذاتی رہائش گاہ کے ایک ملازم سے یہ مصدقہ رپورٹ حاصل کی ہے۔ اس کی رپورٹ کے مطابق چار ایکروں کا ایک گردب اس کی رہائش گاہ میں خفیہ طور پر داخل ہوا۔ ان میں ایک عورت اور تین مرد تھے۔ رہائش گاہ کے میجر جاپنے انہیں گرفتار کر لیا۔ پھر ابو سجاد نے ہیڈ کوارٹر کا کیا۔ ہیڈ کوارٹر نے ان ایکروں میوں کو بلک کرنے کا حکم دے دیا۔ ایکن ابو سجاد نے انہیں بلک نہیں کیا بلکہ انہیں ساتھ لے کر وہ رہائش گاہ کے خفیہ تہہ خاتے میں چلا گیا جہاں ان کی اڈ بجکت کی گئی۔ وہی ملازم وہاں

ان لوگوں کے لئے کھانا لے کر کیا۔ اس نے بتایا کہ ان چاروں نے اپنے
میک اپ صاف کر دیتے تھے اور وہ تینوں مرد پاکیشیانی تھے جبکہ وہ عورت
سوائس نڑا دیتی۔ ان میں سے ایک آدمی کو ابو سجاد علی عمران صاحب کہ کر لپکا
راہتھا اور وہ کسی ہمیڈ کو اڑپر حملہ کرنے کا پروگرام ڈسکسیس کر رہے تھے۔
اہل سلام کے آدمیوں سے معلوم ہوا ہے کہ اس نے جن پاکیشیوں کو گرفتار
کیا تھا وہ اس کے خفیہ اڈے کے تمام آدمیوں کو ہلاک کر کے فزار ہو گئے تھے
ابو سجاد نے سلام کو حکم دے دیا کہ وہ ان کی تلاش بند کر دے اور اپنا منہ
بند رکھے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے چیز کہ وہی پاکیشیانی سلام کے اڈے
کے آدمیوں کو ہلاک کر کے دہلی سے ایکری بی میک اپ کر کے ابو سجاد کی رہائش گا۔

اپنے کیونکہ نہ ہرف دونوں گروپس کی ملکہ ادا ایک ہے بلکہ ہر گروپ میں ایک
مودت اور تمیں مرد شامل ہیں، اور: — اٹارم نے انہما فی پڑھجش
لئے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

اب ابو الحمد اور اس کے دوست کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں، اور ”

جہالت اصرنے ہو نٹ بھیتی ہوئے کما۔

اب سید کوارٹر کو یہ اطلاعات مل رہی ہیں کہ ابو سجاد نے اس گروپ کا خاتمہ نہیں کیا بلکہ تنظیم سے غداری کرتے ہوئے اس کے ساتھ مل گیا ہے۔ تم نے انہائی خفی طور پر ان روپوں کی تحقیقات کرنی ہے۔ سید کوارٹر مزید ذراں سے بھی تحقیقات کر رہا ہے۔ تمہیں یہ کام اس لئے دیا جا رہا ہے تاکہ تمہاری روپورٹ ملنے کے بعد معلوم ہو سکے کہ کیا تم پر مزید اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ سید کوارٹر کو سہ صورت میں تمہاری طرف سے انہائی مصدقہ روپورٹ ملنی چاہیے، اور ۔۔۔۔۔ عبد الناصر نے کہا۔

”اپ بے غنکر رہیں چھیٹ، اپ کو سونی صد مصہ وہ روٹ ملے گی، اور“
اٹارام نے جواب دیا اور عبیدالناصر نے اور اینڈائل کہ کر ٹرانسیٹ آف کر دیا۔
پھر تقریباً تین گھنٹے بعد سیل ٹرانسیٹر پکال اگئی عبیدالناصر نے ٹرانسیٹر آن کر دیا
فریکولنسی میڑ پتار ہاتھا کر کاں اٹارام کے لئے منقصوں فریکولنسی سے آرہی تھی
اس نے ٹرانسیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”یس ہمید ٹکوار ٹکرائیں ڈنگ یو اور۔۔۔ عبد الناصر نے بدھی ہموں آواز میں کہا۔

"چیف بس سے بارت کرائیں، اور" — دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عبد الناصر اپنی اصل آواز میں بولا۔

"یہ چیز بس اٹھنے کے لیو اور" — عبد الناصر کا بھجہ بیہد سخت اور کھردرا تھا۔

"چیف پاس، انہماں مصدقہ رکورڈ دے رہا ہوں۔ ابو نجید نے واقعی

"باس میں نے اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ یہ لوگ ابو الجند کے ساتھ ایک مہلی کا پڑتے کے ذریعے القیس گئے ہیں۔ بلے پناہ جدوجہد کے بعد صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ ان کی منزل القیس میں واقع ایک قصبه اسامہ ہے، اس سے زیادہ معلوم نہیں ہو سکا۔ اور" — اشارہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے، اب تم نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ جیسے ہی ابو الجند یا یہ گروپ والیں اُتے قوتم نے فوری طور پر ان کی والی کی اطلاع ہمیڈ کوارٹر دینی ہے، ہو سکتا ہے کہ ابو الجند کے گروپ کی کان بھی تھیں، ہی سونپ دی جائے اور اپنے آں" — عبد الناصر نے کہا اور ٹرانسپریٹ اف کر دیا۔ اس کا چھوٹے کی شدت سے بُری طرح بگڑا ہوا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ابو الجند اس طرح بھی تنظیم سے عذاری کر سکتا ہے۔

"لیکن یہ لوگ اسامہ کیا کرنے گئے ہوں گے۔ وہاں جانے سے ان کا کیا مقصد ہو سکتا ہے، میں اس ابو الجند کو دنیا کی انتہائی عبرتیں مزدود کا۔" — عبد الناصر نے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ پر کر ٹھیکون کا رسیور اٹھایا۔

"یہ باس" — دوسری طرف سے موڑ بانہ اداز سنائی دی۔

"عکف سے بات کراؤ" — عبد الناصر نے تیز بجے میں کہا اور یہیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ٹھیکون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر یہیور اٹھایا۔

"باس عکف لائیں پڑھے" — دوسری طرف سے موڑ بانہ بجے میں کہا گی۔

"ہسلو عاکف، میں چیف بول رہا ہوں" — عبد الناصر نے ہم بجے میں کہا۔

"یہیں چیف کی حکم ہے" — دوسری طرف سے ایک دربانہ اداز سنائی دی۔

"عاکف، ایک پاکیستیانی گروپ جس کا تعلق پاکیستانی سیکرٹ سروس سے ہے تنظیم کے خاتمے کے لئے قاہرہ پہنچا ہے۔ ابو الجند عذاری کر کے اس کے ساتھ شامل ہو گیا ہے۔ گو ابو الجند کو بھی معلوم نہیں کہ ہمیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اس کے باوجود تم ہمیڈ کوارٹر کی تمام نگران چوکیوں کو پوری طرح اورٹ کر دو اور خود بھی ہوشیار رہنا، یہ گروپ اگر کسی طرح بھی ہمیڈ کوارٹر کا سراغ نکال لے تو بھی ان کو زندہ راپس نہیں جانا چاہیے" — عبد الناصر نے تیز بجے میں کہا۔

"ہمیڈ کوارٹر کا سراغ یہ لوگ کیسے نکال سکتے ہیں چیف، اس خوناک صحرائی تو کوئی شخص داخل بھی نہیں ہو سکتا" — دوسری طرف سے انتہائی حرمت بھرے بجے میں کہا گیا۔

"بھر بھی یہیں مختاط رہنا چاہیے، فی الحال اتنا معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ قاہرہ سے القیس گئے ہیں جہاں ان کی منزل القیس کے مشرق میں واقع قصبه اسامہ ہے" — عبد الناصر نے کہا۔

"اسامہ — ادا، ادا کہیں یہ لوگ بڑھے کریم کے پاس نہ گئے ہوں اپ کو تو معلوم ہے کہ ہمیڈ کوارٹر تعمیر کرنے والے تمام افراد میں سے صرف وہی بڑھا اجنبیز ہی زندہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ وہ اسامہ میں بھی رہتا ہے۔ عکف نے کہا تو عبد الناصر بُری طرح چونک پڑا۔

"انجینیئر کرم اُسامہ میں رہتا ہے لیکن اسے کیوں زندہ چھوڑا گیا تھا؟" —
عبدالناصر نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ آپ کے والد کا گھر اور دوست تھا چیف اور ان کے حکم سے ہی اسے
موت کے گھاٹ نہ آتا رکھا گیا تھا۔" — عاکف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
لیکن ڈیڈھی کو تو مرے ہوئے کسی سال ہو گئے ہیں تم نے بتایا کیوں نہیں
تھا پہلے؟ — عبدان صرخے انہیں لگڑے ہوئے لیجے میں کہا۔

"پہلے اس کا ذکر بھی تو نہیں آیا تھا باس۔" — عاکف نے جواب دیا。
"ٹھیک ہے، میں اسے دیکھتا ہوں تم الٹ رہو۔" — عبدالناصر نے
تیر لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے کریڈل پر ہاتھ مارنا شروع
کر دیا۔

"یس باس۔" — دوسرا طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز
سانی دی۔

"القیس میں قاہانی سے بات کرو، فوراً" — عبدالناصر نے کہا اور
رسیور رکھ دیا۔

"اوہ اوہ، یہ لوگ اس انجینیئر کرم سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں یقینی معلومات
حاصل کر سکتے ہیں، کاش مجھے پہلے علم ہو جائے تو میں اس بوڑھے کو گولی ماردا
دیتا۔ ڈیڈھی نے کمال کیا ایک ادمی کو زندہ چھوڑ کر، یہ انہیں خطرناک بھی
ہو سکتا تھا۔" — عبدالناصر نے بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عبدالناصر نے جلدی سے
ہاتھ بوڑھا کر ریسیور اٹھایا۔
"قاہانی لائن پر ہے باس۔" — سیکرٹری نے کہا۔

"ہیلو، قاہانی میں عبدالناصر بول رہا ہوں ہیڈ کوارٹر سے۔" —
عبدالناصر نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"چلو ہمیں اپنے دوست کا خیال تو آیا اور نہ جب سے تم بوگانوں کے چھیف
بنے ہو دوستوں کو تو جھول ہی گئے ہو، خیریت ہے اُج کیسے قاہانی یاد
آکیا ہے؟" — دوسرا طرف سے انہیں بے تکلفا نہ لہجے میں کہا گیا۔
"قاہانی کا روپا بھی اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ فرستہ ہی نہیں ملتی اور یہ
مجھے یقین ہے کہ نہیں معاوضہ باقاعدگی سے مل رہا ہو گا۔" — عبدالناصر
نے بھی بے تکلفا نہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بالکل مل رہا ہے اور میں اس کے لئے تمہارا مشکور ہوں لیکن اُج
تک تم نے مجھے کوئی کام ہی نہیں بتایا، یہ معاوضہ وصول کئے جا رہا ہوں۔"
قاہانی نے مجھے کوئی کام ہی نہیں بتایا اور عبدالناصر ہنس پڑا۔

"اُج کام بھی اُن پڑا ہے، اُسامہ میں ایک بوڑھا انجینیئر کرم با بارہتا
بھے، جانتے ہو اُسے۔" — عبدالناصر نے کہا۔

"اُن اچھی طرح جانتا ہوں، کیا ہوا اُسے؟" — قاہانی نہ کہا۔
"پاکستان سیکرٹ سروس کا ایک گروپ تنظیم کے خلاف کام کر رہا ہے
قاہرہ میں تنظیم کا خاص ادمی ابو سجد بھی غداری کر کے اس گروپ سے مل
گیا ہے اور ابو سجد اس گروپ کوئے کر اُسامہ کیا ہے۔ یہ کرم بابا ڈیڈھی
کا دوست تھا۔ اس کے باوجود اس بات کے کہ ہیڈ کوارٹر کی تحریر میں شامل
تھا اسے زندہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ مجھے کسی نے اس بات کا ذکر بھی نہیں کیا۔
اُج اس بارے میں معلوم ہوا ہے۔ اگر یہ گروپ کرم بابا سے معلومات حاصل
کرنے میں کامیاب ہو گیا تو تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کو نقضان پہنچ سکتا ہے۔"

اس نے تم اپنے آدمی لے کر فوری طور پر دہائی پہنچو، اگر یہ گرد پا ابو نجد وہاں موجود ہو تو ان سب کا خاتمہ کر دو اور اگر نہ بھی ہو تب بھی اس کریم بابا کا خاتمہ کر دو، بولو یہ کام کر سکتے ہو یا کسی اور کے ذمہ لگاؤں ۔۔۔

عبدالناصر نے کہا۔

"ارے یہ کوئی کام ہے۔ میرا پورا گرد پ اس کام میں تو ماہر ہے۔
بے نکد رہو، کوئی بھی پُر کرنے جا سکے گا اور کریم بابا کو بھی ختم سمجھو۔۔۔
قاہانی نے انہائی مطہن ہجھے میں کہا۔
"کتنا وقت چاہیے تھا میں اس کام کے لئے ۔۔۔

پوچھا۔

"چار پانچ گھنٹے تو لگ جائیں گے ۔۔۔

قاہانی نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
"اوے میں چھ گھنٹوں بعد تم سے دوبارہ رابطہ کروں گا ۔۔۔
عبدالناصر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے
تاثرات نمایاں ہتھے کیونکہ وہ اپنے دوست قاہانی کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔

ایک بڑے کمرے کے فرش پر ایک پرانا ساتھیں بچھا ہوا تھا جس پر رکھے ہوئے گاؤں لیکوں سے پشت لگائے ابو نجد، عمران اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ لوگ ابھی ہیلی کا پڑے ذریعے اس قبیلے اسامہ پہنچی سکتے ہیں یہ مکان تھا۔ ابو نجد نے واقعی دل و جان سے عمران کا ساتھ دینے کی کوشش کی تھی اور یہ اسی کام تھا کہ اس نے یہ معلومات حاصل کر لی تھیں کہ اسامہ قبیلے میں رہنے والا بورڈھا انجینئر مصر کے خوفناک ترین صحرا انتظامی میں خفیہ تحریکات کا کام کرتا رہا ہے اور اس تحریکات میں حصہ لینے والے تمام انجینئر، مزدور انہیں پُر اسرار طور پر بلاک کر دیتے گئے تھے لیکن یہ بورڈھا انجینئر جس کا نام کریم بتایا گیا تھا، ذمہ ہے۔ چنانچہ عمران اپنے ساتھیوں اور ابو نجد کے ہمراہ ہیلی کا پڑے پر سوار ہو کر یہاں پہنچتے تھے۔ قبیلے میں یہی مکان سب سے بڑا تھا دگر نہ دمرے گھر کچے اور جھوٹے تھے۔ انہیں اس کمرے میں پہنچایا گیا تھا اور بتایا گیا تھا کہ انجینئر کریم بیار

ہے لیکن اس کے باوجود وہ مہماں سے ملنے کے لئے بیاں پر منجح رہا ہے
عمران اور اس کے ساتھی مصری میک اپ میں تھے جو لیا بھی مقامی عورت
کے روپ میں تھی۔

محتوڑ می دیر بعد دروازہ کھلنا اور ایک لمبے قد اور چوڑے بجھے کا بوڑھا
آدمی ہاتھ میں پکڑی بڑی سی لاٹھی کو ٹکینا ہوا اندر داخل ہوا اور ابو نجد اور
عمران کے ساتھی اسے دیکھتے ہی سمجھنے کے لئے کہیں بوڑھا انجینئر کریم بابا ہو سکتا
ہے چنانچہ اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

”یہ سٹوڈیٹھو، میں اپنے مکان میں جہانگوں کو خوش آمدید کیتا ہوں“ میں
بیمار ہوں دروازے پر اپنے لوگوں کا استقبال کرتا۔ ”بوڑھے
کریم بابا نے آہستہ آواز میں کہا۔

”اپ کا بے حد شکریہ کہ اپنے اس بیماری میں تکلیف کی۔“
ابو نجد نے کہا اور کھپر اس نے کریم بابا کا بازو پکڑ کر اسے اپنے ساتھ بیٹھنے
میں مدد دی۔

”اپ حضرات تے قہوہ تو پی لیا ہو گا۔“ — بوڑھے بابا نے سب
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”جو ماں، بے حد لذیذ قہوہ ہتا۔“ — ابو نجد نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا اور بوڑھے بابا نے خوش ہو کر سر بلدا دیا۔

”بابا اپ سے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اپ انظارہ نامی صحرائی انہائی
خیفر تعمیرات میں شامل رہے ہیں، کیا واقعی ایسا ہے؟“ — عمران نے
بات سکرتے ہوئے کہا اور بوڑھا چونکہ سر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”یہ مصر کے بہت بڑے ماہر تعمیرات ہیں، ان کا نام علی عمران ہے اور

یہ ان کے ساتھی ہیں، انہوں نے مرکاری طور پر فر فرا صحرائیں ریت کے لیے
تمیرات کرنی ہیں چونکہ ان کے لئے یہ پہلا موقع ہے اس لئے یہ اپ سے
انہیں حاصل کرنے آئے ہیں؟“ — ابو نجد نے تعارف کرتے ہوئے
کہا۔

”ادہ اچھا اچھا لیکن اپ کو کس نے بتایا ہے کہ میں تے ایسی تعمیرات
یں حصہ لیا ہے؟“ — بوڑھے نے کہا۔

”اس بات کو چھوڑیں بزرگ بابا، ایسی باتیں جھپپی نہیں رہ سکتیں، ہمیں
اس سے کوئی مطلب نہیں کہ اپ نے کون لوگوں کے لئے کام کیا، ہماری دلچسپی
تو ہر ف ان تعمیرات کی تکنیک کی حد تک ہے، اگر اپ اس سلسلے میں مکمل
تعادن کریں تو نہ ہر ف حکومت مصر اپ کو اعزاز دے گی بلکہ بطور اہاد بھی خاصی
برڑی رقم الیارڈ کی جاسکتی ہے۔“ — عمران نے براہ راست بات کرتے
ہوئے کہا، وہ چونکہ مصری زبان بول لیتا تھا، صرف ہیچے میں معمولی سافر قہقہا
جو اس نے ابو نجد سے مل کر درست کر لیا تھا اس لئے اب وہ مصری زبان
اور ہیچے میں ہی بات کر رہا تھا۔

”اپ کی مہربانی ہے جو اپ مجھے بوڑھے آدمی کو حکومت سے اہماد دلوادیں
گے، میرے حالات اچھے نہیں ہیں کیونکہ میری کوئی اولاد نہیں ہے، یہ مکان
بھی باب دادا کا ہے اور یہاں بس بڑا ہوا ہوں، اپ فردا میں کس قسم کی تعمیرات
کرنا چاہتے ہیں؟“ — بوڑھے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”تم وہاں حکومت سے لئے زیر زمین اڈہ، لیبارٹریاں اور رہائش گاہیں
بنانا چاہتے ہیں، یہ سب تو عام سی بات ہے، اصل بات ان کی ایسی بنادڑ
ہے کہ چاہئے کوئی لا کو مر پہنکے اسے ٹریس نہ کر سکے، اپ کے پاس اگر ایسی

تمیرات کا کوئی نقشہ یا اس کی کاپی ہوتوزیادہ بہتر ہے۔ ایسی صورت میں معادنہ
ہیں نقد ہی دیا جاسکتا ہے۔ — عمران نے جان بوڑھ کر کہا۔

”نقد۔ کتنا نقد؟“ — بوڑھے نے چڑک کر پوچھا۔

”جنہا آپ چاہیں۔ ہم نے صرف آپ کی قدر دانی کرنی ہے۔ کوئی سودا بازی
تو ہیں کرنی۔“ — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ مجھے ایک لاکھ مصری پاؤ نہ دے سکیں تو میرے پاس ایسی تعمیرات
کا ایک نقشہ موجود ہے۔ یہ ایسی تعمیرات میں کہ کوئی لاکھ سر پنچے انہیں ٹریسیں نہیں
کر سکتا۔ میرے ایک دوست عبد الواحد نے یہ تعمیرات الطاہر کے خوفناک ریاستان
کے شیخے تیار کرائی تھیں۔ میں نے اپنے ریکارڈ کے لئے ایک نقشہ رکھ لیا تھا اور
میں نے فیصلہ کیا تھا کہ جب تک عبد الواحد زندہ ہے میں یہ نقشہ کسی کو دکھاؤں
گا بھی نہیں لیکن اب تو عبد الواحد کئی سال سے مر چکا ہے اس لئے اب مجھے
اس نقشہ کو چھپا کر کیا جائے۔“ — بوڑھے نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ — ہمیں آپ کی افر منظور ہے۔“ — عمران نے خوش
ہوتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے قوانینہ ازے کے تحت نقشے کی بات کی تھی کیونکہ
اسے اندازہ تھا کہ ایسے ادمی نفسیاتی طور پر ایسی اہم تعمیرات کے نقشے لازماً اپنے
ریکارڈ میں رکھتے ہیں لیکن بہر حال یہ ایک اندازہ تھا۔

”ٹھیک ہے۔ — دیں رقم۔“ — بوڑھے نے اور زیادہ خوش ہوتے
ہوئے کہا۔

”آپ نقشے لے آئیں ہیں کاپٹر میں رقم پڑی ہوئی ہے۔ میں اپنے ساتھی
کو بھیجا ہوں وہ لے آتا ہے۔“ — عمران نے کہا تو بوڑھا سر ملانا ہوا لٹھنے
لگا۔ ابو الجند نے اسے سہارا دیا۔ عمران نے صقدر کو اشارہ کیا تو وہ اٹھ کر بیرونی

دروازے کی طرف بوڑھ گیا۔ کیم بابا لاٹھی میکتا ہوا اندر وہی دروازے کی طرف بوڑھ
گیا۔

”یہ تو اچھا ہوا عمران صاحب کے نقشہ ہی مل گیا۔“ — ابو الجند نے
خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں دیکھو، پہلے نقشہ تو ائے۔“ — عمران نے سر بلاتے ہوئے
کہا۔

”لیکن ایک لاکھ مصری پاؤ نہ، یہ تو بہت زیادہ رقم ہے۔ کیا اتنی رقم آپ
کے ساتھ ہے؟“ — ابو الجند نے حیرت پھرے بیچھے میں کہا۔

”اگر یہ واقعی بوگانو کے ہیئت کوارٹر کا نقشہ ہے تو پھر یہ ایک کوڑا میں بھی
ہٹھنگا نہیں ہے۔ ایک لاکھ پاؤ نہ تو میری جیب میں موجود ہیں۔ میں پہلے نقشہ
دیکھنا چاہتا ہوں۔“ — عمران نے کہا اور ابو الجند خاموش ہو گیا۔

”خورڑی دیر بعد بوڑھا کریم دوبارہ اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں لو ہے کہ ایک
پرانا سا پانپ تھا جس کے دونوں سر دل پر لو ہے کی ڈائیس لگائی گئی تھیں اور
عمران مسکرا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پرانے زمانے کے بوگ اپنی دستاویزات
کی حفاظت کے لئے انہیں ایسے ہی پانپوں میں بند رکھتے تھے۔

”رقم کہاں ہے؟“ — ابو الجند نے کہا۔

”بزرگوار، ہیلی کا پڑرا فاصلے پر ہے۔ ادمی گیا ہوا ہے۔ ہم ذمہ دار ادمی
ہیں، آپ رقم کی طرف سے بے فکر ہیں۔“ — عمران نے بوڑھے کو
سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے، اس میں موجود ہے نکال لو۔“ — بوڑھے نے
ہا اور عمران نے اس کے ہاتھ سے پانپ لے لیا جبکہ ابو الجند نے اسے

بیٹھنے میں مددی عمران نے اوہ ہے کی مخفبوط ڈاٹ پائپ کے ایک سرے سے ٹھانی اور پھر پائپ کا کھل ہوا سراڈاٹ پر آہستہ آہستہ مارنے لگا۔ چند لمحوں بعد زرد زنگ کے گول کاغذ کا سراقدارے باہر کو نکل آیا تو عمران نے احتیاط سے اسے باہر نکال لیا۔ وہ واقعی ایک نقش تھا۔ عمران نے اسے بوڑھے کریم بابا کے سامنے کھول کر قائم پر رکھ دیا اور پھر عنز سے اسے دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کی انکھوں میں تیر چک رک گئی۔ وہ واقعی اصل نقش تھا۔ زیر زمین الیسی تعمیرات کا جنہیں انہائی خفیہ رکھا گیا تھا لیکن نقشہ سامنے آجائے کی وجہ سے ظاہر ہے اب وہ خفیہ نہ رہی تھیں۔ عمران نے بوڑھے سے چند پاؤ نٹس ڈسکس کئے اور پھر نقشہ بند کر کے اس نے جیب میں رکھا اور جیب سے ایک ہزار مصري پاؤ نڈ کے نوٹوں کی ایک گڑی نیکی نکال کر اس نے بابا کے سامنے رکھ دی۔

” یہ لمحے باباجی، پورے ایک لاکھ ہیں اور نوٹوں پر سرکاری بنیکی ک جہر بھی موجود ہے۔ ” — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بوڑھا کریم نوٹوں کی اس گڑتی پر اس طرح لیکا جیسے بھوک جیل گوتست پھیپھیتے ہے۔ اس کا چہرہ مرد سے سرخ پڑ رہا تھا۔

” اوہ اوہ بہت بہت شکریہ، اب میں اپنی باقی عمر اٹھیمان سے گزر اسکو لے گا۔ ” — بوڑھے نے انہائی مرد بھرے بھی میں کہا۔ نوٹ دیکھنے کے بعد اسے یہ خیال ہی نہ رہا تھا کہ میلی کا پڑھ سے لے آنے والا عمران کا سا بھی تو والپس ہی نہ آیا تھا اور عمران نے نوٹ بجانے میلی کا پڑھ سے لانے کی بجائے جیب سے ہی نکال کر دے دیتے تھے۔

عمران نے بوڑھے کریم بابا سے اجازت طلب کی اور پھر وہ سب اس

کے مکان سے باہر آگئے۔ صدر ہیلی کا پڑکے قریب موجود تھا۔ خلیل ہے وہ عمران کا اشارہ سمجھتا تھا۔ اسے یہی معلوم تھا کہ ہیلی کا پڑک میں تو نوٹ نہیں میں اس لئے وہ وہیں رک گیا تھا۔

صادر ہی دیر بعد ہیلی کا پڑک انہیں لئے ہوئے والپس قاہرہ کی طرف پر واز کر رہا تھا۔ ابو الجند خود پالمٹ سٹیٹ پر تھا جبکہ عمران اس سے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور باقی ساتھی عقبی سٹوں پر تھے۔ عمران نے نقشہ نکالا اور اسے جھولی میں رکھ کر اس نے اس کا مطالعہ مرشد ع کر دیا۔

"سم نے کتنا فاصلہ طے کر لیا ہے؟" — اچانک عمران نے سر اٹھاتے ہوئے ابو الجند سے پوچھا۔

"کیوں، القیس کو کہاں کرچکے ہیں؟" — ابو الجند نے چونک کر لچھا۔ "والپس چلو، اس نقشے کا ایک اور حصہ بھی ہو گا اگر وہ مل جائے تو زیادہ اُسانی رہے گی۔ اس بوڑھے نے مثاید اسے کسی دوسرے پائپ میں رکھا ہوا ہو گا۔" — عمران نے کہا اور ابو الجند نے سر ہلا تے ہوئے ہیلی کا پڑک کو ٹڑن دے کر والپس کیا اور دوبارہ اُسامہ کی طرف بڑھنے لگا۔ تقریباً پندرہ منٹ کی پر واز کے بعد وہ اُسامہ پہنچ گئے لیکن وہاں پہنچتے ہی وہ بُری طرح چونک پڑکے کیونکہ اُسامہ کے چھوٹ سے قبیلے میں کریم بابا کے گھر کے باہر ک کافی تعداد میں جمع نظر آ رہے تھے۔

"اوہ کیا ہوا یہاں؟" — عمران نے پہنچ دیکھتے ہوئے صیرت بھرے بھیجے میں کہا۔

"کوئی خاص بات ہی نظر آتی ہے۔ کہیں اتنی زیادہ دوامت کی وجہ سے اس بوڑھے کا بارٹ تو قیل نہیں ہو گیا؟" — ابو الجند نے ایک طرف کھلی

پہچانتا ہوں۔ میں اس کے کلب میں کام کر چکا ہوں۔ ” — ایک نوجوان نے سرگوشیاز انداز میں عمران سے منا طب ہو کر کہا۔

”کس کلب کی بات کر رہے ہو۔ ” — عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

” قاباقی کلب جناب القیس میں مشہور ہے۔ اس قاباقی کو وہاں لقیس میں مت کافرشہ کہتے ہیں۔ ” — اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” او ابو نجد ” — عمران نے والپس مرڑتے ہوئے کہا۔

” اب کیا کرنا ہے والپس چلیں، اب وہ دوسرا حصہ تو ہنسیں مل سکتا ہے۔ ” — ابو نجد نے والپس مرڑتے ہوئے کہا۔

” اسے چھوڑو، مجھے ایک اور شک پڑ رہا ہے۔ بوگاف کو یقیناً یہ علم ہو گیا

ہے کہ تم یہاں بوڑھے کریم بابا کے پاس آئے ہیں۔ اس نے اس غنڈے کو ہمیں اور بوڑھے کریم کو مارنے کے لئے جیسا ہو گا بس چند منٹ کا فرق پڑ گیا اور بوڑھا مارا گیا۔ اب اس قاباقی سے پوچھ گچھ کرنی ہوگی۔ ” — عمران نے مکان سے نکل کر ہیلی کا پڑ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

” ان کی چیزیں راستے میں ہی ہوں گی۔ ہم اہنس القیس پہنچنے سے پہلے ہی پکڑ سکتے ہیں۔ ” — ابو نجد نے کہا اور وہ سب سر ملاتے ہوئے

تیزی سے ہیلی کا پڑ کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کا پڑ تیزی سے پرواز کرتا ہوا القیس کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ ابو نجد ہیلی کا پڑ کو اسی

سرٹک کے اوپر اڑائے چلا جا رہا تھا جو اسامہ قبیعہ سے القیس تھرک طرف جاتی تھی اور عمران کی نظر میں مسلسل یونچہ مرٹک پر ہی جبی ہوئی تھیں

جگہ پر سبیلی کا پڑ لیند کرتے ہوئے کہا اور محتوا طمی دیر بعد وہ سبیلی کا پڑ سے اتر کر درڑتے ہوئے بوڑھے کریم کی طرف بڑھ گئے۔

” کیا ہوا۔ ” — عمران نے ایک آدمی سے پوچھا۔

” کریم بابا کو بلک کر دیا گیا ہے۔ ” — اس آدمی نے کہا۔

” بلک کر دیا گیا، وہ کس نے بلک کیا ہے۔ کیا بستی والوں نے؟ ” — عمران نے حیرت بھرے ہیجے میں پوچھا۔

” جی ہنسیں — بستی والے تو کریم بابا کی بے قد عزت کرتے ہیں۔ آپ لوگوں کے جانے کے بعد دو چیزوں یہاں پہنچیں ہیں۔ ان میں دس مسلح عنڈے ہتھے۔ وہ گولیاں چلاتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے پہلے کریم بابا پر لشاد کیا پھر انہیں گولی مار دی اور چیزوں میں بیٹھ کر والپس چلے گئے۔ ” — اس آدمی نے جواب دیا۔

” اوہ ویری سیدہ ” — عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے کریم بابا کے گھر میں داخل ہوئے جہاں لوگ اکٹھے ہتھے۔ کریم بابا کی لاش ایک کمرے کے فرش پر پڑی تھی۔ اس کے چہرے پر شدید تھپڑوں کے آثار خایاں ہتھے۔ چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ واقعی اس پر ظالمانہ لشاد کیا گیا تھا۔

” یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ کیا اس بستی کے ہوں گے لیکن انہیں اتنی جلدی کیسے پتہ چل گیا کہ کریم بابا کے پاس ایک لاکھ مصروف ہاڈوں ہیں۔ ” — عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

” اسے میں آپ کہتا سکتا ہوں کہ وہ کون ہتھے۔ وہ بہت مشہور عنڈے سے ” — اسے بڑا سے بڑا سخن دیتا ہے تھا جناب ” میں اسے

نے ایک جدید تحریر شدہ اور خوبصورت کوٹھی کے گیٹ سے مانند جب پرلوں دی۔ عمران نے راستے میں سالم سے انڑو لیا کر کے پوچھ دیا تھا کہ قاہانی غیر شادی آدمی ہے اور یہاں صرف طازموں کے ساتھ رہتا ہے۔

”بس تم جاؤ ہم خود ہی والپس آ جائیں گے۔“ — ابو نجد نے یونچے اترتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کو ساتھ لے جاؤں گا۔ میں یہیں رک جاتا ہوں۔“ — سالم نے حیرت بھرے ہیجھے میں کہا۔

”نہیں بیٹھے، ہمارا کام اس قسم کا ہے کہ ہمارے ساتھ اُنے سے تمہیں اور ہمارے باپ کو نقصان ہو سکتا ہے۔ تم والپس جاؤ۔“ — ابو نجد نے زور دیتے ہوئے کہا اور سالم کا چہرہ بتارہ تھا کہ وہ ابو نجد کی بات نہیں سمجھ سکا یہاں پہر حال اس نے جب پرلوں میں اور والپس پلائی اور ابو نجد کاں بیل کے مٹن کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے اسے روک دیا۔

”تم مشہور آدمی ہو اور اگر میرا خیال درست ہے کہ بوجگاں کو ہماری یہاں آمد کا پرستہ ناگ گیا تھا تو بچرا نہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ تم ہمارے ساتھ میں اس لئے تم فاموش رہو گے۔“ — عمران نے کہا اور ابو نجد ہونٹ پیچے کر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے اسے بڑھ کر کاں بیل کا مٹن دبایا تو چند لمبوں بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک لمبی موچھوں والا آدمی باہر نکل آیا۔ وہ حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو خاص طور پر جو لیا کو دیکھ رہا تھا۔

”قاہانی سے کہو خرطوم سے اس کے ہمہان اُنے بیس۔“ — عمران نے سوداں کے دار الحکومت کا نام لیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا، ایسے ڈرائینگ روم میں۔“ — نوجوان نے پیچھے ہٹتے

ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی اندر واصل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈرائینگ روم میں پہنچ چکے تھے، چند لمبوں بعد دروازے کا پر دہ بٹا اور ایک دُبلا پتلا یکن انہائی سخت گیر چہرے کا ماک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

”آپ کون صاحبان ہیں، میرا نام قاہانی ہے۔“ — اس نے حیرت سے عمران، ابو نجد اور دسرے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہم خرطوم سے اُنے ہیں میرا قاہانی، اور آپ کے لئے ایک بہت بڑا کام ہے ہمارے پاس، پچاس لاکھ مصری پاؤ نہ تمہیں مل سکتے ہیں بشرطیکہ تم ہمارے ساتھ مکمل تعاون کرو۔ ہمیں یہی بتایا گیا ہے کہ القیس میں تم یہ کام کر سکتے ہو۔“ عمران نے انہائی سنجیدہ ہیجھے میں کہا۔

”کام کیا کام؟“ — قاہانی نے چونک کر کہا۔ لاکھوں مصری پاؤ نہ کاٹنے کر اس کی انکھوں میں لیکھت تیر چک ابھرائی تھی۔

”کام بھی اسان ہے۔ بالکل اسی طرح کا کام جس طرح تم نے ابھی اسامہ قبصے میں میرا نجام دیا ہے۔“ — عمران نے اسی طرح سنجیدہ ہیجھے میں کہا۔ ”اسامہ — اوہ اوہ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔“ — قاہانی نے یہی طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

”جو بڑا کام دیتے ہیں وہ پہلے بڑھیر کی معلومات رکھتے ہیں، جس طرح تمہیں بورڈھے کریم بابا کو قتل کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی اسی طرح یہ بھی اسان سا کام ہے۔“ — عمران نے جواب دیا۔

”تم — تم کون ہو۔“ — قاہانی نے لیکھت ہوتے بھینچتے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ تیزی سے اپنے کوٹ کی جبیپ کی طرف رینگا یکن اس لئے عمران

کے ہاتھ میں ریواور نظر آنے لگا۔

”خبردار ہاتھ باہر رکھو درہ“ — عمران نے انہائی کو خت بجھے میں کہا اور اس کے ساتھ بھی اس نے اپنے ساھیوں کو سر کا مخصوص اشارہ کیا تو وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔
”کون ہوتم؟“ — قاہانی نے اس پار عزانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”بھرا کیوں سکتے ہو، کام لے کر آئے ہیں؟“ — عمران نے سکرتے ہوئے کہا اور ریواور اٹھائے سامنے کھڑے قاہانی کی طرف بڑھ گیا۔
پھر اس سے پہلے کہ قاہانی پچھے سمجھتا عمران کا بایاں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور قاہانی جس کی نظریں عمران کے دائیں ہاتھ پر جھی ہوئی تھیں جس میں اس نے ریواور بکپڑا ہوا تھا اس لئے وہ سنبھل ہی نہ سکا اور عمران کی مڑتی ہوئی انگلی کی زور دار ہزرب کنپٹی پر رکھا کر وہ چھکنا ہوا پہنچے قالیں پر گرا۔ اس کے ساتھ بھی عمران کی لات حرکت میں آئی اور قاہانی کا تڑپتا ہوا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گما۔ ابو سجد خاموش صوفیے پر بیٹھا رہا۔ اسی نے عمران یا اس کے ساھیوں تک کسی کام میں داخل نہ دیا تھا قاہانی کے بیہوں ہوتے ہی عمران نے ریواور جیب میں رکھا اور پھر جھک کر اس نے قاہانی کو اٹھایا اور اسے صوفی پر ڈال کر اس نے اپنی بیلیٹ کھولی اور اس کے دونوں بازوں اس کی پشت پر کر کے اس نے بیلیٹ سے انہیں جکڑ دیا اور پھر اسے انہا کر صوفیے کے ایک کونے میں پہنچا دیا۔ اسی لئے اس کے ساھی بھی اندر آگئے۔
”کوٹھی میں آٹھ افراد رہتے۔ انہیں بیہوں کر دیا ہے؟“ —

صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے آپ لوگ باہر کا خیال رکھیں میں اس سے پوچھ گچھے مکمل سروں؟“ — عمران نے کہا اور صفرد اور تنوری دلوں والیں باہر چلے گئے جبکہ جولیاں وہیں ٹھہر گئیں۔

عمران نے قاہانی کے چہرے پر تھپٹ مارنے مشروع کر دیئے اور چند لمحوں بعد قاہانی کے کراہتے ہوئے انہیں کھول دیں۔

”تمہیں کس نے کریم بابا کو گولی مارنے کے لئے کہا تھا؟“ — عمران نے اس کے ہوش میں آتے ہی غراتے ہوئے بچھے میں کہا۔

”لکھ رکھ کون کون کریم بابا، میں کسی کریم بابا کو نہیں جانتا؟“ — قاہانی نے اپنے بازو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”تو تم اکار کر رہے ہو، ٹھیک ہے پھر تیار ہو جاؤ؟“ — عمران نے انتہائی سرد بیجے میں کہا اور اس کے ساتھ بھی اس نے کوٹ کی ایک جیب سے تیر دھار خیبر نکال لیا۔

”تم۔ تم کون ہو — مم جم میرا کسی کریم بابا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں پسخ کہہ رہا ہوں؟“ — قاہانی نے ہوتٹ چباتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکبل ہوتا عمران کا خیبر حرکت میں آگیا اور قاہانی کے حلق سے نکلنے والی زور دار چیخ سے ڈرائینگ روم کوئی بخ اٹھا۔ عمران نے خیبر سے اس کا ایک نہتھا آڈھے سے زیادہ چسپہ دیا تھا۔

”بولو، بولو — جواب دو؟“ — عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ بھی اس کا ہاتھ دوبارہ حرکت میں آیا اور اس بار قاہانی سے حلقت سے ایسی کربنناک چیخ نکلی بلیسے اس کی روح اس کے دوسرا نہتھے میں

رکی ہوئی تھی اور اس شفعت کے چوتھے ہی وہ چینخ کے ساتھ ہی پرواز کر گئی ہو۔ قاہانی صوفی کی دوسری سائیہ پر گر کر برمی طرح ترٹپنے لگا۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں خنجرا اس کے بامس سے صاف کیا اور پھر اسے جیب میں رکھ دیا۔ قاہانی ایک بار پھر بیہوش ہو چکا تھا۔ اس کی ناک کے دونوں ناخنوں سے خون بہہ رہا تھا۔ دونوں شفعتے چڑھنے کی وجہ سے اس کی پیشانی کے درمیانی ایک رگ اُبھرائی تھی۔ عمران نے آہستہ سے مرطی ہوئی انگلی کا ہک اس پر مارا تو قاہانی کا جسم برمی طرح ترٹپا اور اس کے ساتھ ہی وہ ہوش میں آگیا۔ وہ ذبح کی ہوئی بکری کی طرح ترٹپ رہا تھا۔ اس کے منہ سے چینخوں کی سجائے اب خرخراہٹ حلیسی آوازیں نکل رہی تھیں۔

”بولوکس نے کہا تھا کہ تم کیم بابا کو گولی مار دو：“ — عمران نے پیشانی کی رگ پر زیادہ زور سے ضرب لگاتے ہوئے کہا اور قاہانی کا چہرو اس طرح پسینے سے تر ہو گیا جیسے وہ ابھی عنسل کر کے آیا ہو۔ اس کا چہرو تکلیف کی شدت سے برمی طرح منجھ ہو گیا تھا۔ انکھیں چھٹ گئی تھیں۔ ”بولو درنہ...“ — عمران نے ایک اور ضرب لگائی تو اس بار قاہانی کے حلوق سے زور دار چینخ نکلی۔

”بی بیب بتا آہوں — خدا کے لئے مت مارو۔ میں مر جاؤں گا، بتا آہوں!“ — قاہانی نے ہدیاں انداز میں چینختے ہوئے کہا۔

”بولو اور بولتے جاؤ درنہ اس بار جو ضرب لگے گی وہ تمہاری روچ کو بھی زخمی کر دے گی：“ — عمران نے غذتے ہوئے کہا۔

”مجھے، مجھے عبد الناصر نے کہا تھا：“ — قاہانی نے چینختے ہوئے

بھی میں کہا اور صوفی پر بیٹھا ہوا ابو بندھی چوناک پڑا۔ ”کون عبد الناصر — تفصیل بتاؤ：“ — عمران نے مر جھی ہوئے انگلی کا ہک اس کی پیشانی کے اوپر لہراتے ہوئے پوچھا۔ ”بوگانو کا چیف عبد الواحد کا بیٹھا عبد الناصر...“ — قاہانی نے جواب دیا اور عمران کے ہوتھ پھرخ کئے۔ ”وہ تمہیں کیسے جانتا ہے۔ کیا کہا تھا اس نے پوری تفصیل بتاؤ：“ عمران نے غذتے ہوئے پوچھا۔ ”دہ میرا بچپن کا دوست اور کلاس فیلوبی ہے۔ اس کا باپ عبد الواحد قاہرہ میں اسلحہ کا بہت بڑا تاجر تھا۔ میرا باپ بھی قاہرہ میں رہتا تھا اور وہ اس کا دوست تھا اس لئے ہم دونوں بھی دوست تھے۔ عبد الواحد ایک خفیہ تنظیم بوگانو کا مربراہ تھا پھر وہ مر گیا تو اس کی جگہ عبد الناصر بوگانو کا چیف بن گیا۔ اس سے کبھی کبھار قاہرہ میں ملاقات ہو جاتی تھی۔ میں القیس میں اپنے آبائی شہر میں ایڈجسٹ ہو گیا۔ یہاں میں نے ایک کلب کھول لیا۔ عبد الناصر نے دوستی کی بنا پر مجھے بوگانو کا القیس میں ایڈجسٹ بنادیا۔ وہ مجھے ہر ماہ بھاری معاوضہ دیتا تھا لیکن اُج تک کوئی کام نہ لیا تھا۔ پھر اس کا فون آگیا۔ اس نے بتایا کہ اُسامہ میں بورڈھے کریم بابا کو فروزی بتا کر کرنا ہے کیونکہ اس نے بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ مرسوس کا ایک گروپ قاہرہ میں اس کے خاص ادمی ابو بندھ سے مل کر بوگانو کے خلاف کام کر رہا ہے۔ کریم بابا جو اس کے باپ کا دوست تھا وہ انتہائی قابلِ احتمال تھا اور اس نے عبد الواحد کے سینئے پر بوگانو کے لئے بیڈ کوارٹر تعمیر کیا تھا۔ ہمیہ کوارٹر کو خفیہ رکھنے کے لئے اس کی تعمیر میں حصہ لینے والے سرمشق

کو ہلاک کر دیا گیا تھا مگر کرم بابا چونکہ اس کے ٹوپیڈی کا دوست تھا اس لئے وہ زندہ رہ گیا۔ اب اگر اس گروپ نے کرم بابا سے ہسپید کوارٹر کے بارے میں تفصیلات حاصل کر لیں تو ہسپید کوارٹر کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس نے مجھے فوری طور پر اُسامہ پہنچنے اور اُسے ختم کرنے کا حکم دیا چنانچہ میں اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ چند اجنبی ہسلی کا پڑپڑ اُتھے اور کرم بابا سے مل کر ہسپید کوارٹر پر واپس چلے گئے ہیں۔ میں نے کرم بابا پر آشنا کر کے معلومات کیس قوپہ چلا کر کرم بابا نے ان اجنبیوں کے ہاتھ ایک لاکھ مھری پاؤ نڈ میں کوئی لفڑی فرخت کیا ہے۔ میں نے کرم بابا کو گولی مار دی اور اس سے ایک لاکھ پاؤ نڈ بھی جھین لئے اس کے بعد میں فوری طور پر واپس ہی گیا اور اب یہاں رہ کر عبدالناصر کی کال کا انتظار کر رہا تھا تاکہ اسے روپرٹ دے سکوں کہ تم لوگ آگئے ہو۔ — تھاں تے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس سے رابطہ کیسے ہوتا ہے؟“ — عمران نے پوچھا۔

”وہ خود فزن کرتا ہے۔ مجھے اس کے فزن کا علم نہیں ہے۔“
قاہانی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران اس کے بیچے سے ہسپید کیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

”اس عبدالناصر کا حلیہ بھی پوچھ لو ہ۔“ — ابو سجد نے کہا۔

”وہ میں جانتا ہوں،“ مادام تاؤ نے مجھے بتا دیا تھا لیکن میرا خیال تھا کہ وہ چیف نہ ہو گا بلکہ کوئی دوسرا آدمی ہو گا۔ بہر حال اب پرستہ چل گیا کہ ہی بوجگانو کا چیف باس ہے۔“ — عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

”تم نے بولا ہے کرم بابا پر نہ صرف آشنا کیا تھا بلکہ اسے بلاک بھی کیا تھا اس لئے تمہاری موت پر مجھے کوئی افسوس نہ ہو گا۔“ — عمران نے صرد پیچے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریکر دبا دیا۔ دوسرے لمجھے ریوالور کے دھماکے کے ساتھ ہی گولی قاہانی کی پیٹانی میں سوراخ کر گئی اور قاہانی چینے بغیر ہی ایک بار تڑپ کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے اسے پلٹ کر اس کی کلامیوں کے گرد بندھی ہوئی اپنی بیلیٹ کھولی اور پھر وہ ابو سجد اور جولیا کو باہر آئے کا اشارہ کرتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر عمران کے حکم پر تنور اور صفرہ نے پوری کوٹھی کی تلاشی لے ڈالی۔ نہ هرف نژٹوں کی وہ گڈی جو عمران کے کرم بابا کو دی ہیں ایک خفیہ سیف سے مل گئی بلکہ اس میں اس جیب میں پچیس اور گدیاں بھی مل گئیں۔

”یہ تم رکھ لو اخراجات کے طور پر،“ — عمران نے اپنے والی گڈی جیب میں ڈالتے ہوئے دوسری گڈیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابو سجد سے کہا۔

”مجھے حضرت نہیں ہے۔“ — ابو سجد نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”اس ہسپید کوارٹر کو تباہ کرنے پر خاصے اخراجات اُسیں کے ابو سجد اور بوجگانو کا مال بوجگانو پر ہی خرچ ہونا چاہیے اس لئے انہیں اٹھالو۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابو سجد نے اس بارگدیاں اٹھالیں اور پھر ملازموں کو دیلے ہی بیہوش چھوڑ کر وہ کوٹھی سے نکلے اور پھر پیدل ہی ابو معافہ کے فارم کی طرف بڑھ گئے۔

”اس کا مطلب ہے کہ عبدالناصر کو یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ میں تمہارے ساتھ مل گیا ہوں۔“ — ابو سجد نے دیکھنے لیجھے میں کہا۔

"اوہ ہاں،" ایسی صورت میں یقیناً فاہرہ میں اس نے تمہاری دالپسی پر تمہیں بلک کرتے کا پروگرام صزدربنارکھا ہو گا۔" — حمران نے چونک کر کھا۔

"میر جی فکر مت کرو، میں فارم سے فون کر کے اپنے ادمیوں کو الٹ کر دوں گا اور ہمارے پہنچنے تک جس نے بھی یہ مخبری کی ہوگی اس کی لائش کسی چوک پر پہنچ چکی ہوگی۔" — ابو الجند نے کہا اور عمران خاموش ہو گیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی عبدالناصر نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔

"یہ؟" — عبدالناصر نے تھکانہ لے جئے میں کہا۔

"باس، ایک بُرمی خبر ہے۔" — دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"بُرمی خبر۔ کیسی بُرمی خبر؟" — عبدالناصر نے چونک کر لو چھا۔

"باس میں نے قابوی سے رابطے سے لئے اس کے ہدب فون کیا تو وہاں سے بتایا گیا کہ قابوی اپنی رہائش گاہ پرست۔ اس کے سمت نے بتایا کہ قابوی ساتھیوں سیست دو چیزوں میں بیٹھ کر اس امر گیا تھا اور وہاں چند اجنبی جو ہیلی کا پڑ پڑیجہ کر آئے تھے، کریم بابا سے مل کر دالپس ہیلی کا پڑ پڑیجہ کئے تھے۔ قابوی نے کریم بابا پر لشکر کیا تو کریم بابا نے بتایا کہ اس نے ایک لاکھ مفری پاؤ نڈ میں اجنبیوں کو کوئی پرانا نقشہ فردخت کیا ہے۔ اس پر قابوی نے کریم بابا کو گولی مار کر بلک کر دیا اور وہ رقم سے کر دالپس القیس آگئے۔ قابوی اپنی رہائش گاہ

پڑا تری گی۔ اس نے کہا کہ جیسے ہی ہیڈ کوارٹر کی طرف سے کال آئے اسے رہائشگاہ پر ڈائرکٹ کر دیا جائے لیکن کمال ڈائرکٹ کرنے پر دوسری طرف سے کوئی ریسورڈ اٹھا رہا تھا چنانچہ میں نے اس کے استٹٹ کو بداہت کی کرو دخود قابوی کی رہائش گاہ پر ہنپھ کر معلوم کرے کر دہاں سے کمال کیوں اٹھا تھیں کی جا رہی ہیں نے اسے کہا کہ میں اب قابوی کی رہائش گاہ پر براہ راست کال کروں گا۔ تمہری میں نے اس کے استٹٹ سے پوچھا یا تھا۔ پھر اس متھ میں نے جب کال کی قو اس استٹٹ نے فون اٹھا کیا۔ اس نے بتایا ہے کہ قابوی کو کوئی مار دی گئی ہے اور اس کے ملازموں کو بیہو شکری کر دیا گی تھا۔ ایک ملازم نے بتایا ہے کہ چار مرد اور ایک عورت جو پانچوں مصیری تھے، پیدل چل کر آئے اور انہوں نے کہا کہ وہ سوڈاں سے آئے ہیں۔ انہوں نے یہ واردات کی ہے۔ سیف بھی ٹوٹا پڑا ہوا ہے اور اس میں موجود تمام رقم بھی غائب ہے۔ — سیکرٹری نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ رقم غائب ہونے کا مطلب ہے کہ یہ لوگ کوئی مجرم نہ ہے جنہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ قابوی ایک لاکھ پونڈ اسامد سے لے آیا ہے۔ انہوں نے یہ واردات کی ہو گی، تم اسے جھوڑو، اصل بڑی خبر یہ ہے کہ اس کریم بابا نے یقیناً اس گروپ کے ہاتھ ہیڈ کوارٹر کا ہی نقشہ فروخت کیا ہو گا۔ اتنی بھاری رقم ایسے ہی نقشے کی قاطر دی جاسکتی ہے۔ وہ لوگ قاہرہ ہنپھ گئے ہوں گے۔ اب ان کا قاہرہ میں فوری فائدہ فزوری ہو گیا ہے۔ — عبد الناصر نے انہیں پریشان سے ہجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسیور رکھا اور اٹھ کر تیزی سے عقبی الماری کی طرف مڑا گیا۔

چند لوگوں نے الماری میں موجود ٹرانسپر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کی شروع

کر دی۔

”ہیلو ہیلو، ہیڈ کوارٹر کا لگ اشارم، اورہ۔ — عبد الناصر نے فریکونسی ایڈجسٹ کر کے کال دینی شروع کر دی لیکن مسلسل کال دینے کے باوجود جب دوسری طرف سے کال اٹھا رکھی گئی تو اس نے ہوتھ بھینچتے ہو ٹرانسپر ٹاف کیا اور ایک بار پھر تیسی فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو ہیڈ کوارٹر کا لگ اشارم، اورہ۔ — عبد الناصر نے بدھے ہوئے ہجھے میں بار بار کال دینی شروع کر دی۔

”یس زیر و زیر و الیون اٹھا بگ، اورہ۔ — چند لمほوں بعد ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

”چیف بس سے بات کرو، اورہ۔ — عبد الناصر نے اسی طرح بدھے ہوئے ہجھے میں کہا۔

”یس سر، اورہ۔ — دوسری طرف سے کہا گیا اور عبد الناصر چند لمほوں کے لئے خاموش ہو گیا۔

”ہیلو زیر و زیر و الیون۔ چیف بس بول رہا ہوں، اورہ۔ — چند لمھوں کی خاموشی کے بعد عبد الناصر نے اپنے اصل ہجھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”یس چیف، اورہ۔ — دوسری طرف سے بولنے والے کا ہجھے مودہ بانہ ہو گیا تھا۔

”زیر و زیر و الیون۔ اشارم کال کا جواب نہیں دے رہا۔ تم فوراً اس بارے میں معلومات حاصل کرو، میں دوبارہ اُدھے کھنٹے بعد تمہیں کال کروں

گھا۔ اور۔ — عبیدالناصر نے کہا۔
”یس بائس۔ اور۔ — دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور
اس کے ساتھ ہی عبیدالناصر نے اور اینہا ڈال کرہ کر ٹرانسپریٹ کر دیا۔ اس
کے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ ٹرانسپریٹ
کر کے کرسی پر نیچھا بٹک کرے میں بے حدیتی کے عالم میں بیٹھنے لگا۔ بھر اس
طرح ٹھلٹے ٹھلٹے۔ اس نے ادھا گھنٹہ ڈگنگار دیا اور ایک بار پھر زیر وزیر والیوں
کو کمال کیا۔

”باس میں نے معلومات حاصل کر لی تھیں۔ اسارم ہلاک ہو چکا ہے اور
ذھرف خود بکار اس کے گرد پ کے چھ خاص، میں بھی ہلاک کر دیتے ہیں، جو
کچھ بتایا گیا ہے اس کے مقابلے اسارم کے گیم باڈس میں دس نفاب پوش دخل
ہوئے اور انہوں نے وہاں بے تھاشانا نزدگ کر کے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور
اسی طرح فائزگر کرتے ہوئے وہ اسارم کے دفتر میں گھس کئے جہاں اسارم
اپنے چھ خاص ساتھیوں سمیت کسی مشینگ میں مصروف تھا۔ یہ کہہ سادہ ڈرپ

بنتے اس لئے انہیں باہر بونے والی فائزگر کا علم بھی نہ ہوا سکا اور ان
نقاب پوشوں نے اسارم اور اس کے چھ ساتھیوں کو دہیں ایک کمرے میں
جھون ڈالا اور پھر گیم باڈس سے نکل کر غائب ہو گئے ہیں۔ اور۔

”زیر وزیر والیوں نے تفصیل رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور عبیدالناصر کے پر
پر موجود پریشانی کے تاثرات یہ رپورٹ سننے ہی کچھ اور بڑھ گئے۔

”یہ کیسے ہو گیا۔ اور اس ابو بند کا معلوم کردا یہ لیقیناً اس کے
اویوں کا کام ہو سکتا ہے ورنہ اور کسی میں یہ جرأت نہیں ہے کہ اسارم پر
بانٹھ ڈال سکے۔ اور۔ — عبیدالناصر نے تیز بجھے میں کہا۔

”یس بائس، میرا بھی یہی خیال ہے۔ میں نے پہلے ہی اپنے ادمیوں
کو ابو بند کے بارے میں رپورٹ لانے کے لئے کہا ہے لیکن ابھی
تک اس کی طرف سے رپورٹ نہیں مل سکی، اور۔ — زیر وزیر والیوں
کے ہمراں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ستو زیر وزیر والیوں۔ — پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ ٹیم
کے خلاف کام کرنے کے لئے قاہرہ پہنچا تھا اور ابو بند غداری کرتے
ہوئے اس سے مل گیا تھا۔ انہوں نے اسامہ میں ایک بورڈھ سے بسیز
کوارٹر کا نقشہ بھی خرید لیا ہے۔ ابو بند اسامہ ساتھ گیا تھا۔ میں نے اسارم
کو حکم دے دیا تھا کہ جیسے ہی ابو بند والیس آئے اسے ہلاک کر دیا جائے
لیکن اب اسارم کی اس طرح ہلاکت بتاری ہے کہ لازماً ابو بند کو معلوم ہو گیا
ہو گا کہ اسارم نے اس کی خبری کی ہے۔ اس نے ہی اسے اور اس کے
ساتھیوں کو ہلاک کیا ہو گا۔ اب تم نے یہ ڈیوبنی سنبھالتی ہے کہ اس ابو بند
اور اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کو ہر صورت میں ہلاک کرنا ہے۔
اور۔ — عبیدالناصر نے تیز بجھے میں کہا۔

”باس اپ مجھے چھلے حکم دے دیتے تو اب تک ایسا ہو چکا ہو تا اب
اپ بے نکر رہیں میں اپنے گروپ کو فوری طور پر حرکت میں لے آتا ہوں۔
اور۔ — زیر وزیر والیوں نے کہا۔

”تم کتنی دیر میں رپورٹ دے سکتے ہو، اور۔ — عبیدالناصر
نے پوچھا۔

”مکمل رپورٹ دو گھنٹے کے اندر اندر اپ تک پہنچ جائے گی، اور۔
زیر وزیر والیوں نے کہا۔

اد کے اور اینہاں میں — عبیدالناصر نے کہا اور طریقہ سپتھ
آف کر دیا اور پھر الماری بند کر کے وہ دوبارہ کرسی پر اکر بیٹھ گیا۔ اس
نے جلدی سے فون کا رسیور اٹھایا۔
”یہ باس۔“ — دوسری طرف سے اس کے سکرٹری کی
اواز سنائی دی۔

”عاف کف سے بات کراؤ جلدی۔“ — عبیدالناصر نے کہا اور رسیور
کر پڑل پر پڑھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بجھی تو عبیدالناصر نے
رسیور اٹھایا۔
”عاف کف سے بات کیجئے باس۔“ — دوسری طرف سے سکرٹری
نے کہا۔
”ہیلو عاف کف بول رہا ہوں۔“ — مودہ بانہ بیجے میں ایک اواز
سنائی دی۔

”عاف کف، صورت حال انہماں پیچیدہ ہو گئی ہے۔ پاکیشیا سکرٹریوس
نے ابو بند کے ساتھ مل کر اس بورڈھے کرم بابا سے کوئی پرانا نقشہ خریدا
پہنچے۔ یہ نقشہ لازماً ہمیڈ کوارٹر کا ہی ہو گا۔ میں نے کو قامروہ میں اس ابو بند
اور پاکیشیا سکرٹریوس کے گرد پ کی فوری ہلاکت کے احکام دے دیئے
ہیں لیکن جب اندراز میں یہ لوگ کام کر رہے ہیں اس سے مجھے خطرہ پیدا
ہو گیا ہے کہ کہیں یہ لوگ اس نقشے کی مدد سے ہمیڈ کوارٹر پہنچ جائیں۔“
عبدالناصر نے تیز تیز بیجے میں کہا۔

”باس کسی قسم کا فکر نہ کریں، جو نقشہ اس بورڈھے کے پاس ہو گا، وہ
انہماں پرانا ہو گا۔ اس کے بعد آپ کے والدے ہمیڈ کوارٹر میں اور خاص

طور پر اس کے خفیہ راستوں میں بے حد تبدیلیاں کرادی تھیں جن کا یقیناً
اس نقشے میں ذکر ہی نہ ہو گا۔ اس لئے اس نقشے کے تحت وہ کسی صورت
جسی ہمیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہو سکتے بلکہ میرا خیال ہے کہ اگر وہ اس
نقشے کے تحت ہمیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کے لئے الظاہر میں داخل
ہوئے تو ان کو زیادہ اُسانی سے ٹریپ کیا جا سکتا ہے۔“ — دوسری
طرف سے عاف نے مطمئن بیجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ادہ، ادہ کیسے؟“ — عبیدالناصر نے چونک کر لپوچھا۔

”باں پڑاتے نقشے کے مطابق ہمیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا راستہ
شہنشاہی کی طرف سے رکھا گیا تھا۔ پھر اس شہنشاہ کو دریان کر دیا کیا
تھا کہ ہمیڈ کوارٹر محفوظارہ سکے لیکن بعد میں اسے بلاک کر کے راستہ اسامم کی
طرف سے نکال دیا گیا۔ اب اگر یہ لوگ اس نقشے کے مطابق ہمیڈ کوارٹر میں
داخل ہونا چاہیں گے تو یہ لازماً سہونا پہنچیں گے جہاں ہمارے اُدمی اُسانی
سے انہیں تحریر سکتے ہیں اور ان کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔“ — عاف نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ادہ ویری گڑ۔ ٹھیک ہے تم اپنے خاص اُدمی وہاں بھجوادو اور جیسے
ہی یہ لوگ وہاں پہنچیں ان کا یقینی خاتمہ کر دو۔ ہمیڈ کوارٹر کو ہر حال محفوظ
رہنا چاہیے۔“ — عبیدالناصر نے تیز بیجے میں کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس، سہونا سے وہ نہ بھاگ سکیں گے اور نہ آگے
بڑھ سکیں گے اور ان کا شکار ہمارے لئے انہماں اُسان ہو جائے گا۔“

عاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاً تم نے میری بہت طرفی پریشانی دور کر دی ہے۔“ — عبیدالناصر

نے اٹھیاں بھر اس سیستہ ہوئے کہا۔

”آپ کو فکر کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے باس۔ ہمیڈ کوارٹر میں تو کسی کے داخل ہونے کا کوئی سوال بھی پیدا نہیں ہوتا بلکہ ہمارے انتظامات ایسے ہیں کہ افغانستان کی حدود میں داخل ہونے والی کمھی بھی ہماری نظروں سے نہیں پک سکتی اور اگر پورے صحرائے فوج بھی آجائے تو ہم انسانی سے ان کو ہلاک کر سکتے ہیں۔“ — عاکف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے اب تم پورے افغانستان میں موت کے جال پھیلادا۔ اگر یہ لوگ یہاں آئیں تو کسی صورت بھی پڑھ کر رہ جاسکیں۔ ویسے مجھے پورا یقین ہے کہ ان کا خاتمہ قامبرہ میں ہی کر لیا جائے گا۔“ — عبیدالناصر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس سے ساختہ ہی اس نے ریور کھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اٹھیاں کے تاثرات موجود تھے۔ اب اسے صرف زیر وزیر والیوں کی طرف سے پورٹ کا انتظار رکھتا اور بھیر طویل انتظار کے بعد آخر کار زیر وزیر والیوں کی کال آہی گئی اور عبیدالناصر نے طراں سیمیر کال کی آواز سننے ہی جلدی سے اٹھ کر الماری جیسی موجود طراں سیمیر کاں کر دیا۔

”ہیلو ہیلو، زیر وزیر والیوں کا نیگ، اوور؟“ — بُن دبتے ہی زیر وزیر والیوں کی باریک سی آواز سننی دی۔

”یس ہمیڈ کوارٹر اٹھ نیگ یو، اوور؟“ — عبیدالناصر نے بدے ہوئے ہیجھے میں کہا۔

”چیف بس سے ہات کرائیں، اوور۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور عبیدالناصر نے چند لمحوں کے لئے خاموشی اختیار کر لی۔

”ہیلو چیف بس اٹھ نیگ یو، اوور۔“ — چند لمحوں بعد عبیدالناصر

نے اصل بھجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”چیف میں نے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ابو بیجد تمیں مردگان کا شکار کھیلنے کیا ہوا ہے ایک عورت کے ساتھ وادی کلبیش میں لومڑیوں کا شکار کھیلنے کیا ہوا ہے اور اس اس کے ساتھیوں کو بھی ابو بیجد کے مخصوص ادمی سلام کے گرد پڑنے بلکہ کیا ہے، اوور۔“ — زیر وزیر والیوں نے کہا۔

”پوری رپورٹ دو۔ یہ سب داغو یکسے ہوا اور ابو بیجد کب گیا ہے، اوور۔“ عبیدالناصر نے تیز بھجے میں کہا۔

”باس ابو بیجد کا خاص ادمی ہے رامش، وہ میرا بھی خاص ادمی ہے۔ میں نے رامش سے تمام معلومات حاصل کی ہیں۔ رامش نے بتایا ہے کہ ابو بیجد نے فون پر سلام سے رابطہ قائم کیا اور اسے کہا کہ اس کی مخبری کی گئی ہے اور القیس میں کسی بد معافی قابلیت نے اسامہ میں ان پر حسد کیا ہے۔ اس لئے غوراً اس مخبر کا پتہ چلا یا جائے اور اسے بلکہ کر دیا جائے۔ سلام ایسے معاملات میں بے حد ہر شیار ادمی ہے۔ اس نے ایک بخشنہ کے اندر اندر اس بات کی تصدیق کر لی کہ ابو بیجد کے اسامہ جانتے کی بابت اس اس سے معلومات حاصل کی تھیں۔ چنانچہ اس نے اس اس کے ساتھ سماحتیوں پر ریڈ کر کے اپنیں بلکہ کر دیا۔ ابو بیجد نے اپنی رہائش گاہ پہنچ کر دوبارہ سلام سے رابطہ کیا تو سلام نے اسے ساری رپورٹ دی چونکہ یہ رابطہ رامش کے ذریعے ہوا تھا۔ اس لئے رامش نے ساری گفتگو سُنی تھی۔ پھر ابو بیجد نے سلام سے کہا کہ وہ فوری طور پر اپنے چار ادمیوں سمیت تیار ہو کر اس کی رہائش گاہ پر پہنچ جائے کیونکہ ابو بیجد اپنے مہماں سمیت وادی کلبیش میں لومڑیوں کا شکار کھیلنے ہانا چاہتا ہے اور سلام اپنے چار ادمیوں سمیت ساتھ جائے

گا۔ چنانچہ سلام نے فوری انتظامات کرنے لے چکر یہ سب لوگ میلی کا پڑوں کے ذریعے وادی کلبش روانہ ہو گئے ہیں۔ میں نے جب رامش سے معلومات حاصل کیں تو یہ لوگ روانہ ہو چکے تھے، اور: — زیر وزیر والیون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وادی کلبش میں یہ ابو بند کس کے پاس پھر تابنے اور: — عبید الناصر نے پوچھا۔

”میں نے یہ بات رامش سے معلوم کر لی ہے۔ وادی کلبش میں ابو بند کی باقاعدہ رہائش گاہ موجود ہے۔ وادی کلبش کے مرحدی قصبه پہاڑ میں یہ رہائش گاہ ہے۔ ابو بند کرہ لومڑیوں کے شکار کے لئے دہلی جاتا رہتا ہے۔ وہ دہلی گاہ ہو گا، اور: — زیر وزیر والیون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے، تم اب قاہرہ میں پوری طرح ہوشیار رہنا۔ جیسے ہی یہ لوگ والیس آئیں تم نے ان کا فوری طور پر شکار کیلئے بستے اور: — عبید الناصر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیس پاس آپ بنے فکر میں، اور: — زیر وزیر والیون نے جواب دیا اور عبید الناصر نے اور اینہدیں کہ کرہ لسمیر اف کر دیا۔ اس کے بعد اس نے المارکی بند کی اور دوبارہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

”وادی کلبش تو انطہار سے بہت دور ہے۔ یہ لوگ دہلی کیا کرتے گئے ہوں گے۔ یقیناً یہ سب دھوکہ ہو گا۔ یہ دہلی نہیں کئے ہوں گے۔ یہ لازماً انطہار آئے ہوں گے اور یہاں عاکف ان کا شکار کیلئے کامنظر ہو گا۔ —

”عبدالناصر نے بڑا بڑا تے ہوئے کہا اور اس نے ایک بار بھر عاکف کو ہوشیار کرنے کے لئے فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

”دور تک پھیلے ہوئے صحراء پر ایک بڑا میلی کا پڑھا صی تیز رفتاری سے پرواز کرتا ہوا شمال مشرق کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ پانچ سیٹ پر ابو بند موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹوں پر عمران، صفرہ اور تنوری بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں قاہرہ سے پرواز کئے دو گھنٹے گزر چکے تھے جبکہ صحراء میں داخل ہوئے انہیں صرف میں منٹ ہوئے تھے۔ ان کی منزل انطہار نامی صحراء کے شمال مشرق میں واقع ایک قصبه لاغوت تھا۔ عمران نے کریم بابا سے حاصل کردہ نقشے کو سامنے رکھتے ہوئے مصری صحراؤں کے تفصیلی نقشے کے مقابلے بوجانو کے مہیہ کوارٹر میں داخل ہونے کے لئے ایک پلانگ کی بھتی اور اس پلانگ کے تحت وہ اس وقت لاغوت کی طرف اڑا کر جا رہے تھے۔ عمران کے پہنچنے پر ابو بند نے سلام اور اس کے ساتھیوں کو ایک اور صحرائی وادی کلبش کی طرف روانہ کر دیا تھا اور ساتھ ہی پورے گروپ میں یہ بات مشہور کرادی تھی کہ ابو بند بھی اپنے مہمانوں کے ساتھ وادی کلبش گیا ہے۔

تاکہ وہاں صحرائی لو مرٹیوں کا شکار کھیل سکے یکن دادی کلاپس صرف سلام اور اس کے ساتھی گئے تھے جبکہ عمران اور اس کے ساتھی قاہرہ سے نکلنے کے بعد الفائز کی طرف مڑ گئے تھے۔

"عمران صاحب! ہم براہ راست بھی تو ہبھج سکتے تھے جیس پھر اننا لمبا چکر کاٹ کر جانے کی کیا فزورت ہے؟" — ابوالنجد نے عقیقی سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پسح پسح بتما دول!" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"پسح پسح — کیا مطلب کیا آپ نے مجھ سے پہلے کچھ چھپایا ہے؟"
ابوالنجد نے تیران ہو کر کہا۔

"نا محروم کی نظروں سے بہت کچھ چھپانا پڑتا ہے؟" — عمران نے جواب دیا اور ابوالنجد چند لمحوں کے لئے اس طرح خاموش ہو گیا جیسے وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تم خاموش نہیں بلیط سکتے؟" — جولیا نے صڑک عمران کو ڈالنے ہوئے کہا اور جولیا کے ڈالنے پر ابوالنجد بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ، اوہ اچھا، میں سمجھ گیا آپ کی بات کا مطلب؟" — ابوالنجد نے جولیا کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے ہنس کر کہا تو جولیا نے بے اختیار منہ دوسرا طرف کر لیا۔

"یہ اور خاموش ہو جائے — ہونہے؟" — صقدر کے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے بے اختیار بٹکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"صقدر ہی مجھے خاموش نہیں ہونے دیتا۔ ہزار بار کہا ہے کہ خطبہ نکاح یاد کر لو یکن...!" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار

صقدر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"خطبہ نکاح — کیا مطلب؟" — ابوالنجد نے ایک بار پھر جران ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے اسی طرح ہربات کا مطلب پوچھنا مشروع کر دیا تو مجھے قاصرہ میں موجود بلیک شارہ ٹول کو سفرِ تعلیم بالغاں میں بدلتا پڑے گا۔"

عمران نے جواب دیا اور ابوالنجد بے اختیار کھا کھا اکر ہنس پڑا۔

"آپ کی باتیں سمجھنے کے لئے تو مجھے واقعی ایسا کرننا پڑے گا۔"

ابوالنجد نے ہستے ہوئے کہا۔

"تنویر کو وہاں مائیٹر بنالیما، براب واقعی بالغ ہو جکا ہے؟"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پلیز؟" — صقدر نے تنویر کا چہرہ بگڑاتے دیکھ کر عمران کی منت کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو تنویر کے مائیٹر بننے پر سو فنصہ پلیز ہوں، جولیا سے البتہ پوچھ لو،"

عمران بھد کہاں اتنی اسانی سے بازاً نے والا تھا۔

"اپ اگر تم نے بکواس کی تو گولی مار دوں گی۔ تمہیں کس نے یہ حق دیا ہے کہ جو تمہارے منہ میں آئے بکواس کرتے چلے جاؤ۔ تمہیں کسی کا لحاظ جی تھیں، جولیا نے بے اختیار پھٹ پڑنے والے ہیجے میں کہا۔

"اسی لحاظ کے مارے تو عقیقی سیٹ پر بیٹھا ہوا ہوں۔ ولیسے ایک بات ہے عقیقی سیٹ پر بیٹھنے کا یہ فائدہ تو ہے کہ ادمی غضیناک لگا ہوں سے تو بچا رہتا ہے۔"

کیوں صقدر؟" — عمران نے بڑے صعورم سے ہیجے میں جواب دیا۔

"ابو سجد صاحب اتنے بڑے گروپ کے سربراہ ہو گر آپ اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے کہ بوجگانہ کو جب یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ تم کرم بابا سے ملنے گئے تھے تو اسے لازماً یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ہم اس سے کوئی نقشہ بھی حاصل کر چکے ہیں۔ قاہانی اکیلا اسامہ نے یہی تھا۔ اس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی تھے اور جب عبد الہ افر کو نقشے کا علم ہو گا تو ظاہر ہے اسے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ہم لوگ سہونا نخلستان سے ہی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے کیونکہ نقشے کے مطابق وہیں سے ہی ہیڈ کوارٹر کا راستہ ہے۔ اتنا کچھ معلوم ہونے کے بعد وہ چھولوں کے پار لئے ہمارے استقبال کے لئے سہونا میں تو نہ کھڑا ہو گا۔"

عمران نے اس پار سخن وہ بھی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"آپ کی بات واقعی درست ہے لیکن لاغزت سے بھی ہم تے صیپوں کے ذریعے سہونا ہی جانا ہے؟"

"آپ نے خود ہی بتایا تھا کہ لاغزت سے ادنٹوں کے قافلے تجارت کی غرض سے بلیب تک جاتے رہتے ہیں اور سہونا راستے میں پڑتا ہے جیاں قافلے عارضی طور پر پڑا کرتے ہیں۔"

عمران نے کہا۔
"ہاں اور یہ بات درست ہے مگر....."

ابو سجد نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔
"اور یہ بھی آپ نے بتایا تھا کہ لاغزت کا سردار حادث آپ کا بے حد گمرا درست رہا ہے؟"

عمران نے کہا۔
"یہ بھی درست ہے؟"

تو پوچھنے سے باز آیا۔ اب تو اگر عمران صاحب خود چاہیں تو مجھے میرے سوال کا جواب دے دیں۔"

عمران صاحب، میں نے جو سوال کیا تھا آپ اسے تو گوں ہی کر گئے۔
ابو سجد نے قدر سے گھبرائے ہوئے ہجھے میں کہا۔ وہ شاید اس بات پر گھبرا کیا تھا کہ کہیں یہ لوگ اپس میں لڑتے ہی نہ پڑیں۔

"جب تک سوال گوئی نہ ہو جواب کیسے گوں ہو سکتا ہے؟"

عمران صاحب، آپ کا واقعی جواب نہیں، آپ کس خوبصورتی سے بات کو ملائی دیتے ہیں؟

ابو سجد نے بھی ہفتے ہوتے ہوئے کہا۔
اسی لئے تو ابھی تک گھنا ہونے سے سچا ہوا ہوں؟

عمران نے جواب دیا اور عمران کے ساتھ بیٹھا ہوا صحنہ بے اختیار مسکرا دیا۔
"گھنا ہونے سے کیا مطلب؟"

ابو سجد ایک بار ہپر بے اختیار مطلب پوچھنے پر مجبور ہو گیا۔

ابو سجد صاحب عمران کی باتوں کا مطلب آپ اتنی جلدی کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ آپ تو آپ ہمیں بعض اوقات مطلب سوچنا پڑتا ہے۔ دیلے عمران صاحب کی اس بات کا مطلب ہیں بتا دیتا ہوں۔ انہوں نے ملائے کے لفظ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ بات ملائے کی وجہ سے وہ ابھی تک کتوارے ہیں اور کمزارے ہونے کی وجہ سے ان کے سر پر ہال بھی ہیں ورنہ بیگم کی جنتیاں کھا کھا کر اب تک گنجے ہو چکے ہوتے۔

صحنہ نے تفصیل سے عمران کی بات کا مطلب سمجھاتے ہوئے کہا اور ابو سجد ایک بار ہپر مہنس پڑا۔
"واقعی میں تو اتنا گہرا مطلب زندگی بھر نہیں سمجھ سکوں گا۔ اس لئے اب میں تو پوچھنے سے باز آیا۔ اب تو اگر عمران صاحب خود چاہیں تو مجھے میرے سوال کا جواب دے دیں۔"

ابو سجد نے سنتے ہوئے کہا۔

کوئی جال بچھایا ہوا ہو گا تو ہم براہ راست اس کی زد سے بھی پرخ جائیں گے اور اس جال کو توڑنے کی بھی کوئی ترکیب سوتھ لیں گے۔ — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ ویری گڑا۔ آپ واقعی کمال کی ذہانت کے ماںک ہیں، ویری گڑا۔ — ابو الجند نے بے اختیار کہا۔

”کمال بیچارے نے شادی کر لی تھی۔ اس لئے اس کی ذہانت میرے کام آرہی ہے۔ — عمران کی زبان ایک بار بھر پڑی سے اتر گئی۔ ”کمال۔ — کون کمال؟ — ابو الجند نے چونک کر کہا۔

”جس کی ذہانت کا میں ماںک ہوں۔ — عمران نے جواب دیا اور ابو الجند کے منہ سے نکلنے والے بے اختیار قہقہے سے مسلی کا پڑا گونج اٹھا۔

”لیکن یہ ضروری ہے کہ جب ہم وہاں پہنچیں تو کوئی قافلہ بھیں تیار ہے۔ اب روزانہ قافلے نہ جاتے ہوں گے۔ — جو لیا نے کہا۔

”حارت سے دوستی کہب کام آئے گی۔ قافلہ تیار بھی تو کیا جاسکتا ہے۔ — عمران نے جواب دیا اور جو لیا کا سر بے اختیار اثبات میں ملنے لگا۔

”اوہ اس کی آپ فکر نہ کریں، حارت کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ سب انتظام اasanی سے ہو جانے گا۔ — ابو الجند نے کہا۔

”اگر تم ابو الجند صاحب کے سوال کی پہلے ہی وضاحت کر دیتے تو کم از کم ہم تھماری اتنی دیر تک بکو اس سنبھل سے تو پہلے رہتے۔ — تؤیر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس وقت ہم صحرا کی سرحدی پہلی پر موجود لانگ رینچ ریسور کی رینچ میں تھے۔ — عمران نے بڑے سنجیدہ بیچے میں کہا تو تؤیر کے ساتھ ساتھ

سارے ساختی بُری طرح چونک پڑے۔

”کیا کیا مطلب، کونسا لانگ رینچ ریسور۔ — ابو الجند نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”تمہارے مسلی کا پڑنے عقبی حصے میں ایک دالس کیچر فٹ بے جس کا تلق سرحد پر موجود مائیکرو دیلوٹاڈر کے اوپر لگے ہوئے لانگ رینچ ریسور سے ہے۔ عمران نے انکشاف کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ، اوہ کیا مطلب، کس نے لگایا ہے یہ دالس کیچر کیا مطلب جب اپ کو اس کا علم ہتا تو... — ابو الجند اس قدر بھرا گیا تھا کہ اس سے بات صحیح طور پر نہ ہو رہی تھی جبکہ جو لیا اور دسرے ساختی انہماںی حرمت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہے تھے۔

”اس قدر بھرانے کی فزورت نہیں ہے ابو الجند، جس چیک پوسٹ پر ہمارا مسلی کا پڑا چیک کیا گیا تھا وہاں یہ دالس کیچر فٹ کیا گیا تھا۔ کوئی نہیں نے اسے اپنے طور پر انہماںی خفیہ لگایا تھا لیکن بہر حال میری لفڑی سے نہ چھپا رہ سکا اور انہماں بلند نڈاڈر کے سب سے اوپر والے حصے میں ایک لانگ رینچ ریسور بھی مجھے نظر آگیا تھا لیکن میں نے اسے جان بوجھ کرنے کے لیے انداز کر دیا تھا کیونکہ اس دالس کیچر پوسٹ کاری مہر لگی ہوئی تھی اس لئے میں سمجھ گیا کہ مصری حکومت نے صحرا میں جانے والوں کی چینگ کے لئے یہ جدید انداز اختیار کیا ہوا ہے تاکہ چینگ پوسٹ سے گزرتے ہی انہر جانے والوں کے اصل مقاصد سامنے آسکیں۔ اس لئے جب تک اس ریسور کی رینچ تھی میں نے اپنا اصل پلان واضح کرنا ملتا سب نہیں سمجھا تھا۔ — عمران نے جواب دیا اور ابو الجند کے چہرے پر عمران کے لئے انہماں تھیں کئے اثار نمودار ہدستے۔

گرم گرم قہوہ پیش کیا گیا جس نے انہیں فاصد اسکون پہنچایا۔
ہال تو کوئی بھی نہیں رہتا اور یہ بھی بتا دوں کہ اب تا قلے سہونا میں نہیں
ظہرتے گیونکہ کئی سال پہلے جو قافلہ بھی وہاں پھر رہا تھا اس کے چند افراد
پر اسرار طور پر مردہ پائے جاتے تھے اس لئے یہ بات پورے صحرا میں مشہور ہو گئی
ہے کہ سہونا پر خوبیت روتوں کا قبضہ ہے اس لئے اب قافلے وہاں نہ صرف
یہ کم ظہرتے ہیں بلکہ سہونا سے کافی فاصلے سے گزرتے ہیں۔ — سردار
حارت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ بھیر تو کسی قافلے کا سہارا یا نہیں غلط ہے۔ اب ہمیں خود ہی وہاں جانا
ہو گا۔“ — عمران نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ مجھے کوئی اشارہ دے دیں تو ہو سکتا ہے میں آپ کی مدد آپ کی
آقے سے بھی زیادہ کر سکوں۔ مجھے سردار ابو نجد اور اس کے ہمہ انوں کی مدد
کر کے دلی خوشی ہو گی：“ — سردار حارت نے بڑے خدموں بھرے بچے
میں کہا۔

”سردار حارت کیا تم کسی عبد الواحد نامی آدمی سے واقف ہو جس کے پیٹ
کا نام عبد الماهر ہو؟“ — عمران نے کہا۔

”عبد الواحد — اس نام کے تو کئی آدمی یہاں بھی موجود ہیں مگر ان میں
کسی کے پیٹے کا نام عبد الماهر نہیں ہے۔ اس کی کوئی کنیت وغیرہ یا مزید
کوئی اثر پتہ：“ — حارت نے پوچھا۔

”صرف اتنا معلوم ہے کہ عبد الواحد نام کا ایک آدمی جو قاہرہ میں رہتا تھا
اس نے کی مہکنگ کرتا تھا اس نے الظاہر میں کوئی خفیہ تعمیرات کرائیں اخفیہ سے
مطلوب ہے کر دیت کے نیچے۔ القیس کے نزدیک قصبه اسامہ میں رہنے

”قافلہ — ہاں ایک سفہتے بعد جائے گا۔ کیوں؟“ — حارت
نے چونکہ کر پوچھا۔
”تم نے تو بتایا تھا کہ روزانہ ایک قافلہ جاتا ہے۔“ — ابو نجد نے
حیران ہو کر پوچھا۔

”ہاں واقعی کسی زیارت نہیں روزانہ جاتا تھا لیکن اب جیسے ہیں ایک بار
جاتا ہے، کیونکہ ایسے صحرا کے رہنے والوں کی اکثریت بڑے شہروں میں مستقل
بیوگئی ہے اس لئے اتنی تجارت نہیں رہی مگر آپ لوگ کیوں پوچھ رہے ہیں۔
آپ مجھے تفصیل بتائیں، آپ نے قافلہ سے کیا لینا ہے：“ — حارت
نے حیرت بھرے بچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بھم سہونا اس طرح جانا چاہتے ہیں کہ وہاں کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ تم
خاص طور پر وہاں پہنچے ہیں：“ — عمران نے جواب دیا۔

”سہونا مگر...“ — حارت نے پوچھنا ہی چاہتا تھا۔
”سردار حارت — تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ میرے ساتھ آئے
ہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم کوئی سوال نہ کرو۔“ — ابو نجد نے
اُسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

”معزز سردار، اُج سے تین سال پہلے میں الجوف میں رہتا تھا۔ وہاں ایک روز میرا اونٹ صحرائیں کم ہو گی۔ میں اسے ڈھونڈتھا ہوا بگانو مسجد میں پہنچ گیا وہاں میں نے ایک حیرت انگریز منظر دیکھا کہ اچانک مسجد کے دروازے سے ایک گورا مرد اور ایک گوری عورت باہر آگئے۔ ان کے گلے میں ”درینیں چھیس اور وہ درینیوں سے صحرائے دیکھنے لگے۔ میں ان کے قریب ہی ایک ٹیلے کے پیچھے تھا میں وہاں ان غیر ملکیوں کو دیکھ کر بے حد حیران ہوا۔ محتظر می دیر بعد ایک مکڑی جیسا ہسلی کا پڑ کہیں سے اڑتا ہوا وہاں پہنچ کر اتر لیا تو اس گورے مرد کی میں نے آواز سنی۔ وہ کسی سے پوچھ رہا تھا کہ کیا اس چھوٹے سے ہسلی کا پڑ کے ذریعے وہ اسرائیل ہنچ سکیں گے جس پر اسے جواب دیا گی کہ نہیں اس سلسلی کا پڑ سے نہیں جامش پہنچایا جانے کا جہاں سے وہ اسرائیل ہنچ جائیں گے پھر وہ دونوں اس ہسلی کا پڑ میں بیٹھ کر چلے گئے۔ میں نے مسجد کے اندر دیکھا لیکن مسجد خالی تھا۔ پھر جاں میں اونٹ ڈھونڈتھے تکل کھڑا ہوا اور پھر میں اونٹ ڈھونڈتھے کر والپس الجوف پہنچ گیا۔ وہاں میں نے جس کو بھی یہ بات بتائی کسی نے مجھ پر لقین نہ کیا۔ وہ سب میراہد اڑاتے تھے کیونکہ ان سے سخنے سے مطاہتی تو بگانو شیغان کا مسجد تھا اور اس سے اندر جانا تو ایک طرف اس کے قریب سے گزرنے والا انسان بھی ملا کہ تو جاتا تھا اور گورے جوڑے والی بات پر تو کوئی کان دھرنے کے لئے سیارہ نہ تھا لیکن میں نے یہ سب کچھ اپنی ملکیوں سے دیکھا تھا اور ان کی باتیں کانوں سے سنبھیں اور اتنا تو میں جانتا ہوں کہ اسرائیل یہودیوں کی ریاست ہے پھر میں یہاں آگیا۔ یہاں بھی میں نے جسے یہ بات بتائی کسی نے لقین نہ کیا۔ ابوشان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ان گوروں نے کوئی زبان میں بات کی تھی؟“ — عمران نے

پوچھا۔

”وہ اپس میں تو کسی اجنبی زبان میں باتیں کرتے رہے تھے لیکن جب وہ مکڑے جیسا ہسلی کا پڑ دہاں آیا تو انہوں نے مقامی زبان میں بھی بات کی تھی اور مقامی زبان میں ہی انہیں جواب دیا گیا تھا۔“ — ابوشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم دوبارہ پھر اس مسجد میں گئے تھے؟“ — عمران نے پوچھا۔

”جی انہیں مجھے فردت ہی نہیں تھی؟“ — ابوشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے شکریہ، اب تم جاسکتے ہو؛“ — عمران نے کہا، اور ابوشان اُجھے کھڑا ہوا اور پھر وہ سلام کر کے والپس چلا گیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب انہوں نے سہونا دالا راستہ بند کر کے الجوف کے قریب نیا راستہ بنالیا ہے۔ اب ہمیں الجوف جانا ہو گا۔“ — عمران نے کہا اور اُجھے کھڑا ہوا۔ حارت نے ان سے کھڑنے پر بے حد احصار کیا لیکن عمران اور ابو نجد نے معذرت کر لی اور محتظر می دیر بعد ایک بار پھر ان کا ہسلی کا پڑ فضنا میں پرداز کر رہا تھا۔ تقریباً اُدھے کھٹنے کی مسلسل پرواز کے بعد وہ الجوف پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا نخلستان تھا اور یہاں آبادی بھی لاغزت کی نسبت بے حد کم تھا۔ سردار حارت نے الجوف کے صردارہ شام کے نام انہیں ایک خاص پیغام دیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ پیغام وہ جیسے ہی سردارہ شام کو پہنچا میں گے۔ وہ ان کی ہر طرح سے مدد کرے گا۔ اور پھر واقعی جیسے ہی ابو نجد نے بوڑھے سردارہ شام کو سردارہ شام کا دہ مخصوص پیغام دیا تو وہ ان کے سامنے بے اختیار جھک گیا۔

”سردار حارت کے ہمہان میرے مہماں ہیں۔ سردار حارت کے مجھ پر بے پناہ احسانات ہیں۔ مجھے آپ کی مردگاری کے دلی مسرت ہو گی：“ — سردار ہشام نے جواباتی لمحے میں کہا۔

”سردار ہشام، ہم شیطانی معبد بوجگانو پر تحقیق کر رہے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہاں سے قریب ہی کوئی بوجگانو معبد موجود ہے：“ — عمران نے سردار ہشام کی طرف سے پیش کیا گیا قہوہ پیٹتے ہوئے کہا۔

”بوجگانو۔ اودہ ہاں موجود تو ہے۔ چند سال پہلے ہی وہ اچانک نظر نے لگائے ورنہ پہلے تو نہ تھا۔ پھر حال شیطان کا کیا ہے جہاں چاہے اپنا معبد بنائے لیکن وہ تو انہماں خطرناک جگد ہے۔ وہاں سے تو قریب ہی کوئی اگر زتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے：“ — سردار ہشام نے کہا۔

”تم اس کی نکر نہ کر، ہمارے پاس ایک بہت بڑے بزرگ کا دیا ہجوا ایک نقش موجود ہے۔ اس کی موجودگی میں ہم پر شیطان غالب نہیں آسکتا۔ تم صرف ہمیں وہ جگد بتاؤ وہاں ہم خود چلے جائیں گے：“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس وقت تو شام ہونے والی ہے آپ ارام کر لیں صحیح میں آپ سے ساتھ جاؤں گا اور دور سے آپ کو دکھا کر واپس آجاؤں گا درنہ یہ انہماں خطرناک لخرا ہے۔ یہاں کسی بھی وقت طوفان اُسکتا ہے اس لئے آپ راستہ بھول بھی سکتے ہیں۔“ — سردار ہشام نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر بلاد دیا۔ چنان پتھرات پڑتے تھک وہ وہیں گپتیں ہانگتے رہے۔ رات کا کھانا کھائے کے بعد انہیں ارام کے لئے ایک اور مکان میں پہنچا دیا گیا جس کے ایک بڑے کمرے میں وہ سب اور ساتھ ہی ملحوظ چھوٹے کمرے میں جو لیا کے لئے لتر

کامیابی تھا چونکہ وہ خاصے تھکے ہوئے تھے اس لئے وہ وہاں پہنچتے ہی سو گئے اور پھر سنجانے رات کا کوئی ساقت تھا کہ اچانک ایک ہمکی سی آواز عمران کے کھانوں میں پڑی اور بے اختیار اس کی ہمکھیں نکل گئیں۔ آواز ایسی تھی جیسے کوئی دور سے چینا ہوا اور عمران کو ایسے محسوس ہوا جیسے آوازنسوانی ہو کرے میں ایک مشعل جمل رہی تھی۔ عمران ہمکھیں کھلتے ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اسے ساتھ واٹے کمرے میں ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی اور عمران اچھل کر کھڑا ہی ہوا تھا کہ نیکھلت اس کے عقبے میں ایک روشنداں میں دھماکہ سا ہوا اور عمران کو ایسے محسوس ہوا جیسے کوئی روشنداں سے کو دا ہو ایسی عمران تیزی سے اس روشنداں کی طرف گھوما ہی تھا کہ نیکھلت اس کا دماغ تیزی سے چکرا را۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کمرہ کسی ہولناک زلزلے کی زد میں آگیا ہو۔ وہ بے اختیار نڑکھڑا کر بیٹھ گرا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن اس کا ذہن اس کے قابو میں نہ اسکا اور اس پر تاریکی نے غلبہ حاصل کر لیا بچھر جس طرح اندھرے میں جگنو چکتا ہے اس طرح اس کے ذہن پر چھاتی ہوئی تاریکی میں روشن نقطع نہودار ہو گیا اور ابھستہ ابھستہ پھیلتا چل گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ہمکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اس کے شعور کو مکمل طور پر بیدار ہونے میں چند لمحے لگ گئے لیکن شعور بیدار ہوتے ہی اس نے دیکھا کہ وہ ایک بختہ کمرے کی دیوار کے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔ اس کی دونوں کھلائیوں میں دو ہے کے مضبوط کڑے ہیں۔ جن کے ساتھ لو ہے کی مضبوط از بخیری منسک ایک اور یہ کڑے اس کے پر سے کافی بلندی پر دیوار میں نصب ہوتے کے کڑوں سے منسک ہیں۔ اس طرح اس کے دونوں بازوں اس کے پر کھانا کھانے ہوئے

تھے۔ پریوں میں بھی ایسے ہی کرتے اور زنجیری موجود تھیں۔ اس طرح وہ ان زنجیروں سے جکڑا ہوا اس نئی دیوار کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے بازوں میں فاصداروں ہو رہا تھا اور وہ سمجھ گی کہ بیہوٹی کے عالم میں چونکہ اس کے جسم کا سارا بوجہ بازوں پر پڑتا رہا ہے اس لئے بازوں میں شدید درد محسوس ہوا۔ اس نے گردنگ کر دیکھا تو اس کے سارے ساقی اُسی طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے موجود تھے لیکن وہ سب یقینے کو ڈھنکتے ہوئے اور ان کے جسموں کا بوجہ موجود تھا وہ سب بیہوٹے تھے۔ کرے کا حرف ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ باقی اس میں زکوٰنی کھڑکی تھی اور نہ کوئی روشنیان تھا۔ کرے کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ کرہ کوئی تہ خانہ ہے۔ عمران سمجھ گی کہ اپنی کسی زدداثر گیس سے بیہوٹی کر کے یہاں اس تہ خانے میں لا یا گیا ہے اور اب اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ سب پچھے یقیناً بوجگانو کا ہی کیا دھرا ہو گا۔ اب دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں کہ یا تو وہ سردار بہشام بوجگانو کا بھنٹ ہے یا پھر اسے بھی معلوم نہ ہو گا اور انہیں اس دوسرے مکان سے اخواز کر لیا گی ہو گا۔ ابھی وہ سوچ رہا تھا کہ ان زنجیروں سے یکسے نجات حاصل کرے کہ بند دروازہ کھلنا اور ایک ادھیر عمران اُمی اندر داخل ہوا۔ اس کے لباس پر ڈاکٹروں جیسا سفید گاؤں موجود تھا۔ اس نے ہاتھ میں ایک مرچ پکڑا ہوئی تھی جس میں سرخ زمک کا محلول بھرا ہوا تھا۔ ”ادھیر میں کیسے ہو کش ہو گیا؟“ — اس اُمی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی تھرت بھرے ہیجے میں کہا۔ اس اُمی کا بوجہ مفری ہی تھا۔ ”اس لئے کہ میں تم سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل کر سکوں؟“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

۸۵

”یہ میرے لئے واقعی اپنائی تھرت انگیز بات ہے کہ اس دوام گیسوں کا سرخ خود بخود ہوش میں آجائے۔ بہر حال میں یہاں تم لوگوں کو ہوش دلانے آیا تھا تاکہ سردار عاکف تم سے باہمی کر سکے۔“ — اس اُمی نے کہا اور پھر سرخ اٹھائے وہ عمران کے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

”مگر الجوف کا سردار تو بہشام ہے، پھر یہ سردار عاکف!“ — عمران نے جان بوجہ کر تھرت قلب سرکتے ہوئے کہا۔

”اسے بھول جاؤ، وہ یہی سمجھو گا کہ شیطان اس کے ہمماںوں کو اپنے ساتھ لے گیا ہے۔“ — اس اُمی نے مہنتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہھوڑا ہھوڑا محلول عمران کے ساتھیوں کے بازوں میں انجیکٹ کرنا شروع کر دیا۔

”شیطان — تو تمہارا مطلب ہے کہ عاکف شیطان کا نام ہے؟“ — عمران نے اپنے ہیجے میں تھرت کا مزید اضفافہ کرتے ہوئے کہا۔

”بوجگانو شیطان کو ہی کہتے ہیں اور تم اس وقت بوجگانو کی قید میں ہو، اور سردار عاکف بوجگانو کا چیف ہے۔“ — اس اُمی نے سب سے آخر میں جو یہاں کو انجیکشن لگاتے ہوئے جواب دیا۔

”مگر میں نے تو ساتھا کہ بوجگانو کا چیف عبدالناصر ہے۔ تو گیا بوجگانو میں بنادت ہو گئی ہے۔“ — عمران نے کہا۔

”سردار عبدالناصر تو چیف پاس ہے۔ میں نے صرف چیف کہا ہے۔“ — اس اُمی نے غالی سرخ ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے صدر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمبوں بعد دروازہ پیلے کی طرف بند ہو چکا تھا۔ اس کے بعد باری باری اس سے ساتھیوں کو ہوش آتا گیا۔

"یہ - یہ جم کہاں پہنچ گئے ہیں؟" — سب سے پہلے ابو الجند نے انتہائی حیرت بھرے بیجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
"جبکہ جہاں پہنچنے کے لئے ہم نے آنالما سفر کیا تھا؟" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب - کیا ہم لوگانوں کے مہید کوارٹر میں ہیں؟" — ابو الجند نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"شاید، بہر حال اب یہ تو اس سردار عاکف کے آئے پر ہی پہنچے چلے گا کہ تم کہاں ہیں؟" — عمران نے کہا اور پھر اپنے ساتھیوں کے مزید اصرار پر اس نے اس ادھر ادھر داکٹر سے ہونے والی تمام گفتگو دوسرادی۔

"یقیناً ان لوگوں کا کوئی ایجنسٹ الجوف میں موجود ہو گا؟" — صقدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دوسرے لمحے ایک گوریلانا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر حیثیت لپاس تھا، اس کے ہاتھ میں ایک خاردار ہیٹھ تھا۔ اس کے پیچے ایک لمبا تر ڈنگل کا آدمی تھا جس کے جسم پر باقاعدہ سوٹ تھا۔ وہ گوریلانا آدمی دروازے سے ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا جبکہ وہ سوٹ والا قدم بڑھاتا ہوا ان کی طرف بڑھا یا، اس کی تیز نظر میں عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی وہ سردار عاکف ہو گا جس کا ذکر وہ پہلے والا آدمی کر رہا تھا۔

"یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری ملکات لوگانوں کے چیف سردار سے ہو رہی ہے؟" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ آدمی عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تم میں سے ابو الجند کون ہے؟" — اس آدمی نے بھاری آواز

میں پوچھا۔

"ابو الجند - وہ تو شاید ابھی تک اپنے دوست سردارِہشام کے ساتھ پہنچیں مار رہا ہو گا؟" — عمران نے ساتھ کھڑے ابو الجند کے بولنے سے پہلے ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یکو اس مدت کرو، ہمیں معلوم ہے کہ ابو الجند سمیت تم ایک خورت اور چار مرد سیلی کا پیڑ پر الجوف پہنچے تھے اور تم سب کو یہاں لا یا گیا ہے۔ بولو کون ہے ابو الجند؟" — اس آدمی نے انتہائی غصیلے بیجے میں کہا۔

"میں ہوں ابو الجند" — اس بار عمران نے بولنے سے پہلے ابو الجند بول اٹھا۔

"شٹ اپ، خواہ مخواہ اپنی اہمیت نہ بڑھا، میں ہوں ابو الجند، بولو کیا بات ہے؟" — اچانک صقدر نے انتہائی غصیلے بیجے میں کہا۔

"عجیب" — اس آدمی نے یکلخت اس گوریلانا کوڑا بردار کی طرف مرٹئے ہوئے کہا۔

"یس بآس" — گوریلانا آدمی نے جس کا نام عجیب تھا مودبانتے بیجے میں جواب دیا۔

"عامر کو کبو میک اپ داشر اور میشن گن لے کر یہاں آئے؟" — اس آدمی نے کہا اور عجیب سر ہلاتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف مرٹا گیا۔

"تمہارا نام عاکف ہے" — عمران نے اس بار سنجیدہ بیجے میں پوچھا۔

"ہاں، میرا نام عاکف ہے اور میں چیف ہوں" — اس آدمی نے بڑے فخر یہ بیجے میں کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم الجوف پہنچے ہیں؟“ — عمران نے دوسرے سوال کیا۔

”تم نے واقعی جہیں بے حد پریشان کی ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ تم کو تم بالا سے حاصل کردہ نفس کے مقابلہ سہونا پہنچو گے۔ ہم نے وہاں اپنے ادمی چھوڑ رکھے تھے لیکن تم وہاں نہ پہنچے۔ ابھی ہم سوچ رہے تھے کہ کیا واقعی تم وادی کلابش گئے جو یا الظاهر اے ہو کہ تم لوگ خود بہشام کے پاس پہنچ سکتے۔ الجوف اور اس کے رہنے والے سب ہمارے علام ہیں۔ سردار بہشام نے ہمیں اطلاع بھجوائی کہ لاختہ کے سردار حارث نے اپنے دوست ابو الجند اور اس کے مہمانوں کو الجوف بھجوایا ہے اور یہ لوگ بوگانو معبد کی تحقیق کے لئے آئے ہیں۔ یہ اطلاع ملتے ہی ہم سمجھ گئے کہ تم کون لوگ ہو چنا پہنچ فوزابہشام کو ہدایات دے دی گئیں اور نتیجہ یہ کہ تم یہاں موجود ہو۔“ — عاکف نے بڑے غما خرازہ بچھے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم جیسے خلمند ادمی سے مجھے اس حماقت کی توقع نہ ہوتی کہ جس ٹکڑے کوارٹر میں داخل ہونے کی ہمیں کوئی ترکیب سمجھنا اُرہی ہتھی تم نے خود ہمیں اپنے ہمید کوارٹر میں داخل کرایا ہے۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عاکف بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم کسی غلط فہمی میں نہ رہو اس لئے بتا دیتا ہوں کہ یہ بوگانو کا ہمید کوارٹ نہیں ہے بلکہ تم الجوف سے بہت دور محراجے اندر بننے ہوئے ہمارے ایک اڑے میں موجود ہوا اور تمہیں یہاں لایا اس لئے گیا ہے تاکہ تم لوگوں سے میکمل کیا جاسکے کہ تم لوگوں کو یہ بات کس سے معلوم ہوئی ہے کہ بوگانو کا راستہ الجوف کے قریب بنایا گیا ہے کیونکہ یہ ہمارا مخصوص راز ہے۔“ — عاکف نے کہا۔

”یہ بات تو ہر ادمی جانتا ہے کہ پہلے بوگانو معبد سہوتا میں تھا جواب ویران ہو گیا ہے اور اب نیا بوگانو معبد الجوف کے قریب نمودار ہوا ہے۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”ہمیں معلوم ہے کہ ہر ادمی یہ بات نہیں جانتا حتیٰ کہ الجوف میں بھی صرف سردار بہشام جانتا ہے۔“ — عاکف نے جواب دیا۔

اسی لمحے عینیب ایک بار پھر اندر داخل ہوا۔ اس کے سچھے ایک اور ذوجان تھا جس کے کانڈھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی اور ماخی میں ایک جدید قسم کا میک اپ واپس رہتا۔

”ان کا میک اپ واش کرو۔“ — عاکف نے اس ادمی سے کہا اور وہ میک اپ واپس رہنے تیزی سے عمران کی طرف بڑھا اور بھوڑی دیر بعد وہ سب اپنے اصل چہروں میں موجود تھے۔ ابو الجند کے چہرے پر چونکہ میک اپ تھا ہمیں اس لئے وہ ولیسا ہی تھا جیسا کہ پہلے نظر آ رہا تھا۔

”ہونہما تو تم ہو ابو الجند۔ بوگانو کے غدار۔“ — عاکف نے بڑی زہری لنظر وہیں سے ابو الجند کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”عاصِ مجھے مشین گن دو میں پہلے اس غدار کا جسم گویندوں سے چھکلنی کر داول پھر ان سے بات کروں گا۔“ — عاکف نے انتہائی سخت بچھے میں کہا۔ میک اپ واپس رہنے والے نے کانڈھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اٹا کر عاکف کے ہاتھ میں دے دی۔

”ابو الجند کو ہلاک کرنے سے پہلے اپنے چیف باس عبد الامر سے بات کرو درستہ ہو سکتا ہے بلہ میں تمہارا پچھتا و تمہارے کسی کام نہ ائے۔“ — عمران نے لیکھت سنجیدہ ہبچھے میں کہا۔

"مجھے چیف بس سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنے معاملات میں ازاد ہوں۔" — عاکف نے ہوتھی چیاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کو کانڈھ سے لگایا اور اس کا رُخ ابو سجد کی طرف کر دیا۔ اس کی انکھوں میں دھنیانہ چمک اور چہرے پر سفاکی کے تاثرات اجھر آئے تھے۔

"جلدی کرو دیر کیوں کر رہے ہو، ایک بندھے ہوئے آدمی کو گولی مارنے کے لئے اتنی بچپناہیٹ کا منظاہرہ کیوں کر رہے ہو؟" — عمران نے بڑے بے تاب سیچھے میں کہا تو عاکف نے بے اختیار چونکہ کر عمران کی طرف دیکھا۔

"اوہ، اوہ تم۔ تم اسے مروانے کے لئے اتنے بے تاب کیوں ہو؟" — عاکف نے قدرے انجھے ہونے لے جائے میں کہا۔

"ایک آدمی کی قربانی سے اگر بوجانو چیسی تنظیم کا خاتمہ ممکن ہو سکتا ہے تو یہ سودا ہنگا نہیں ہے۔" — عمران نے مثہلنا تے ہوئے کہا۔

"ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ کوئی خاص بات چھپا رہے ہو۔ اب پہلے تم مجھے وہ خاص بات بتاؤ گے۔" — عاکف نے مشین گن ہٹاتے ہوئے سخت ہیچھے میں کہا۔

"اس بات کا علم تھا رے چیف بس عبد الناصر کو ہی سے۔ میں تے تو ہمارے فائدے کی بات کی بھتی۔ تم نہیں مانتے تو نہ سہی، چلاو گولی اور مارڈالو ابو سجد کو۔ ارادہ کیوں بدلتا تم نے، اس سے پہلے کہ تھا می عبد الناصر سے بات ہو ابو سجد کو مر جانا چاہیے کیونکہ اور سب کچھ تو ممکن ہے مگر مرا ہوا آدمی دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ یہی ایک کام ہے جو دنیا کی کوئی طاقت نہیں کرسکتی۔"

عمران نے جواب دیا۔

"عامر اور عبیدیب تم دلوں یہاں رکو گے، میں چیف بس سے بات کر بی لوں۔ یہ انتہائی شاطر لوگ ہیں۔ ہو سکتا ہے ابو سجد کی موت سے اپنیں کوئی خاص فائدہ پہنچتا ہو؟" — عاکف نے کہا اور مشین گن عامر کی طرف اچھا ل کر دہ تیر تیز قدم اٹھاتا ہوا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے یہوں پر بے خلیاء اطمینان بھری مسکراہٹ رینگ ابھی۔ اس نے نوری طور پر تو ابو سجد کی موت کو روک دیا تھا اور کچھ وقت حاصل کر لیا تھا۔

"عامر مجھے تم سے ہمارہ ردی بھی ہے۔ ابھی ہمارا بابا اس والپس آئے گا تو پھر مشین گن کا رُخ ہماری طرف ہو گا کیونکہ تم نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ ہمارے چہروں پر ڈبل میک اپ بھی ہو سکتا ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو، ڈبل میک اپ؟" — عامر عمران کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا تھا میں ہمارے بابا سے کہ وہ فوراً بظاہر ابو سجد پر گولی چلا دے تاکہ میں پڑ سکوں۔" — عمران نے جواب دیا۔
"اوہ مجھے واقعی چیک کرننا چاہیے کیوں عبیدیب، یہ بھی تو ہو سکتا ہے ابو سجد۔" عامر نے عبیدیب سے مخاطب ہو گر کہا۔

"جو مرضی آئے کرو میں نے تو ان کے جسموں پر ہنڑ برسانے میں اور ان کی چیزوں کی موسيقی سننی ہے۔ مجھے ان کے چہروں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" عبیدیب نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور عامر نے مشین گن دو بارہ کانڈھ سے لٹکائی اور ایک طرف رکھے ہوئے میک اپ دائرہ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے میک اپ دائرہ اٹھایا اور سب سے پہلے وہ عمران کی طرف ہی بڑھا کیونکہ

کافی دیر تک بہاتار ہا ہو لیکن اب درجہ حرارت جس تیزی سے بڑھا تھا اتنی بھی تیزی سے نارمل ہوتا جا رہا تھا اس لئے عمران کچھ سکون محسوس کر رہا تھا لیکن اس نے بدستور سانس روک رکھا تھا کیونکہ دھواں کھلے ہوئے دروازے سے آہستہ آہستہ نکل رہا تھا۔ دونوں ہاتھ آزاد ہوتے ہی عمران تیزی سے اپنے پیروں کے گرد پڑے ہوئے کڑوں پر جھکا۔ اس نے کڑوں میں لگے ہوئے مخصوص ٹین دبائے تو ڈھنک کی آواز کے ساتھ اس کے دونوں پیروں کے گرد نکل گئے اور اس کے ساتھ ہی عمران آزاد ہو چکا تھا۔ اس نے جلدی سے فرش پر پڑے ہوئے عامر کے جسم سے یخچے دبی ہوئی میشناں گن اس کے کامنڈھے سے اتاری اور سیدھا ہو گیا۔ اسے خطرہ تھا کہ والٹر کے پھٹنے سے جو دھماکہ ہوا ہے وہ یقیناً دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے باہر موجود افراد نے سن لیا ہو گا اس لئے وہ ان کے آنے سے پہلے میشناں گن پر قبضہ کر لیتا چاہتا تھا۔ میشناں گن حاصل کر کے وہ دروازے کی طرف پڑھا ہی تھا کہ اسے ہمیں چار افراد کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران بھلی کی سی تیزی سے دروازے کی صائمہ پر ہو گی۔ اسی لمحے عالکف سمیت تین افراد بے تہاشہ دوڑتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ اسی طرح ہاتھ پریمارتے ہوئے یخچے گرے جیسے جرا شیم کش دوا کے پرے سے فزر رساں کیڑے ٹکوڑے گرتے ہیں۔ ان میں سے ایک داکڑ بھی تھا جس نے انہیں انجیشن لگانے تھے عمران تیزی سے مردا اور پھر کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔ دوسری طرف ایک طویل راہداری بھی جس کا اختتام ایک اور کمرے میں ہوا اور چند لمحوں بعد عمران اس چھوٹی سی عمارت میں گھوم چکا تھا۔ یہ داتی انہائی چھوٹی سی عمارت بھی تھے۔ البتہ اس کا جسم اور بآس اس طرح بھیک چکا تھا جیسے وہ تیز بارش میں

عمران نے اسے اپنے مسلنٹک میں ڈالا تھا۔ اس نے میک اپ والٹر عمران کے پیروں کے پاس زمین پر رکھا اور پھر اس کا ماں کٹے کر دہ جیسے ہی سیدھا ہو کر عمران کے پھرے اور سر پر ماسک پہنانے لگا۔
بس زیر دلان اور اپنے ذکر نہ باقی جو کچھ مرضی آئے کر لینا۔ — عمران نے آہستہ سے کہا تو عاصرا یک بار چونکہ پڑا۔
اوہ اوہ تو یہ بات، تم نے اتنی زیر دلان میک اپ کر رکھا ہے۔ — عاصرا نے تیز بیجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر فرش پر رکھے ہوئے والٹر پر جھک گیا۔ اس نے والٹر کے یخچے لگے ہوئے دو سفید رنگ کے ٹین بیک دقت جبادیتے اور دوسرے لمحے کمرے میں ایک خونداں دھماکہ ہوا اور پورے کمرے میں سفید رنگ کا دھواں سا ہو گیا۔ عمران کو چونکہ پچھے سے علم تھا اس لئے اس نے عامر کے ٹین دبائے ہی اپنا سالنس روک لیا تھا جبکہ عامر عجیب کے ساتھ ساتھ اس کے اپنے ساتھی بھی اس سارے چکر سے لاعلم تھے چنانچہ سفید دھواں نہودار ہوتے ہی عامر اور عجیب دونوں لہرا کر یخچے فرش پر گرے جبکہ اس کے ساتھیوں کے جسم بھی ڈھنک کر گئے تھے۔ وہ سب یہ بوش ہو چکے تھے۔ والٹر دھماکے سے بچھت سڑک کڑوں میں بکھر چکا تھا۔ اس سفید دھوی کی وجہ سے کمرے کا درجہ حرارت لیکھت اس قدر پڑھ گیا تھا کہ عمران سمیت سب کے جسم پسینے میں بنا گئے تھے اور اس کے ساتھ ہی عمران کے دونوں ہاتھ کلائیوں میں موڑ دکڑوں سے باہر کو چسلنے لگے۔ عمران نے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح سکر لیا تھا کہ وہ کڑوں سے نکل سکیں اور ہاتھوں پر بہنے والے تیز پسینے نے اس کی مدد کی اور چند جھنٹکوں کے بعد ہی اس کے دونوں ہاتھ کڑوں کی گرفت سے آزاد ہو چکے تھے۔ البتہ اس کا جسم اور بآس اس طرح بھیک چکا تھا جیسے وہ تیز بارش میں

جس میں هر فر چار پانچ کمرے بھتے اور اس وقت دہل کوئی آدمی نہ تھا۔
البته ایک کمرے کی میز پر فون پڑا بوا تھا۔ یہ ساری عمارت اندر گراوٹھ تھی۔
عمران نے آہستہ آہستہ سانسی لینے شروع کر دیئے تھے لیکن سانس یلتے ہی اس
کا ذہن چکراتے لگا تو اس نے ایک ہار پر سانس کل لیا۔ اب اس کا رخ اس
 دروازے کی طرف بھا جو عمارت کا بیرونی دروازہ تھا۔ عمران نے دروازہ
کھولنا تو وہ چونکہ پڑا کیونکہ دروازے کی دوسری طرف ایک چھپڑا سما کرہ
تھا جس کے درمیان میں ایک میز پر ایک مستطیل سمی مشین موجود تھی۔ عمران
اس مشین کی طرف بڑھا۔ وہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا اور پھر اس کے
چہرے پر اطمینان اُمدا آیا۔ کیونکہ وہ اس مشین کی کارکردگی کو سمجھ گیا تھا۔ اس
نے اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی سماں منے والی دیوار درمیان
سے نکل گئی اور اس کے ساتھ ہوا اندر آتی محسوس ہوئی۔ دوسری
طرف ایک اور عمارت تھی۔ عمران تیزی سے اس خدا کو کراس کر کے اس عمارت
میں آیا۔ یہ عمارت واقعی ایک چھوٹے سے معبد کے انداز میں تعمیر کی گئی تھی اور اس
کے درمیان میں ایک انہمی سینتاک میاہ بگ کا مجسم بھی نصب تھا۔ عمران
اسی مجسم کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ شیطان کا مجسم ہے۔ پھر وہ اس معبد کے سامنے
کھدے ہوئے حصے کی طرف بڑھ گیا اور چند لمبیں بعد وہ باہر صحرا میں موجود تھا۔ وہ
چڑھا ہوا تھا اس لئے ہر طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور در در تک صحرا ہی
صحرا نظر آ رہا تھا۔ اب ساری بات عمران کی سمجھ میں اچکی تھی کہ انہیں الجوف سے
پھیلی رات پہنچ کر کے یہاں لوگانو معبد میں لاایا گیا اور اس کے عقب میں بنے
ہوئے اڑے میں رکھا گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس اڑے سے بھی لوگانو کے سید
کوارٹر کو کوئی خفیہ راستہ جاتا تھا۔ عمران کافی دیر باہر صحرا میں کھڑا رہا۔ وہ چاہتا

تھا کہ اس بندہ عمارت میں پھیلا ہوا صاف دھواں تازہ ہوا داخل ہونے کی وجہ سے
پوری طرح ختم ہو جائے تو پھر وہ اندر جائے۔ اسے اپنے ساتھیوں یا عاکف کے
ساتھیوں کی طرف سے اطمینان تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس صاف دھواں کے
اثرات اس وقت تک دور نہیں ہو سکتے جب تک پہنچ اسے حلق میں پانی
نہ ڈالا جائے گا۔ ہجھڑی دیر بعد وہ واپس مڑا اور اس کمرے میں پہنچ کر اس نے
مشین کی بد سے دیوار برابر کی اور تیز تیز قدم اٹھاتا اندر گراوٹھ عمارت کی طرف
بڑھتا گی۔ وہ ایک ہاتھ روم دیکھ چکا تھا جس میں ایک بڑا ساحام پانی سے بھرا
ہوا موجود تھا۔ عمران نے ایک جگ پانی کا بھرا اور پھر وہ جگ اٹھاتے اس کمرے
میں پہنچ گی جہاں اس کے ساتھی اور درمرے لوگ موجود تھے۔ عمران نے جگ ایک
طرف رکھا اور پھر وہ صقدر کی طرف بڑھ گیا۔ ہاتھوں والے کڑوں میں بُٹن نزدیقے
بنکھے ہے بُٹن ان کڑوں میں تھے جو کافی اور پر دیوار میں نصب تھے چونکہ یہ کڑے
کافی بلندی پر تھے اس لئے عمران نے اچھل کر ایک زنجیر کو پکڑا اور اچھل کر
بانزو کے زور سے اپ کو اٹھا اور پھر اس کا ہاتھ اور پر والے کڑے میں پہنچ گیا۔ اس
نے اس کا بُٹن دبایا تو صقدر کی کھلائی میں موجود کڑا کھٹاک سے کھل گیا اور عمران
نے اچھل کر دوسری زنجیر پکڑ لی اور پھر دوسرا کڑا بھی کھل گیا۔ اس کے ساتھی
صقدر کا ڈھلن کا ہوا جسم اس طرح فرش پر ڈھیر ہو گیا جیسے ریت کا غالی ہوتا ہوا
بُورا ڈھیر ہوتا ہے۔ پیروں میں موجود کڑوں میں بُٹن موجود تھے۔ اس لئے عمران
نے جھک کر ان کڑوں کو کھولا اور پھر صقدر کو سیدھا کر کے لٹا دیا۔ ان لوگوں تے
واقعی ان کڑوں کو بناتے وقت مخصوص ذات استعمال کی تھی کہ ہاتھوں والے
کڑوں کے کھونے کا سسٹم اور پر دیوار میں نسبہ کڑوں میں رکھا تھا کیونکہ اگر
ہاتھوں والے کڑوں میں یہ بُٹن ہوتے تو ماٹھ مٹو کر انہیں اسانی سے کھولا جا سکتا

ہے کہ اپ جادوگر ہیں۔ ابو بند نے ہونٹ چھاتے ہوئے انہی کی سخن
لیجے میں کہا تو عمران بلے اختیار میں پڑا۔

”خالی جادوگر نہیں بلکہ نیک جادوگر کہو۔“ عمران نے ہنسنے ہوئے
کہا اور ابو بند سمیت سب بلے اختیار میں پڑے۔

”مجھے یقین تھا کہ تم کوئی نہ کوئی کمال بہر حال دکھاؤ گے۔“ تنویر
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کمال اب دیکھنے کی چیز کہاں رہ گیا۔ چیزوں چیزوں کے جادو میں جکڑا ہوا
بھی کوئی دیکھنے کی چیز رہ جاتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”کیا مطلب؟“ تنویر نے چونک کر پوچھا۔ وہ واقعی عمران کی بات
نہ سمجھ سکا تھا۔

”بھی ابو بند نے کہا تھا کہ کمال کی ذات میرے پاس ہے اور میں نے
اسے بتایا تھا کہ چونکہ کمال نے شادی کر لی ہے۔ اس لئے اب ذات اس کے لئے
بیکار چیز ہو گئی تھی چنانچہ وہ اس نے مجھے دے دی اور اب تم کہہ رہے ہو کہ میں
کمال دکھاؤں گا۔ شادی کے بعد بچوں کی چیزوں چیزوں میں لگھرے ہوئے بچائے
کمال کو دیکھ کر کیا کرو گے۔“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور کہا
بلکے بلکے قبیلوں سے گونج اٹھا۔

”تم بکواس کرنے کی بجائے یہ بجاو کر یہ سب کچھ کیسے مکن ہوا ہے۔“
جو لیے نے غصے بھرے ہیجے میں کہا۔ وہ واقعی عمران کے ان فقروں سے ہمیشہ الرجک
ہو جاتی تھی۔

”اصل میں یہ سارا کھیل اس پیچارے کمال کی ذات کا تھا۔ میں نے عامر کے
لئے ہوئے میک اپ وامش کو دیکھتے ہی پلانگ تو مرتب کر لی تھی لیکن اس

تھا جیکہ اور والے کڑے اس قدر بلندی پر رہتے کہ داں ہاتھ جاہی نہیں سکتے
تھے کیونکہ پیر بند ہے ہوئے ہوتے تھے اور پرول والے کڑوں میں بُن اس
لئے رکھے گئے تھے کہ ظاہر ہے ماخہ بند ہے ہونے کی صورت میں پیر سے
یہ بُن زد بارے جا سکتے تھے۔ عمران نے ایک ایک کر کے سارے ساٹھیوں
کو ان لو بے کے کڑوں سے نجات دلا کر فرش پر سیدھا کر کے لٹایا اور پھر
اس نے ان کے جپڑے پھٹک کر ان کے علق میں پانی انڈلینا مژدوج کر دیا۔ چند
لحنوں بعد ہی ان کے جسموں میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر ایک ایک کر کے وہ
سارے ہوش میں آگئے۔

”کیا۔ کیا، یہ کیا ہو گیا؟“ ان سب نے حیرت سے اچھل کر
بیٹھتے ہوئے کہا کیونکہ انکھیں کھلتے ہی انہیں اپنے سامنے کھڑا عمران ہی
نظر آیا تھا جس کے پر مسکراہٹ تھی۔

”وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا کہ ہم ازاد ہو چکے ہیں اور عاکف اور اس
کے ساتھی ہیوشن؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”مگر۔ مگر یہ۔ اود یہ دھماکہ اور سفید دھواں۔ یہ اس وامش کا تھا
مگر...“ جو لیے انتہائی حیرت بھرے ہیجے میں کہا۔

”اصل میں کمال بیچارہ شادی کر کے اپنی جو ذات مجھے دے گی تھا۔
یہ اس کمال ہے۔ بہر حال مجھے سب سے زیادہ خوبی اس بات کی ہے
کہ ابو بند کی جان پر صح کی درد جو صورت حال تھی ہم مکمل طور پر بے لبس ہو چکے
تھے۔ اور اگر عاکف ابو بند پر گولی چلا دیتا تو کم از کم میں ساری زندگی اپنے
اپ سے رثمندہ رہتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”اپ ذات کی بات کر رہے ہیں عمران صاحب۔ مجھے اب یقین آگیا۔“

پلانگ کو بروئے کار لانے کے لئے وقت اور عملت چاہیے ہتھی اور جس طرح یہ عامر ابو بندج کو فوری طور پر بلاک کرنے پر تلا ہوا تھا۔ میں ابو بندج کو بھی بچانا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے ذہنی طور پر الجھایا اور اسے مجبور کر دیا کہ وہ ابو بندج کے بارے میں عبد الناصر سے بات کرنے کے لئے یہاں سے جائے۔ اس طرح وقت بھی مل سکتا تھا اور اس عامر کے چہرے سے جھلکنے والی حماقت کے ذریعے پلانگ کو بھی آگئے بڑھایا جاسکتا تھا۔ بہر حال فدا کاشکر ہے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ عامر کے متعلق مجھے یقین تھا کہ وہ اس میک اپ دائرہ سے صرف آنہا کی واقف ہے کہ اسے اپنے میٹ کر سکے۔ وہ اس کے اندر اپنے سسٹم کو نہیں جاننا ہو گا۔ میک اپ دائرہ پر موجود شکر بتارہا تھا کہ اس کے اندر الیمن فراگیس استعمال ہوتی ہے۔ الیمن فور گیس اس قدر گرم ہوتی ہے کہ کسی بھی جگہ کے دریہ حرارت کو انتہائی تیزی سے انتہا تک پہنچا دیتی ہے۔ اس گیس کو ایک خاص محلول کے ساتھ ملاکر جب چہرے پر چھپا دیا جاتا ہے تو اس کی حرمت کسی حد تک کنڑ دل ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ چھر بھی اس قدر گرم ہوتی ہے کہ چہرے پر موجود میک اپ کی تہہ کو بہر فال صاف کر دیتی ہے اور مساموں سے اپنے نکال کر مساموں کے اندر سے بھی میک اپ کے ذات نکال دیتی ہے۔ اس کے اندر ایک اور سسٹم بھی ہوتا ہے جسے زیرولائن کہا جاتا ہے۔ زیرولائن سے وہ محلول جو اسے کسی حد تک ٹھنڈا رکھتا ہے وہ شامل نہیں ہوتا بلکہ فال گیس استعمال ہوتی ہے جو انتہائی درجے کی گرم ہوتی ہے یہ عام طور پر ہے یا پچھر پر موجود کوئی تہہ بٹانے بلکہ جلانے کے کام آتی ہے اور اسے گیس ماسک پہن کر استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ گیس انسانی اعصاب کو فوری طور پر جامد کر دیتی ہے اور اسے اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جبکہ پہلے میک اپ دائرہ استعمال نہ کیا گی ہو یا کم از کم استعمال سے چار گھنٹوں بعد استعمال کیا جائے

کیونکہ اس گیس کے سلسلہ کے اور پر ایک خصوصی وحات کی تہہ چڑھی ہوتی ہوتی ہے جو اس کی حرمت کو برداشت کرتی ہے۔ اگر اسے چار گھنٹوں کے وقفے کے دریان دوبارہ استعمال کرایا جائے تو پھر استعمال کی وجہ سے وہ تہہ خود بھی گرم ہوتی ہے اس لئے فال گیس کے اخراج کے ساتھ ہی وہ تہہ بچٹ سکتی ہے۔ اس طرح میں باہر آ جاتی ہے۔ اب چونکہ عامر اسے پہلے ہم پر استعمال کر چکا تھا اور ابھی چار گھنٹوں کا وقفہ نہ ہوا تھا اس لئے میں نے عامر کو ڈبل میک اپ کا چکر دے کر اسے دوبارہ استعمال کرنے پر اکسایا اور جب وہ اسے استعمال کرنے لگا تھا تو میں نے اسے زیرولائن استعمال کرنے کا کہا چونکہ میں ڈبل میک اپ کا لفظ کہ چکا تھا اس لئے پیر جمس عامر یہ سوچ کر زیرولائن استعمال کرنے پر آمادہ ہو گیا کہ اگر ڈبل کی بجائے ڈبل میک اپ ہو گا تو زیرولائن کی وجہ سے صاف ہو جائے گا چنانچہ اس نے زیرولائن کے بیٹن پر میں کر دیتے اور نتیجہ وہی نکلا ہو گیا پہلے سے چاہتا تھا کہ دھا کی وہ تہہ ٹوٹ گئی اور دھماکے سے دائرہ چھپا اور گیس کرے میں پھیل گئی۔ میں نے سالس روک لیا تھا اس لئے میں یہ ہوش ہونے سے پہلے یہی جبکہ اپ لوگ اور یہ عبیب اور عامر دونوں یہ ہوش ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور فائدہ بھی ہوا۔ گیس کے اخراج کی وجہ سے کارے کا درجہ حرارت بیکثافت انتہا پر پہنچ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم سب کے جسم پینے سے مترا بور ہو گئے۔ اس پینے کی وجہ سے میرے سکڑے ہونے والے جھٹکے کھا کر ان کرڑوں سے باہر آ گئے۔ اس کے بعد میں نے اپنے اپ کو ازا دیکیا۔ میک اپ دائرہ ٹوٹنے کا دھماکہ سن کر باہر موجود عاکف اور اس کے دو ساتھی دور تے ہوئے اس کرے میں آئے۔ انہیں گیس کا علم ہی نہ تھا اس لئے وہ یہاں داخل ہوتے ہی یہ ہوش ہو کر چڑھے۔ اب مجھے معلوم ہے کہ جب تک انسان جسم کے اندر رہا نہ پہنچایا جائے گیس سے اثرات ختم ہیں ہوتے اس لئے میں اطمینان

سے باہر چلا گیا۔ عمارت میں اور کوئی آدمی نہ تھا۔ اس لئے میں عمارت میں گھومتا رہا۔ یہ عمارت دراصل اندر گراڈ ٹھہرے ہے۔ اس کے بیرونی حصے پر اد بوجانو مسجد بننا ہوا ہے جس کا ذکر سردار حارث کے پاس اس کے آدمی ابوشان نے کیا تھا۔ عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”حیرت انگریز۔ انہماں حیرت انگریز یہ واقعی ذہانت کی انہماں ہے۔ میں انہماں ذہانت کو سلام کرتا ہوں۔“ — ابو شجہ نے انہماں تحسین امیر ہبھی میں کہا۔

”یہ ہے ہمیں آدمی کہ جب اس کی ذہانت سامنے آتی ہے تو یقین ہنسیں آتا کہ اس جیسا فضول بکواس کرنے والا اس قدر ذہین بھی ہو سکتا ہے۔“ —

تو نور نے کہا اور اس بار باقی سا ہمیوں کے ساتھ ساتھ جو لیا بھی بنس پڑی۔

”ذہانت کی بیڑی کو ساتھ ساتھ چارچ بھی کرنا پڑتا ہے ورنہ نیتیوں دہی ہوتا ہے جو تمہاری ذہانت کا ہوابے کو ٹھوڑی پرستی میں پڑے پڑے جامد ہو چکی ہے اور یہ دہی چارچنگ ہے جسے تم بکواس کہتے ہو۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کہہ اس بار بھر پر ہمیوں سے کوئی بخ اٹھا۔

”اب ان کا کیا کرنا ہے۔“ — صاحدر نے ہستے ہوئے عاکف اور اس کے سا ہمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اس عاکف کو اٹھا کر زنجیروں میں جبڑ دو۔ باقی ابھی ایسے ہی پڑے رہیں۔“

اس عمارت سے ہی بوجانو ہمیٹہ کوارٹر کو راستہ جانا ہے اور یہ راستہ اب عاکفت ملے گا۔“ — عمران نے کہا اور صاحدر اور نور تیزی سے عاکف کی طرف بڑھے۔

اسی لمحے عمران کے کانوں میں درس سے فون کی گھنٹی بجئے کی آواز سنائی دی۔

”فون کاں آرہی ہے تم اسے باندھو۔“ میں فون اٹھا کر لوں۔ شاید کوئی کام کی بات سامنے جائے۔“ — عمران نے اپنے سا ہمیوں سے کہا اور دوڑتا ہوا

اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے فون پڑا ہوا دیکھا تھا۔ گھنٹی و قفقے و قفقے سے مسلسل بسج رہی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”عاکف بول رہا ہوں۔“ — عمران نے عاکف کی آواز میں کہا۔

”سیکرٹری ٹو چیف بس بول رہا ہوں، چیف بس سے بات کرو۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری آواز سنائی دی۔

”یس۔“ — بولنے والے کا بچہ سکھماز تھا۔

”عاکف بول رہا ہوں۔“ — عمران نے کہا۔

”عاکف تم نے ان لوگوں کے بارے میں پورٹ نہیں دی جبکہ میں نے کہا تھا کہ انہیں فوری ہلاک کر کے رپورٹ دو۔“ — دوسری طرف سے سخت بیجھے میں کہا گیا۔

”میں ان کی لاشیں صحرا میں پھینکوانے میں مصروف تھا باس۔“ — عمران نے موڑ بانہ بیجھے میں کہا۔

”تو وہ کوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔“ — دوسری طرف سے اٹھیاں بھرے بچے میں کہا گیا۔

”یس باس۔“ — عمران نے جواب دیا۔

”او۔ کے یہ مسئلہ تو ختم ہوا۔ اس سردار حارث کو انعام دینا چاہیے۔ یہ لوگ اسی کی وجہ سے ختم ہو سکے ہیں ورنہ جس طرح یہ الجوف پہنچ گئے تھے مجھے وہی شدید خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس باس۔ حارث دائمی انعام کا حقدار ہے۔“ — عمران نے جواب دیا۔

استعمال کرو، مجھے بہر حال عاکف سے یہ معلومات چاہئیں۔” — عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر اس طرح فرش پر پڑے ہوئے کوڑے کی طرف جھپٹا جس طرح کسی بچے کو اس کے پنڈیہ کھلونے سے کھیلنے کی کھلی اجازت مل گئی ہو۔

” تم تم جو چاہو کر لو میں مرتوس کتا ہوں مگر کچھ نہیں تباہ کیا۔ کاش میں نے تمہیں دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دیا ہوتا۔“ — عاکف نے اسی طرح غبوٹ ہجھے میں کہا۔ وہ اب حیرت سے سحرستے نکل آیا تھا۔

” اسی کاش کی وجہ سے تو ہم ابھی تک زندہ ہیں۔ یہی لفظ تو ہماری زندگیوں کا ہدایتہ موجب بن جاتا ہے۔ بہر حال یہ تنویر کا سر درد ہے کہ وہ تمہاری زبان کس طرح کھلواتا ہے۔“ — عمران نے سرد ہجھے میں کہا۔

” یہ ابھی ٹیپ کی طرح بولے گا۔ ابھی۔“ — تنویر نے چٹکارہ لیتے ہوئے کہا اور اس سے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور کوڑے کی شرط اپ کی مخصوص آواز کے ساتھ ہی کر کر عاکف کے صلیق سے نکلنے والی زور دار چینخ سے گونج آئھا۔ ” بولو۔ بولو... ورنہ۔“ — تنویر نے دھشت بھرے ہجھے میں کہا اور بھر کر کہ کوڑے کی شرط اپ کی مخصوص آواز کے ساتھ ساتھ عاکف کی چینخوں سے گونج آئھا۔

عاکف کا جسم ہو رہا ہے اور رہا تھا۔ خاردار کوڑے نے واقعی اس کے جسم تو کیا اس کی روح تک کو زخمی کر دیا تھا۔ وہ کئی بار یہ ہوش ہوا لیکن تنویر کا ہاتھ نہ رکا اور بھر کوڑے کی ہزاروں نے ہی اسے دوبارہ ہوش دلایا۔

” بب بب بتاتا ہوں بتاتا ہوں۔ کس جاؤ رک جاؤ بتاتا ہوں۔“ — اپا بک چینخے چینخے عاکف نے ہڈیاں انداز میں کہا۔

” ماں جو کام کرتا ہے اسے العام بھی ملنا پاہیے، اد۔ کے۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ریسیور رکھا اور مسکرا آہواں پس اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس دران عاکف کو زنجیر دل میں جکڑا جا چکا تھا۔

” اس کے حلق میں پانی ڈالو۔“ — عمران نے کہا اور پانی اس کے حلق میں ڈالنے کے تھوڑی دیر بعد عاکف ہوش میں آگیا۔ اس کے چہرے پر ابھائی حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

” یہ۔ یہ سب کیا اور کیسے ہو گیا ہے۔“ — عاکف نے ابھائی حیرت بھرے ہجھے میں کہا۔

” میں نے تو تمہیں کہا تھا کہ ابو سجد کو فوراً کوئی مادر دلکھنے میری بات نہ فانی۔ اب نتیجہ دیکھ لیا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” تم مگر یہ سب کیسے ہو گیا۔ کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں؟“ — عاکف نے اپنے جسم کو چھٹکے دیتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی اس وقت شدید ترین حیرت کے جھٹکے کا شکار نظر آ رہا تھا۔

” اب تم مجھے بتاؤ گے عاکف کے اس عمارت سے بوجانو کے میڈ کوارٹر کو راتہ کہاں سے نکلتا ہے۔ کس طرح کھلتا ہے اور میڈ کوارٹر کے اندر ورنی سسٹم کی تفصیلات کیا ہیں؟“ — عمران نے یہ لکھتے سمجھا ہوتے ہوئے کہا۔

” میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ کچھ نہیں بتاؤں گا۔“ — عاکف نے سختی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

” تنویر کوڑا اٹھا کر اور تمہیں پوری طرح اجازت تھے کہ اسے جس طرح چاہو۔“

”تغیر رک جاؤ“ — عمران نے کہا اور تغیر نے ہاتھ روک لیا۔
”پپ پپ پانی دو پانی دو“ میں صر رہا ہوں ” — عاکف کی حالت
واقعی تیزی سے شیر ہوتی جا رہی تھی۔

”اسے پانی پلاو“ — عمران نے کہا تو صدر نے چک اٹھا رہ اس
کا کنارہ عاکف کے منہ سے لگا دیا۔ عاکف عنٹ عنٹ پانی پینے لگا۔ پانی پینے
سے اس کی حالت غاصی مبنحل گئی۔

”تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ میرا نام عاکف ہے مجھے مارڈا مولیک میں کچھ نہیں بتاول گھا۔“ — عاکف نے اچانک تیز آواز میں چھپتے ہوئے
کہا۔ وہ واقعی انہمی طاقت در قوت ارادتی کام اکٹ ثابت ہو رہا تھا۔

”تماری یہ جرأت کہ انکا رکرہ“ — تغیر نے پھنکا رتے ہوئے کہا
اور اس کا کوڑے والا ہاتھ دوبارہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے ہاتھ کے اشارے
سے اسے روک دیا۔

”رہنے والے تغیر یہ اس طرح نہیں بتائے گا۔ اب اس کا دوسرا علاج
کرنا ہو گا۔ صدر رائیک کرے کی الماری میں تیزاب کی دو بولسیں پڑھی ہوئی میں نے
دیکھی ہیں وہ اٹھا لاء اور اس کے زخموں پر تیزاب ڈال دو۔ اگر اس نے مرنے والی
ہے تو اس کی موت عبرتناک ہونی چاہیے۔ آخر یہ سیکشن چیف ہے“ — عمران
تے کہا اور صدر مرڈ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”رک جاؤ رک جاؤ میں بتاتا ہوں تم خالم ہو، تم جسٹی ہو، تم واقعی میرے
زخموں پر تیزاب ڈال دو گے۔ میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ میرا جسم پہلے ہی جھلپنی
ہو چکا ہے۔ اب جبکہ میں نے دیسے ہی مر جانا ہے تو میں کیوں دردناک موت
مرؤں جبکہ وہ عبید الناصر اطہران سے اپنے کمرے میں پڑھا عیش کر رہا ہو گا۔ میں

بتاویتا ہوں۔ میں بتاویتا ہوں۔“ — عاکف نے ہڈیاں انداز لیں کیے جس کی وجہ
کر کہنا مشروع کر دیا۔ زخموں پر تیزاب ڈالے جانے کے تصور نے ہی تغیر کی
کی دہمنی روکو پہٹ کر رکھ دیا تھا۔

”اگر تم سب کچھ بتا دو تو میرا دعہ کہ تمہیں نہ صرف زندہ چھوڑ دیا جائیگا بلکہ تمہارے
زخموں پر بینڈریں بھی کر دی جائے گی۔“ — عمران نے اسے تقیاً انداز
میں ٹریٹ کرتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ٹیپ ٹیپ پڑتی ہے اس طرح عاکف کی زبان
اہس قدر تیزی سے روای ہو گئی کہ عمران کے سامنے تو ایک طرف خود عمران کے
چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

کہ زیر و دن پر چکنگ مشین نے پانچ افراد کو لیساڑی میں جانے والی ششیں لے گئی۔
داخل ہوتے ہوئے چک کیا گیا ہے۔ ان میں ایک خورت اور چار مرد تھے۔ ایک سے
ادمی مصری ہے جبکہ باقی تین ایشیائی ہیں اور وہ عورت سونس نژاد بھتی ہے۔
سلی ہیں۔ — سیکرٹری نے تیز تیز لمحے میں کہا۔

”کیا کیا کہہ رہے ہو۔ وہ لوگ کس طرح ششیں میں داخل ہو سکتے ہیں۔ کیا زیر و
دن مشین نے اب روحوں کو جھی چک کرنا شروع کر دیا ہے۔ انہیں تو عالک فنے
ہلاک کر دیا تھا۔ — عبدان اصر نے حلتوں کے بل چھینتے ہوئے کہا۔

”باس آپ خود چک کر لیں۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ ابھی تک زیر و مشین کی ریخ
میں ہیں۔ — سیکرٹری نے روحوں کی بات سُن کر گھبرائے ہوئے لمحے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں۔ — عبدان اصر نے
اسی طرح ہڈیانی انداز میں چھینتے ہوئے کہا اور پھر زیر و دن کے یہاں پر پٹک کر دے چکلائیں
لگا کر بستر سے اتر اور بیرونی دروازے کی طرف ”وڑ پڑا۔ بھوڑی دیر بعد وہ مختلف
رہداریوں میں بے تکالیف دوڑتا ہوا ایک بڑے سے کمرے میں پہنچا جہاں ہر طرف
رہواریوں کے ساتھ مشینیں نصب تھیں جبکہ ایک سانیدھ پر شیشے کا ایک بڑا سا کین
بنایا ہوا تھا۔ عبدان اصر کا رُخ اسی کیben کی طرف تھا۔

”یہ کیا پیغام یا ہے تم نے، تم پاگل تو نہیں ہو سکتے۔ — عبدان اصر
نے اس کیben میں داخل ہوتے ہیں دہائی موجود فوجوان سے مخاطب ہو کر ہانپتے ہوئے
لمحے میں کہا۔ بے تکالیف دوڑتے کی وجہ سے وہ بُری طرح ہانپر رہا تھا۔

”باس آپ خود دیکھ لیں۔ — اس فوجوان نے جو یقیناً سعد تھا مزوبہ
لمحے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے کیben کے درمیان ایک بڑی سی میز پر رکھی ہوئی
ایک مستطیل شکل کی مشین کی طرف اشارہ کر دیا۔ مشین کے درمیان ایک سکرین روشن

فون کی گھنٹی کی آواز سننے بھی عبدان اصر نے چونکہ سر لبرٹر کے قریب بڑے
ہوئے فون کو دیکھا اور اس کے چیز پر انتہائی ناخوشگوار سے تاثرات اجھر کے
وہ اس وقت لبتر پر لیٹا ہوا ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ رسالہ اس قدر پچھے
تھا کہ وہ پوری طرح اس میں موجود تھا اس لئے فون کی گھنٹی سے اس کا موڑ دا قسمی
بلے حد اف ہو گیا تھا۔ گھنٹی چونکہ مسلسل بچ رہی تھی اس لئے اس نے باخہ پڑھا کر
رسیور اٹھا لیا۔

”کیبات ہے۔ — اس نے چھاڑ کاٹے دا لے لمحے میں کہا۔
”سیکرٹری بول رہا ہو۔ زیر و سیکش دن سے۔ ایک انتہائی بڑی خبر ملی ہے۔
”دوسری طرف سے بولنے والے نے انتہائی پریشان سے بیٹھے میں کہا۔
”زیر و سیکش سے۔ بڑی خبر۔ کیا مطلب۔ کیا تم نئے میں ہو۔ —

عبدان اصر نے پہلے سے زیادہ سخت لمحے میں کہا۔
”یہ درست کہہ رہا ہوں باس۔ زیر و سیکش کے اپنے اوقیانوس سمنے فون کیا ہے۔

ھی اور اس پر واقعی پنج از دباھوں میں میں کہیں اٹھائے چلتے ہوئے نظر آ رہے
تھے۔ وہ واقعی ایک گول شُل نما راستے پر چل رہے تھے۔

"اوه، اوه، واقعی۔ واقعی یہ لوگ تو لیبارٹری کی طرف جا رہے ہیں اور زندہ
بھی ہیں مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ عاکف نے مجھے خود بتایا تھا کہ اس نے انہیں بلکہ
کر دیا ہے اور بھرپریشل بلاک کو عبور کو سے شُل سک کیسے پہنچ گئے؟" —
عبدالناصر نے انہیانی حیرت بھرے بیجے میں کہا لیکن سعد نے کوئی جواب نہ دیا، وہ
خاموش ہی رہا۔

"انہیں روکو۔ انہیں کسی صورت بھی لیبارٹری تک نہیں پہنچنا چاہیے۔
یہ انہیانی خطرناک لوگ ہیں۔ یہ تو سب کچھ تباہ کر دیں گے" — اچانک
عبدالناصر نے پہنچنے ہوئے کہا۔

"پاس یہاں سے تو انہیں نہیں روکا جا سکتا۔ ہاں اگر شُل سے پہنچے یہ چیک ہو
جاتے تو بھر انہیں آسانی سے روکا جا سکتا تھا مگر پریشل بلاک کو تو ہم چیک ہی
نہیں کرتے۔ اب تو انہیں لیبارٹری کے اندر سے روکا جا سکتا ہے" — سعد
نے مونہ بانہ بیجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ دیری بیٹ۔ جلد ہی سے ڈاکٹر زیدان سے کمال ملاو جلد ہی کرو۔ میرے
تصویر میں بھی نہ تھا کہ کوئی شخص پریشل بلاک کو بھی کراس کر سکتا ہے" —
عبدالناصر نے کہا اور سعد نے جلد ہی سے مرد کر ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون
کا ریسیور اٹھایا اور بھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یہ لیبارٹری" — رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔
"ڈاکٹر زیدان سے بات کرو، چیف بس بات کرنا چاہتے ہیں۔ فوراً بات
کرو۔" — سعد نے پہنچنے ہوئے کہا۔

"یہ" — دوسرا طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عبدالناصر
نے اس کے ہاتھ سے ریسیور چھپٹ لیا۔

"ہیلو ہیلو چیف بس کانک ڈاکٹر زیدان؟" — عبدالناصر نے
پہنچنے ہوئے کہا۔

"یہ بس، میں ڈاکٹر زیدان بول رہا ہوں" — دوسرا طرف سے
حیرت بھری سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر زیدان، پاکیشی سیکرٹ سروس کا ایک گردپ جو ایک ہورٹ اور چار
مر "وں پر مشتمل ہے۔ پر امر ارٹور پر بیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر پریشل بلاک کو کہا اس
کر کے لیبارٹری پہنچنے والی شُل میں داخل ہو چکا ہے۔ تم لیبارٹری کا مین گیٹ
فوراً سیلڈ کر دتا کہ یہ لوگ کسی طرح بھی لیبارٹریوں میں داخل نہ ہو سکیں۔ میں اس
دوران اس شُل کو تباہ کرنے کے انتظامات کر رہا ہوں۔ مجھے ان انتظامات
میں ادھا گھنڈا مگ جائے گا اس لئے تم فوری طور پر گیٹ سیلڈ کرو فوراً" —
عبدالناصر نے بڑی طرح پہنچنے ہوئے کہا۔

"مگر بس شُل تباہ ہو گئی تو ہم لیبارٹری سے باہر کیسے آئیں گے؟" —
ڈاکٹر زیدان نے حیرت بھرے بیجے میں کہا۔

"اوہ یوفول، نا انسنس۔ شُل دوبارہ بھی نہیں جا سکتی ہے لیکن اگر
یہ لوگ لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تو بھر نہ صرف لیبارٹری
بلکہ پورے بیڈ کوارٹر کو بھی تباہ کر سکتے ہیں۔ فوراً گیٹ سیلڈ کر کے مجھے
تباؤ کہ تم نے کر دیا ہے یا نہیں اور سو خود جاؤ کہ اسے سیلڈ کرو" —

عبدالناصر نے حلوق سے بل پہنچنے ہوئے کہا۔
"یہ بس" — دوسرا طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

نے کہا۔

”لیبارٹری بھی اب سیلڈ ہو گئی ہے؟“ — عبد الناصر نے پہلی بار قدرے مطمئن آواز میں کہا اور سعد نے اثبات میں سر بلاد دیا کیونکہ وہ بھی سکرین کو تاریک دیکھ چکا تھا اور اسے معلوم تھا کہ لیبارٹری گیٹ سیلڈ ہوتے ہی سکرین نے تاریک ہو جانا تھا۔

”ہیلو باس، کیا آپ لائن پر ہیں؟“ — اسی لمحے ڈاکٹرزیدان کی آواز ریسیور سے سنائی گئی۔

”یہ؟“ — عبد الناصر نے کہا۔

”باس میں نے لیبارٹری گیٹ کو خود اپنے سامنے مکمل طور پر سیلڈ کر دیا ہے؟“ — ڈاکٹرزیدان نے کہا۔

”ماں میں نے پہلے ہی چک کر دیا ہے۔ ٹھیک ہے اب بے فکر ہو کر اپنا حکام جاری رکھو، اب میں اس شُل کو اڑانے کے بعد ہی تمہیں دوبارہ کال کروں گا۔“ — عبد الناصر نے کہا اور ریسیور کو یہاں پر پٹخ کو دوہ تیزی سے دوڑتا ہوا کیمین سے نکلا اور پھر اسی طرح دوڑتا ہوا اس بڑے کمرے سے نکلا اور ایک بار پھر راہداریوں میں دوڑنے لگا۔ ہھوڑی دیر بعد وہ اپنے دفتر میں پٹخ چکا تھا، میز کے پیچے کرنسی پر بیٹھتے ہی اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھایا۔

”یہ باس؟“ — ”وسری طرف سے اس کے سکرٹری کی آواز سنائی گئی۔

”بلاسٹرنگ سکشن سے چیف ابوالعلیم سے بات کرواؤ؟“ — عبد الناصر نے تیز پٹخ میں کہا اور ریسیور کو یہاں پر پٹخ دیا۔

ریسیور ایک طرف رکھے جانے کی آواز سنائی گئی۔

”کامش، کامش ان کے لیبارٹری میں داخل ہونے سے پہلے یہ جمس پر فریہ گیٹ سیلڈ کرنے میں کامیاب ہو جائے؟“ — عبد الناصر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”ایسا ہو جائے گا باس، ابھی کافی فاصلہ موجود ہے؟“ — سعد نے کہا اور عبد الناصر نے سر بلاد دیا۔

”لیکن باس گیٹ سیلڈ ہونے سے شُل بھی زیر دشمن سے آف ہو جائے گی کیونکہ گیٹ سیلڈ ہونے سے زیر دشمن کٹ جاتا ہے؟“ — سعد نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ہوتے وہ — لیبارٹری سیلڈ ہونی چاہیے پہلے؟“ — عبد الناصر نے کہا اور سعد بھی خاموش ہو گیا۔ ان دونوں کی نظریں سکرین پر بھی جمعی ہوئی۔

”آم ایسا کرو فوراً شُل کا سپیشل بلاک والا راستہ سیلڈ کرو تو تاکہ جب تک شُل تباہ ہونے کے انظامات مکمل ہوں۔ یہ واپس سپیشل بلاک میں نہ پہنچ جائیں؟“ — چند لمحے خاموش رہنے کے بعد عبد الناصر نے چیختے ہوئے سعد سے کہا اور سعد تیزی سے کیمین سے باہر کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ شاید کوئی خصوصی میشن اپریٹ کرنے کیا تھا۔

تفہیما دس منٹ بعد یکختن سکرین ایک جھماکے سے تاریک ہو گئی اور عبد الناصر کے منہ سے بے اختیار اٹھانے کا ہمراہ انسان نکل گیا۔ اسی لمحے سعد واپس آگئا۔

”میں نے سپیشل بلاک والا راستہ سیلڈ کر دیا ہے؟“ — سعد

"یہ لوگ آخر کس طرح زندہ پیجے گے اور نہ صرف زندہ پیجے گے بلکہ وہ سپیشل بلاک کو بھی کراس کر کے شسل میں داخل ہو گئے۔ وہ حرامزادہ عاکف کیا کر رہا ہے اس نے کیوں جھوٹ بولا ہے؟" — عبد الناصر نے خود کلامی کے انداز میں بڑھاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بجکا اٹھی اور عبد الناصر نے جھپٹ کر لیسیور اٹھایا۔

"یہ؟" — عبد الناصر نے انتہائی کرخت ہیجے میں کہا۔

"ابوالعاصم سے بات یکجھے؟" — دوسرا طرف سے سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سکھ کی آواز نافی دی۔

"سلیم ابوالعاصم بول رہا ہوں؟" — اس کے ساتھ ہی ایک سخت سی آواز نافی دی۔

"ابوالعاصم فوری طور پر سپیشل بلاک اور لیبارٹری کے درمیان شسل کو مکمل طور پر بلاست کراؤ، فوراً بغیر کوئی وقت خالی کئے" — عبد الناصر نے چھختے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ بآس؟" — دوسرا طرف سے انتہائی حرمت بھرے ہیجے میں کہا گیا۔

"سنو پاکیشیا سیکرٹ مردوں کا ایک گروپ جو ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ہے اور یہ لوگ انتہائی خطرناک سیکرٹ اینجینٹ ہیں، کسی طرح ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر اور سپیشل بلاک کو بھی کراس کر کے اس سپیشل شسل میں داخل ہو جکے ہیں، زیر و میشن نے انہیں پہلی بار شسل میں چیک کی تو مجھے اطلاع ملنے میں سنبھالنے کیلئے طور پر ڈاکٹر زیدان کو فون کر کے لیبارٹری کو سیل کراؤ دیا ہے اور سپیشل بلاک اور شسل کے راستے کو بھی سیلہ کراؤ دیا ہے۔ اب یہ انتہائی خطرناک اینجینٹ اس

شسل میں چھنس گئے ہیں اس لئے اب تم اس شسل کو بلاست کراؤ تاکہ ریلقتی طور پر ختم ہو جائیں؟" — عبد الناصر نے محض لفظوں میں اسے پر منتظر بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے باس تو میرے ادمی شسل میں داخل ہو کر ان کا خاتمه بھی کر سکتے ہیں۔ شسل بلاست ہو جانے سے تو بڑا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔" — دوسرا طرف سے ابوالعاصم نے کہا۔

"اس وقت سب سے بڑا مسئلہ اس لیبارٹری کو بچانا ہے جس میں وہ پر جھیکٹ مکمل ہو رہا ہے جو لوگانوں کا سب سے تیزی پر جھیکٹ ہے۔ شسل دوبارہ بھی بنائی جا سکتی ہے مگر پر جھیکٹ تباہ ہو گیا تو پھر پر جھیکٹ دوبارہ نہیں بن سکتا۔ اس لئے تم فوری طور پر شسل تباہ کر دو۔" — عبد الناصر نے چھختے کہا۔

"یہ بآس؟" — دوسرا طرف سے ابوالعاصم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شسل تباہ ہوتے ہی مجھے روپرٹ دو تاکہ میں شسل سے بھے سے ان کی ششیں تکالئے کا کام اپنی نگرانی میں کر سکوں؟" — عبد الناصر نے کہا اور اس سے ساتھ ہی اس نے یہی درکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر پیغام کے قدرے ابھر آئے تھے اور چپرہ ابھی تک اٹسویش اور پیشانی کی وجہ سے قدیمے بگڑا ہوا تھا۔ اس عاکف کو کیا ہوا کیا اس نے غداری کی ہے؟" — اچانک عبد الناصر کو ایک خیال آیا تو اس نے تیزی سے ایک بار پھر لیسیور اٹھایا۔

"یہ بآس؟" — دوسرا طرف سے کہا گیا۔

"عاکف سے بات کراؤ فوراً جلدی؟" — عبد الناصر نے اسی طرح

”ہونہہ ایسا ہی ہوا ہوگا۔ اس لئے وہاں سے کوئی فون کاں ہی اٹھنے نہیں کر رہا اور یہ لوگ بھی وہاں سے شل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ بہر حال ٹھیک ہے ان لوگوں کے قاتمے کے بعد سپیشل بلک کو دوبارہ ایڈ جسٹ کرنا پڑے گا۔“ — عبیدالناصر نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

”یہ تو شکر ہے کہ میں نے مین سیشن کو ہر طرف سے کاٹ کر علیحدہ رکھا ہوا ہے ورنہ یہ لوگ لیبیا ٹری کی طرف جانے کی بجائے لازماً پہلے مین سیشن کا ہی رُخ کرتے۔ یہ ابوالعاصم کی کاں نہیں اگر ہی۔ اب تک تو شل تباہ ہو جان چاہیے ہتھی۔“ — عبیدالناصر نے بڑھ رہا تھا ہوئے کہا اور بھر جند لمほوں بعد فون کی لکھنی بچاٹھی۔

”یہ یقیناً ابوالعاصم کی کاں ہوگی۔“ — عبیدالناصر نے جو نک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسیور اٹھایا۔ دوسرا طرف سے سیکر ٹری نے اس کی توقع سے عین مطابق ابوالعاصم کی کاں سے متعلق کہا اور عبیدالناصر کا چہرہ یک لخت چمک اٹھا۔

”یہ کیا روپرٹ ہے ابوالعاصم؟“ — عبیدالناصر نے ابوالعاصم کی آواز سنتے ہی انہیں بے چین بچھے میں پوچھا۔

”باس حکم کی تحریک کردی گئی ہے۔ پوری شل کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گی۔ اب کیا مین سیشن کھولا جائے تاکہ آپ جا کر ان لوگوں کی لاستیں تلاش کرائیں۔“ — ابوالعاصم نے کہا۔

”نہیں، مین سیشن کو کسی طرح بھی ابھی نہیں کھولنا۔ پہلے ان لوگوں کی موت کی تصدیق ہوگی پھر میں سیشن کھولا جائے گا۔“ — عبیدالناصر نے تیر

بچھے میں کہا۔

”جیسے آپ کا حکم باس، آپ نے جو نک پہلے خود کہا تھا اس لئے میں نے پوچھا تھا۔“ — ابوالعاصم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ انہی خطرناک ہیں۔ انہوں نے پورے سپیشل بلک کو تباہ کر دیا ہے۔ عاکف اور اس کا پورا سیکشن ان کے ہاتھوں بلک ہو چکا ہے۔ اس لئے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا۔ میں آپ ڈاکٹر زیدان کے ذمے یہ کام لکھتا ہوں۔“ — عبیدالناصر نے کہا اور مار کر کہ ڈبل دبادیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پسیں کے ینچے لکھا ہوا ایک بہن دبادیا۔ دو اب سیکر ٹری کے کاں ملانے والے وقفے کو بھی برداشت نہ کر سکتا تھا اس لئے اس نے فون ڈاکٹر زیدا کر دیا تھا۔ فون ڈاکٹر زیدا کرنے کے بعد اس نے تیزی سے خود بھی لیبیا ٹری کا نمبر ڈال کر نا شروع کر دیا۔

”یہ لیبیا ٹری؟“ — رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنافی دی۔

”ڈاکٹر زیدان سے بات کراؤ میں چیف باس بول رہا ہوں۔“ — عبیدالناصر نے تحکما نہ بچھے میں کہا۔

”یہ باس؟“ — دوسرا طرف سے کہا گیا اور چند لمھوں بعد ڈاکٹر زیدان کی آواز سنافی دی۔

”یہ باس، ڈاکٹر زیدان بول رہا ہوں۔“ — ڈاکٹر زیدان کا بچھنا مل چکا۔

”ڈاکٹر زیدان شل تباہ کر دی گئی ہے۔“ — عبیدالناصر نے کہا۔

”یہ باس، میں نے خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنبھالیں ہیں۔“ — ڈاکٹر زیدان نے جواب دیا تو عبیدالناصر کے چہرے پر گہرے اطمینان کے

تاثرات اُبھرائے۔

"وہ خطرناک سیکرٹ اس شسل میں موجود تھے اس لئے وہ لازماً ساختہ ہی ختم ہو پکے ہوئے تھے تم ایسا کرو کہ میں گیٹ کھلوا کر اپنے آدمیوں کو ان کی لاشیں ملاش کرنے پر لگا دو پھر جیسے ہی لاشیں ملیں فوراً مجھے روپر ۶۹۔ — عبد الماہر نے کہا۔

"یہ بارہ" — دوسری طرف سے ڈاکٹر زیدان نے جواب دیا اور عبد الماہر نے ریسورٹ کراٹیناں بھیرا طویل سال میں لیا۔ جب سے ذیر دیکشن سے کال آئی تھی تب سے لے کر اب تک وہ مسلسل پریشان رہا تھا اور اب پہلی بار اس کے چہرے پر گھرے اٹیناں کے تاثرات اُبھرے تھے کیونکہ اب اسے سو فیصد یقین ہو گیا تھا کہ یہ خطرناک گرد پہر حال اپنے الجام کو پہنچ چکا ہے۔

"یہ شسل ہے یا شیطان کی آنت، ختم ہونے میں ہی نہیں آ رہی" —
تنویر نے من بتاتے ہوئے ایک ہاتھ میں پکڑی پوریبل سرچ لائٹ دوسرے
ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے ہم ساری عمر اس شسل میں ہی چلتے
رہیں گے" — جولیا نے تنویر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"کاش رقبہ رو سیاہ" اور سوری رقبہ رو سفید ساختہ نہ ہوتا تو میں
ساری عمر بھی اسی طرح ساختہ ساختہ چلنے کے لئے تیار تھا مگر ...
عمران نے کن انکھیوں سے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا تو جولیا
کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"تمہاری زبان اس شسل سے بھی لمبی ہے۔ کوئی بات بھی کرو تمہاری بکواس
مردوع ہو جاتی ہے" — تنویر نے انہماں غصیلے لمحے میں کہا۔
"پسج ہے — قدر شناسی کسی کسی کے حصے میں آتی ہے۔ عام لوگوں کے

لئے تو ساری عمر ساتھ چلنے والی بات بکو اس کے ہی زمرے میں آتی ہے:
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب اس قدر طویل شل آرکس فائدے کے لئے بنائی گئی
ہوگی۔" صقدر نے شاید موضوع بدلتے کی عرضی میں کہا۔

"تاکہ قادر شناس ساتھ چلنے کا فائدہ اٹھا سکیں اور ناقدر شناس
کرڑھنے جلتے رہیں۔" عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں موضوع بدلتے
کی اجازت دیتے والا تھا۔

"عمران صاحب، آپ نے یقیناً محسوس کیا ہو گا کہ جیسے ہم اسے بڑھنے
جاری ہے میں گھرائی میں اترے جا رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ وہ یہاں پر ہی
انہماں گھرائی میں بنائی گئی ہے۔" عمران کے ساتھ چلتے ہوئے ابو بند
سف Bates کرتے ہوئے کہا۔

"موقی گھرائی میں ہی ملتے ہیں مردار ابو بند، آپ کی سطح پر تو کچھوے ہی
ہوتے ہیں۔" عمران نے تنوری کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر جواب
دیا اور اس بار صقدر کے ساتھ ابو بند بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ سے واقعی کوئی باتوں میں ہنس جیت سکتا۔" ابو بند کے
ہستے ہوئے کہا۔

"یس باتیں ہی باتیں آتی ہیں اسے ہونہ۔" یکخت جولیا
تے ہوتھ چباتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے منہ دوسری طرف
کر لیا۔

"بالکل، سوائے بکو اس کرنے اور کیا آتا ہے اسے۔" تنوری نے
خواراً موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تم بھی خاموش رہو تو بہتر ہے۔" جولیا نے اس بار تنوری
کو جھپڑ کیتے ہوئے کہا۔ ظل ہر ہے وہ جس پیرا نے میں بات کر رہی تھی تو اس
پیرا کو سمجھ بھی نہ سکا تھا۔

"خاموش رہ کر تو گواہی نہیں دی جا سکتی اس لئے بولنے دیجارتے
گواہ کو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گواہی کیسی گواہی؟" ابو بند نے چونکہ کہ پوچھا۔
اکیک ہی تو ایسا موقع ہوتا ہے جب دو گواہوں کی اشہد ضرورت ہوتی
ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابو بند بے اختیار اس طرح
سر ہلانے لگا جیسے اب بات اس کی سمجھ میں آئی جو۔

"آپ تیار ہوں، دو چھوڑ دو ہزار گواہ حاضر کرنے جا سکتے ہیں۔"
ابو بند نے ہستے ہوئے کہا۔

"دو ہزار لا جول ولائقہ، میں نے حرم توہین بسانا، بھی وہ پرانے
وقتوں کی بات بھی کہ حرم بھرنے کے لئے دو دو گواہ کر کے دو ہزار کی ضرورت
پڑتی تھی۔ اب تو ایک سے ہی حرم اتنا بھر جاتا ہے کہ بیچارے مشہر کو اس
عربی کی طرح گھر سے باہر سونا پڑتا ہے جس نے اونٹ کو خیسے سے باہر باندھ
دیا تھا اور اونٹ نے حرف سرگان خیسے میں ڈالنے کی اجازت لی تھی اور پھر
سامنے اونٹ خیسے کے اندر اور بیچارہ عربی اس اجازت کو روٹا ہوا خیسے سے باہر
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک سے کیسے حرم بھر سکتا ہے؟" ابو بند کی سمجھ میں شاید عمران
کی بات ہی نہ آئی تھی۔

"کیوں نہیں بھر سکتا، ہر سال جو ایک چاؤں حاضر ہو تو..."

عمران نے دعا احت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا میکن پھر فقرہ ادھورا چھوڑ کر وہ اچھل کر ایک طرف ٹھا درن جولیا کا بھر پور تھر لازماً اس کے چہرے پر ہی پڑتا اور پھر اس سے پہلے کم مزید کوئی بات ہوتی اچانک شل نے موڑ کاٹا اور اس کے ساتھ ہی اس کا اختمام ہو گیا۔

”لوہجی تنویر تمہاری آنت تو ختم ہو گی۔ ایک مسئلہ تحلیل ہوا۔“ — عمران نے ایک طویل سالنس لیتے ہوئے کہا۔

”یہ تو کوئی خاص قسم کی دلیوار لگتی ہے عمران صاحب۔“ — صفت نے تیرت بھرے بھجے میں کہا۔

”ہاں صرف خاص نہیں بلکہ خاص الخاص کہو۔ اس کی ساخت جبار ہی ہے کہ یہ ایک بلاکس وال ہے۔ ایسی دلیوار جسے ایٹم ہم سے بھی نہیں اڑایا جاسکتا۔“ — عمران نے ہونٹ چیلتے ہوئے کہا۔ اور عمران کی بات سن کر سب ساھیوں کے چہروں پر شدید پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”اب کیا کریں۔“ — جولیا نے بھی پریشان بھجے میں کہا۔

”صرف ہاں کر دو، باقی تمام صفت اور گواہوں کا ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم — تم پھر...“ — جولیا نے بڑی طرح جھلانے ہوئے بھجے میں کہا۔

”ارے ارے اتنا ناراض ہونے کی صورت نہیں، چلو ناکر دو، یچارے تنویر کی قسمت میں یہی لفظ آتا ہے۔“ — عمران نے کہا اور جولیا بے لبی کے سے انداز میں ہنس دی۔

”عمران صاحب، یہ وقت مذاق کا ہنس ہے۔“ — صفت نے بھی

انہماں سمجھدہ بھجے میں کہا۔

”میں کب کہہ رہا ہوں کہ مذاق کا ہے۔ ساری عمر کا مسئلہ مذاق کسے ہو سکتا ہے؟“ — عمران نے ترکی ہرگز جواب دیتے ہوئے کہا اور صفت نے اخیار ہونٹ بھینچ لئے۔ تنویر دیے ہی مسلسل خاموش تھا۔ شاید اس نے قسم کھالی بھتی کہ وہ اب مرے سے بات ہی نہ کرے گا جبکہ ابو سجد حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اسے شاید سمجھنے اور ہی حقی کہ اس قدر الجھی ہوئی صورت حال میں عمران اخزمذاق کیوں کر رہا ہے۔

”پاہر سے اس کے کھولنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ کار تو رکھا ہی گی ہو گا۔“

صفت نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ایسی وال کو دوسرا طرف سے کھولا ہی نہیں جاسکتا۔ ایسی دلیوار کی ساخت ہی ایسی ہوتی ہے کہ یہ ایک طرف سے ہی اپریٹ ہو سکتی ہے۔“ — اس بار عمران نے سمجھدہ بھجے میں جواب دیا تو عمران کے سارے ساھیوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات اخیر ائے کہ چلو اب عمران سمجھدہ تو ہوا۔

”بھر اب کیا کرنا ہو گا، کیا ہمیں واپس جانا ہو گا۔“ — ابو سجد نے کہا۔

”والپس جا کر تو سوائے عاکف اور اس کے ساھیوں کی لاشیں دفنانے کے اور کیا کر سکتے ہیں اور یہی ایک کام میرے لبس سے پاہر ہے اس نے مجبوڑی بھے آگے ہی بڑھا ہو گا۔“ — عمران نے کہا اور دلیوار کی طرف بڑھ کر اس نے باختہ دلیوار پر رکھا اور اسے پہنچے اور دلیس سے ہائیں چلتا رہا۔ اس کے چہرے پر اب بھری سمجھدگی کے اثر نمودار ہو گئے تھے۔

”یہ واقعی ایک بلاکس وال ہے۔ ہمیں یہاں تھی میں جائے کا کوئی اور راستہ

ڈھونڈھنا ہو گا؟ — عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔
” اور راستہ کہاں سے ہو سکتا ہے؟ — صدر نے
حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔
” اس شل کے باہر لفڑی ریت ہی ریت ہو گی لیکن بہر حال یہ ساری لیبارڈی
ایمبلیکس والی نہیں ہنسائی گی ہو گی اونز بظاہر اس کی حضورت ہے۔ —
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
” لیکن باہر تو چالیس پچاس فٹ کی بلندی تک ریت ہو گی۔ اس کا ذریں
اور پھر سانس یعنی کا بھی مسئلہ ہو گا؟ — تنوری نے کہا۔
” اگر مجھے معلوم ہوتا تو کم از کم گیس ماسک ساتھ لے آتے۔ وہاں عاکف
والے حصے میں موجود تھے لیکن اب اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں۔ —
عمران نے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی اندر کی جیب سے ایک چھوٹا سا مرخ رنگ
کا کیپسول نکالا اور اسے شل کی ایک دیوار کی جڑ میں رکھ کر وہ تیزی سے پیچھے ہٹا
یا۔ اسی کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی پیچھے ہٹ گئے۔ کافی پیچھے ہٹنے کے بعد عمران کا اد
امسٹ جیب سے روپالور نکال کر اس کیپسول پر فائز کر دیا۔ روپالور کے دھماکے کے
ساتھ ہی ایک کمان پھاڑ دھماکہ ہوا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس
ہوا جیسے پوری شل ہی نکڑنے نکڑے ہو کر ان کے اوپر اگزی ہو لیکن یہ صرف
احساس تھا۔ جس چند وہ کیپسول سکھا دہاں سے سینٹ کی بنی ہوئی انہائی موٹ
شل کا ایک بڑا حصہ غائب ہو چکا تھا اور ریت کا ڈھیر سا اندر شل میں الگ
تھا۔ ہر طرف ریت کے ذرات پھیل سکتے تھے۔

” اب ہمیں ریت میں سرنگ کھودنی ہو گی اس دیوار تک پہنچنے کے
لئے؟ — عمران نے کہا۔

” ریت میں سرنگ کیسے لگ سکتی ہے؟ — ابو بجاد نے ایسے
لہجے میں کہا جیسے عمران نے انتہائی احتمال نہیں بات کہ دی ہو اور واقعی بظاہر
بھتی بھتی یہ احتمال نہیں اور شاید یہی وجہ بھتی کہ دوسرے ساختی بھتی صرف تھے
انداز میں عمران کو دیکھنے لگ کر تھے۔
” بظاہر تو ہمیں لگ سکتی کیونکہ اوپر ٹنوب کے حساب سے ریت ساتھ
ساتھ پیٹھ جائے گی لیکن کبھی صحرا کی چوہوں کو دیکھا ہے تم نے؟ —
عمران نے مسکراتے ہوئے ابو بجاد سے مخاطب ہو کر کہا۔
” صحرا کی چوہے، اور ہال وہ واقعی ریت میں دوسرے سرنگ لگایتے
ہیں لیکن؟ — ابو بجاد نے کچھ سمجھنے کے انداز میں کہا۔
” میں تمہاری بات کا مطلب سمجھتا ہوں کہ چوہوں کو مشاید اس بارے میں
قدرت تک کوئی خصوصی صلاحیتیں دے رکھی ہوں گی؟ — عمران نے کہا۔
” ظاہر ہے یہی سوچا جا سکتا ہے۔ — ابو بجاد نے کہا۔
” ایسی کوئی بات نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ چوہے اپنے جسم کی خصوصی
بنادٹ کی وجہ سے انہائی تیزی سے اگے بڑھتے ہیں۔ پیچھے ریت پیٹھ بھی
چاڑتے بھی ان پر کوئی دباؤ نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں چوہا
لبساں نہیں پڑتا۔ اس لئے ریت کے کھلے ذرات میں موجود ہوا ہی ان
کے پیچھوں کے لئے کسی حد تک کام دے جاتی ہے چنانچہ چوہوں کی
طرح سانس لئے کہہ اور ان کی طرح تیزی سے حرکت کر کے اس لیبارڈی کی
دیوار تک پہنچا اور واپس آیا جا سکتا ہے۔ — عمران نے کہا۔
” اپ کا مطلب ہے وہاں جا کر تم قٹ کر کے واپس اس شل میں آیا جائے۔ صدر نے کہا۔
” ظاہر ہے اب دہاں پیٹھ کر لکنک تو نہیں منان جا سکتی۔ میں تھم

سے شسل کا جو حصہ توڑا ہے دہاں سے دیوار زیادہ سے زیادہ چھپنے کی
دوری پر ہو گی اور آتنا فاصلہ طے کیا جاسکتا ہے۔ عمران نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا کوٹ اتارنا شروع کر دیا۔
”میں جاؤں گا تم یہیں رہو۔“ یک لمحت تنویر نے کہا۔
”کیوں۔ کیا تم میں صحرا چھوپل کی خصوصیات ہیں۔“ — عمران
نے چونک کر کہا۔

”میں نہیں چاہتا کہ تم رہتے ہیں دم گھٹنے سے بلاک ہو جاؤ۔“
تنویر نے اپنا سمجھیدہ بچے میں کہا۔
”لیکن تمہارے ساتھ بھی تو ایسا ہو سکتا ہے۔“ — عمران نے
حیرت بھرے بچے میں کہا۔

”یقیناً ہو سکتا ہے لیکن میری موت سے پاکیتیا کو آتا نقحان نہیں
پہنچ سکتا جتنا تمہاری موت سے۔ تنویر تو اور لاکھوں مل جائیں گے لیکن
پاکیتیا کو شاید وہ سرا عمران قیامت سکے گا۔“ — تنویر نے
بڑے سادہ سے بچے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”شکر ہے تنویر میں تمہارے خلوص کو سلام کرتا ہوں لیکن میری نظر
میں تمہاری موت میری اپنی موت ہے اور تم غدر نہ کر دیں ذرا افسوس سے
زیادہ ہی ڈھیٹ واقع ہوا ہوں۔“ — عمران نے کہا لیکن اس کے
چہرے پر ایسے تہرات لا شعوری طور پر ابھرائے تھے کہ وہ تنویر کے خلوص
سے بے حد متأثر نظر اڑ رہا تھا۔ جویا، صقدر حتمی کہ ابو سجد کی نظر وہ میں بھی
تنویر کے لئے اپنا سمجھیں کے آثار ابھرائے تھے۔

”تم نے اتنے فاصلے پر عم کیوں رکھا تھا۔ دیوار کے ساتھ رکھ دیتے۔“

اس طرح فاصلہ اور زیادہ گھٹ جاتا اور خطرہ بھی نہ رہتا۔ — جویا
نے کہا۔

”یہ اسی بلاکس وال بخانے کتنی لمبی ہو اس لئے میں نے ذرا فاصلے
پر شسل ٹوڑی ہے تاکہ اصل دیوار تک پہنچا جاسکے۔“ — عمران نے
کہا اور پھر اس نے کوٹ کی جیب سے ایک زرد رنگ کی بستی نکالی، اسے
باختہ میں پکڑ کر اس نے کوٹ کو اپنے سر اور مذہب کے لگردا اس طرح پیسیٹ
دیا کہ ریت اس کے مذہب اور ناک میں نہ پھنس سکے۔ اس کے ساتھ ہی وہ
اگے بڑھا اور اس نے تیزی سے ریت میں ہاتھ دالے اور پھر انہیں اس
مخصوص انداز میں حرکت دینے لگا کہ اس کا پیچھے کوٹ میں لپٹا ہوا سراور
پھر تیزی سے باقی جسم ریت کے اندر غائب ہونے لگ گیا۔ عمران کے ساتھی
ہوتھ بھینجے عمران کو اس طرح ریت کے اندر غائب ہوتے دیکھ رہے
تھے۔ ان کے دل اتنے زور سے دھڑک رہے تھے جیسے ابھی یہنے کو چھاڑ
کر باہر نکل آئیں گے کیونکہ عمران بٹا ہر صریحًا موت کے مذہب میں جا رہا تھا۔
سینکڑوں لاکھوں ٹن ریت کے اندر جانا اور پھر سانس لئے بغیر کوئی بڑھنا بٹا
خود کشی ہی سمجھا جا سکتا تھا۔ جویا کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرائی تھیں
اور اس کا مذہب خود سجنوداد پر کی طرف اٹھ گیا تھا جیسے وہ عمران کی زندہ سلامت
والیسی کی دعا مانگ رہی ہو۔ چند لمحوں بعد ریت عمران کو ان کی آنکھوں کے
ساتھ نکل چکی تھی۔ ان کے سانس اس طرح رکے ہوئے تھے جیسے وہ سانس
لینا ہی بھول گئے ہوں۔ تنویر کے ہاتھ میں موجود پورٹبل سرچ لامپ کی
تیز روشنی اسی جگہ جبی ہوئی تھی جہاں سے عمران ریت میں غائب ہوا
تھا۔ اس کے ہوتھ ایک دمرے پر اس سختی سے جمے ہوئے تھے کہ وہیں

پر آجائے والی پیلا ہٹ اس کے چہرے پر ٹڑتے والی روشنی میں صاف دکھائی دینے لگی تھی۔ ان سب پر ایک ایک لمحہ قیامت کا گزر رہا تھا کہ لکھت ریت میں ہلچل سی نمودار ہوئی اور وہ سب اس طرح اچھل پڑتے جیسے بجلی سے چلنے والے کھلونے اچانک کرنٹ آجائے سے حکمت میں آجائے ہیں۔ وہ سب تیزی سے ریت کے اور قریب ہو گئے اور چند لمحوں بعد عمران کے ہاتھ اور چہرہ اس کا گوت میں لپٹا ہوا سر ریت سے باہر نکلا تو جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے سر اور منہ پر لپٹا ہوا گوت مٹانا شروع کر دیا۔ گوت ہٹتے ہی عمران کا چہرہ سامنے آیا تو وہ سب بُری طرح چونک پڑتے، عمران کے چہرے کا نگ اس قدر سرخ ہو رہا تھا جیسے اس کے پورے جسم کا خون سخت کر چہرے میں مجتمع ہو گیا ہو گوت ہٹتے ہی عمران نے بلے بلے سانس لینے شروع کر دیئے جبکہ تمویر اور صفردرنے اسے بازوں سے پکڑ کر پوری قوت سے ریت سے باہر کچھ لیا اور عمران فرش پر بے حس پڑا مسلسل بلے بلے سالنس لیتا رہا۔ عمران کے دونوں ہاتھ خالی تھے۔ وہ زرد نگ کی پتی جوانہ میں طاقتور بیم تھا غالب تھا اس کا مطلب تھا کہ عمران وہ بیم دیوار میں نصب کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے لیکن دھماکہ نہ ہوا تھا۔ چھوڑی دیر بعد عمران کا سالنس نارمل ہونے لگا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ ریگ آئی۔

”آج واقعی موت کا ذائقہ چکھنا پڑا ہے۔“ — عمران نے ایک طویل سالنس لے کر اٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا وجہ۔“ — صفردرنے لے اختیار ہو کر پوچھا۔ ”وہ کہیں راستے میں ہی رہ گیا ہے واپسی پر تو میں بھی لاششوری طور پر

حکمت کرتا رہا درنہ میرا شور میرا ساتھ چھوڑ گیا تھا۔“ — عمران نے کہا۔ ”کیا مطلب کیا جاتے ہوئے کہیں رہ گیا ہے؟“ — جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

”تھیں میں دیوار تک ہی پنج گیا تھا لیکن وہ بھی ایم بلاکس وال جسے اس لئے تم بیکار تھا چنانچہ مایوس ہو کر میں اسے لگانے بغیر والپس پلٹ پڑا۔ توہہ توہہ سالنس روک لینا اتنا مسئلہ نہ تھا جب تاہمیرے جسم پر دباؤ تھا۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میں کسی مردک کو ٹھنے والے انجن کے دلیل کے نیچے پریس ہو رہا ہوں؛“ عمران نے کہا اور سب نے سر بلادیتھے۔ وہ تصور میں ہی ساری صورت حال کا جائزہ لے سکتے تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ پوری لمبارڈی ہی ایم بلاکس وال کی بنی ہوئی ہے۔“ جولیا نے کہا۔

”ہاں اس لئے اسے کسی صورت بھی نہیں توڑا جا سکتا۔ اب تو ایک ہی صورت ہے کہ تم والپس جائیں اور عاکف والے بلاک میں سے کوئی ایسا چکر چلانے میں جس سے یہ لمبارڈی کھل سکے لیکن میرے جسم میں اس قدر درد ہے کہ شاید میں اس شل کو والپس چل کر راس نہ کروں۔“ — عمران نے کہا۔

”میں تھیں کانہ ہے پر اٹھا کر لے جاؤں گا تم فکر نہ کرو عمران۔“ — تمویر نے فوراً ہی انہائی فلوٹی چہرے پر بچھے میں کہا۔

اور چہرہ اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک پوری شل اس طرح لرزتے لگی جیسے خوفناک زلزلہ اڑا ہو۔

”ایم بلاک دیوار سے لگ جاؤ شل تباہ کی جاوہ ہی ہے۔“ — عمران نے یک لکھت پر جمع کر کہا اور دمرے لمجے وہ سب بجلی کی سی تیزی سے شل کی

ایمبلیک دیوار کے ساتھ ناگ کراونہ ہے منہ بیٹھے گئے۔ اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکے ہوئے اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ہزاروں ٹن وزن ان کے جسم پر آپڑا ہو۔ اسی کے ساتھ ہی ان کے حواس ان کا ساتھ چھوڑ کر شلی ٹوٹنے کے ساتھ ہی شاید اور موجودت اندر ان پر اگر میں تھی اور ظاہر ہے اس کے بعد ان کے زندہ پر چھاتے کامرے سے کوئی سوال ہی نہ رہ جاتا تھا لیکن پھر عمران کے ذہن میں ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے پورے جسم میں درد کی تیز ہر سی دل رنگی اور اس کے گھپ انہیں ڈوبے ہوئے ذہن میں یکاخت رہنمی سی ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اسے ایک لمحے کے لئے تو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم پکے ہوئے چھوڑنے کی طرح درد کر رہا ہو لیکن مشکور پیدا ہوتے ہی اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ وہ مر انہیں بلکہ زندہ بہت تو اسے درد کی مشدت کم ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گی اور پھر یک لمحت اسے زور دار چینکاں افی اور اس کی ناک اور منہ سے ریت کی چھوڑا جسی نکلیں۔ اب اسے مسلسل چھینکیں آئے لگیں اور چند لمبے بعد اس کا رک رک کر اما ہوا اس نے پوری طرح بحال ہو گیا۔ اس کا پورا جسم ریت سے بھرا ہوا تھا، وہ تیزی سے مٹا اور اس نے اپنے ساھیوں کو بھی فرش پر بے رہ پڑے ہوئے دیکھا، وہ بھی جیسے ریت میں دفن نظر آ رہے تھے۔ وہ چلدی سے ان کی طرف بڑھا اور پھر جیسے بھلی حرکت کرتی ہے اس طرح اس نے پاری باری ان کے نہتھوں میں انگلیاں ڈال کر بھری ہوئی ریت نکالی اور منہ کھول کر بھی انگلی کی مدد سے جس قدر ہو سکتا تھا، ریتے باہر نکالی اور ساتھ ہی اس نے انگلی میں موجود بلیڈ کو قدرے باہر نکال کر ان سب کی ناک کے اندر رکٹ لگانے مژد ع کر دیئے اور چند لمبے بعد اس کا نیجہ سائنسہ آگی، ان سب کو اس کٹ کی وجہ

سے چھینکیں اُن مژد ع ہو گئیں اور منہ میں بھری ہوئی مژد ریت باہر نکلنے لگی اور چھوڑی دیر بعد وہ سب ہوش میں آپکے ساتھ چونکہ وہ ایمبلیکس وال کے ساتھ گر کر اونہ ہے منہ بیٹھ گئے تھے اس لئے لامحالہ وزن بڑتے ہیں اُنہوں کے بلینچے گرے ہوں گے اور ہی وجہ تھی کہ ان کی ناک اور منہ میں پھر حال پوری طرح ریت نہ بھر سکی اور کسی حد تک سالنس یعنی کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ باقی ہی تھا وہ چونکہ یہ ہوش ہو گئے تھے اس لئے داعی میں بھی تحریک پیدا نہ ہو سکی تھی۔ عمران کا ذہنی و فنا عی کسی سسٹم کا مکر گیا تھا اس لئے وہ از خود ہوش میں آیا اور اس کے ساتھ ہی ذہن میں تحریک پیدا ہوتے ہی اسے چھینکیں اگلی تھیں۔ جبکہ باقی ساھیوں کے ذہنوں میں مخصوصی تحریک پیدا کرنے کے لئے اسے فاصل طور پر کوشش کرنی پڑی تھی۔

جب چھینکوں کا طوفان ختم ہوا اور وہ سب پوری طرح ہوش میں آگئے تو وہ تحریت سے ایک دلسرے کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے انہیں یقین نہیں اُنہا ہو کہ وہ واقعی زندہ پر چھکے ہیں۔ عمران کے جسم پر کوٹ موجود تھا، وہ وہی شعل میں ہی رہ گیا تھا، اسی وقت وہ ایک کمرے کے فرش پر بڑے ہوئے تھے، کمرے کی دیواروں کے ساتھ کامٹی کبار سا بھرا ہوا تھا، ایک طرف دروازہ تھا جو کھدا ہوا تھا اور اس کے باہر ایک ناگ سی بند راہداری نظر آ رہی تھی۔ عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے باہر مرنکال کر جھانکا تو راہداری ایک طرف سے بند تھی جبکہ دوسری طرف اس کا اختتام اور پڑھیوں پر ہو رہا تھا جس کے بعد ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران راہداری میں اُنکر میر طھیوں کی طرف بڑھنے لگا اسی لمحے اس کے ساتھی بھی اس سے عقب میں آگئے جو عمران نے انہیں دہنس رکھنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ احتیاط سے میر طھیاں چڑھتا ہوا اور پر

پہنچ گیا۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھل گیا وہ صرف بجڑا ہوا تھا، دروازے طرف ایک راہداری تھی جس میں دو دروازے نظر آ رہے تھے۔ عمران آہستہ سے آگے بڑھا اور پھر پیلے دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

”یہ باس، میں صحیح کہہ رہا ہوں آپ خود کو چکیں کر لیں۔ وہ کاشیں میں نے سٹور روم میں رکھوادی ہیں؟“ — ایک آواز سنائی دی۔

”بالکل باس وہ مردہ ہیں۔“ — قطعی مردہ، وہ سیلہنگیٹ کے ساتھ ہی ریت میں دفن تھے۔ گیٹ کھلتے ہی بھیں وہ ریت میں دلبے ہوئے نظر آ گئے، چنانچہ ہم نے انہیں پہنچ لیا چونکہ انہیں مرے ہوئے چند سی طلحے ہوئے تھے اور پھر وہ ریت میں دلبے رہے تھے اس لئے اس وقت تو ان کے جسم گرم ہمی تھے لیکن بہر حال وہ مرچکے تھے۔ ان کی ناک اور منہ میں ریت بھری ہوئی تھی اور سانس بند تھی۔ — وہی آواز چند محوں کی خاموشی کے بعد دوبارہ سنائی دی۔

”او۔ کے باس؟“ — پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وہی آواز دوبارہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھنے جانے کی آواز سنائی دی۔

”خواہ مخواہ چیف اس قدر ڈر رہا ہے۔ مردہ سے بھلا کیا ڈینا۔“ — ایک بڑھاٹا قی ہوئی آواز سنائی دی اور اس لمحے عمران تیزی سے کمرے میں داخل ہو گی۔ اس کے پیچے عقب میں موجود اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے آگئے یہ ایک لمبا تراٹا گئے سر والा ادمی تھا جو ایک بڑھی میز کے پیچے اوپنی لست کی کرسی سے مرٹیکے انکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا لیکن پھر شاید عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے کی آہٹ سن کر اس نے انکھیں کھولیں اور دسرے لمحے اس کی انکھیں تیزی سے کافول کی طرف چھپلیتی پلپتی گئیں۔

اس کا چہرہ حیرت کی شدت سے بکڑتا چلا گیا اور دسرے لمحے اس کی گردان ایک جھٹکے سے ڈھک گئی۔ وہ حیرت کے خوفناک جھٹکے کی وجہ سے بیہوش ہو چکا تھا۔

”کیا زمانہ ہی گیا ہے کہ لوگ مردوں کی بجائے زندگی سے ڈرنے لگ گئے ہیں؟“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مرٹ کر اپنے ساتھیوں کو دروازہ بند کرنے کے لئے کہہ دیا اور خود وہ اس ہدمی کی طرف بڑھا۔ یہ کہہ ایک خوبصورت دفر کے انداز میں سجا ہوا تھا اور میز پر دو مختلف زنگوں کے دون اور ایک اسٹریکام پڑا ہوا تھا، وہیں طرف کی دیوار میں ایک ایک دروازہ تھا جس کے اوپر سرخ زنگ کا بلب جل رہا تھا جب کہ پائیں طرف کونے میں ایک چھوٹا دروازہ تھا جو اپنی ساخت سے بیباکہ روم کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔

اسی لمحے اسٹریکام کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔

”ڈاکٹر زیدان، میں ڈاکٹر نارمن بول رہا ہوں یہاں ٹری میں سے۔“ — ایک آواز سنائی دی۔

”یہ ڈاکٹر؟“ — عمران نے منہ سے وہی آواز نکالی جس آواز میں اس نے کری پر بیٹھے ہوئے ادمی کو باتیں کرتے تھا۔

”ہمی۔ ایکس فور کیا دنڈ کی اب فزورت نہیں رہی۔ آپ پریشان نہ ہوں گے۔“ — ایکس کی بجائے تھری زاکم فور کو استعمال کر کے چک کیا ہے۔ زلٹ درست آیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ پریشان ہو رہے ہوں گے اس لئے آپ کو بتا دوں؟“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ گڑ ڈاکٹر، یہ تو اچھا ہوا۔ میں واقعی پریشان تھا۔" — عمران
نے جواب دیا۔

"اد۔ کے۔" — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
رالبط ختم ہو گی، عمران نے ایک طویل سالنس لیتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔
"اب اسے پتہ چل گیا تھا کہ کرسی پر بیو ش پڑا ہوا ادمی یہاڑی کا انچارج
ڈاکٹر زیدان ہے جس سے ماڈم تاؤ اور بیکم رضا کا ٹکڑا ہوا تھا۔ اور وہ یہاڑی
کے اندر بھی بہنچ گئے تھے اور لفینا بیو ش ہوتے سے پہلے ڈاکٹر زیدان اس
چیف پاس عبد الناصر سے ہی بات کر رہا تھا۔

"بیباں کی تلاشی لو، ہمیں اسلئے کی فزورت پڑے گی۔" — عمران
نے اپنے ساختوں سے کہا اور خود بھی اس نے میز کی درازیں کھول کر اس کی
تلاشی لینی مژدوع کر دی۔

اور رکھوڑی دیکھ بعد صدقہ نے ایک الماری میں سے خاصی لعدا دہیں مشین
پٹل اور میکرین پر آمد کر لئے۔ مشین پٹلنگ میکرین لوڈ کرنے کے بعد انہوں
نے ایک ایک مشین پٹل اپنی چیزوں میں رکھی اور پھر عمران ڈاکٹر زیدان کی
طرف متوجہ ہوا۔ اس نے اس کامنے اور ناک دلوں ہاتھ سے بند کر دیا۔ چند لمحوں
بعد ڈاکٹر زیدان کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے اور عمران نے ہاتھ ہٹا
 دیئے۔ ڈاکٹر زیدان نے انہیں کھولیں اور ایک بار پھر سامنے کھڑے ہوئے
 عمران اور اس کے ساختوں کو دیکھ کر اس کی انہیں بچیلنے لگیں۔

"بس اس سے زیادہ حیرت ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ حقیقی کر
 لے اتنی ہی کافی ہے، ڈاکٹر زیدان۔" — عمران نے منہ بتاتے ہوئے
 کہما۔

"تت تت تم زندہ ہو۔" — مم مم مکر کیے۔ تم تو مر چکے تھے۔ میں نے
 خود چکیے کیا تھا۔" — ڈاکٹر زیدان نے انتہائی حیرت پھر سے لیجے
 میں کہا۔

"ڈاکٹر زیدان تم حرف جرا شیوں کے ہی ڈاکٹر ہو۔ طب کے ڈاکٹر ہوتے تو
 اتنا تو سمجھ لیتے کہ ریت یا مٹی میں دفن ادمی کی موت کی نشانیاں عام موت
 سے قدرے مختلف ہوئی ہیں۔ بہر حال تم نے اچھا کیا کہ عبد الناصر کو بتا دیا کہ
 ہم مر چکے ہیں۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تت تت تم کیا چاہتے ہو۔" — مم مم میں نے تو تمہارا کچھ نہیں بھکڑا۔
 تمہارا جھگڑا ہو گا تو تنظیم کے ساتھ ہو گا۔" — ڈاکٹر زیدان نے
 سنبھلے ہوئے لیجے میں کہا۔

"ڈاکٹر زیدان تم ہمارے ہی نہیں بلکہ پوری عالم انسانیت کے مجرم ہو
 تم جس پروجیکٹ پر کام کر رہے ہو، تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ پروجیکٹ انسانیت
 کی قلاح کے لئے ہے یا اس سے مقصد لاکھوں کروڑوں افراد کا خاتمہ ہے۔"
 عمران نے اس پار مرد لیجے میں کہا۔

"مم مم مکر ہم تو سانسدار ہیں۔ ہم نے تو حرف ریز ح کرنی ہے۔ ہم
 اسے استعمال تو نہیں کرتے۔" — ڈاکٹر زیدان نے تو چیزہ پیش کر کے
 ہوئے کہما۔

"ایسے سانسدار جو تحریر ہی ایجادات میں ملوث ہوں وہ استعمال کرنے والوں
 سے بھی بڑے مجرم ہیں۔ بہر حال میں ہمیں چاہتا کہ تمہارے خون سے ہاتھ زکوں
 ہو سکتا ہے میں تمہارے اس پروجیکٹ سے انسانیت کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہو
 اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اپنے اس پروجیکٹ پر کام کرنے والوں سے

مجھے ملاؤ تاکہ میں معلم کر سکوں کہ یہاں کیا کیا ہو رہا ہے۔ — عمران
تھے کہا۔

"وہاں کوئی نہیں جاسکتا۔ وہاں اس وقت انہائی خوفناک قاتل جراحتی پر کام ہو رہا ہے۔ اگر کوئی وہاں گیا تو یہ جہاں چیز کر پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ — ڈاکٹر زیدان نے کہا۔

"ادہ بھر تو واقعی ایسا نہیں ہو سکتا۔ بھر تو ہمارا یہاں آنا ہی بہکار گیا۔ اگر ایسی بات ہے تو پہلے ہم اس بوگاٹ نظم کا خاتمہ کر لیں بھر تم سے لفظیلی بات بھی ہو جائے گی۔ یہ تباہ کے عیناً هر کس وقت ہماری لاشیں دیکھنے کے لئے یہاں پہنچ رہا ہے۔ — عمران نے فوراً ہی موضع بدلتے ہوئے کہا۔

"اس نے خود اُن سے انکار کر دیا ہے۔ وہ میں سیکشن کو کسی طرح بھی اپنی نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے تو اسے کہا تھا کہ میں لاشیں اس کے پاس بھجوa دیتا ہوں لیکن اس نے کہا کہ میں ان لاشوں کو بر قی بھٹی میں ڈالوادیں۔ اس نے اپنی کسی خصوصی میں کے ذریعے وہاں میں ہسٹریکوارٹر میں پیٹھ کر لاشیں دیکھ لی ہیں اور اب وہ پوری طرح مطمئن ہے۔ — ڈاکٹر زیدان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے میں سیکشن سوکولس راستہ جاتا ہے۔ — عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم، میں تو پہلے سوڈان میں تھا۔ وہاں سے مجھے اور میرے سا تھیوں کو یہاں لایا گیا اور میں تو اج تک اس لیبارٹری سے باہر ہی نہیں نکل سکا اور نہ ہی میں سیکشن کا کوئی آدمی آیا ہے۔ — ڈاکٹر زیدان نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد سے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

"تم لوگ باتحادِ روم کا چکر لگا تو تاکہ کم از کم لاشوں سے زندوں کے روپ میں واپس آ سکو۔ میں ڈاکٹر زیدان کا انتڑ دلو مکمل کر لوں۔ آتا ہے ڈاکٹر روز روز تھوڑا انتڑ دلو کا وقت دیتا ہے۔ — عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا جو حاموش کھٹرے سے تھے۔

"اسے تم میرے حوالے کر دیں اس کے اندر موجود سارے جہاںیم ابھی اس کی ناک کے راستے پاہر نکال دیتا ہوں۔ — تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے وہ قاتل جہاںیم جو فی الحال اس کے اندر بند ہیں کہا۔

باہر آ جائیں۔ نہیں فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر زیدان جو تنویر کی بات سن کر لکھتے انہیں پریشان نظر آئے مگ کیا تھا عمران کی بات سن کر دوبارہ مطمئن ہو گیا۔

لیبارٹری کے سامنے انوں سے تم اس انتڑ کام سے رابطہ کرتے ہو، ابھی تمہاری حریرت کی شدت سے بیہوٹی کے درد ان ڈاکٹر مارٹن کی کال آئی تھی۔ — عمران نے کہا۔

"ادہ اچھا۔ وہ کیا کہہ رہا تھا؟ — ڈاکٹر زیدان نے چونکے سر پوچھا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ ڈمی۔ ایکس فور کمپاؤنڈ کی اب ضرورت نہیں رہی اس کی بجائے ہری زکم فور کو استعمال کر کے چکیک کر لیا گیا ہے۔ رزلٹ درست آیا ہے۔ — عمران نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا طھیک ہے۔" — ڈاکٹر زیدان نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر، اوہ اچھا طھیک ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ تم نے پہلے کہا تھا
کہ قاتل جرائم پر کام ہو رہا ہے۔ وہ غلط ہے کیونکہ تھرٹی سکری زاکم فور
کا استعمال بتا رہا ہے کہ تم ابھی تک اپنے پر جمیکٹ کی ابتدائی تیاریوں میں
مصروف ہو۔" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر زیدان
بے اختیار چونکہ پڑا وہ اب ایک بار بھر حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔
"تم۔ تم سامنہدان ہو۔ تمہیں ان مرکبات کے بارے میں کیسے علم ہو گیا؟"
ڈاکٹر زیدان کے لیے یہیں بے پناہ حیرت بھتی۔

"میں شاید تمہارے پائے کا سامنہدان نہ ہوں البتہ اتنا بتا دوں کہ مادام
تاوا میری شاگرد ہے۔" — عمران نے پڑے سادہ سے لیجے میں کہا
تو ڈاکٹر زیدان بے اختیار کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ مادام تاؤ تمہاری شاگرد ہے۔" — ڈاکٹر
زیدان نے لفظیں نہ آئے والے لیجے میں کہا۔

"اطیناں سے بیٹھ جاؤ،" تم نے مادام تاؤ اور بیگم رضا کو بے عزت کرنے
کی دھکی دے کر اپنے اندر کی جہالت ظاہر کر دی بھتی اس نے کوئی ایسی
حرکت نہ کر کر مجھے غضہ آجائے اور تمہاری موت عبرت کا نمونہ بن جائے۔
عمران نے اپنی سر دیجے میں کہا تو ڈاکٹر زیدان جس طرح اچھل کر کھڑا ہوا
حتا اسی طرح جھٹکے سے بیٹھ گیا۔ ایک بار بھر اس کے چہرے پر خوف کے
تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"اپ رشافت سے بتا دو کہ لیبارٹری کا دروازہ کھولنے والا بُمن کو نسا

ہے۔" — عمران نے اس طرح سرد ہے جے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔" — ڈاکٹر زیدان نے جواب دیا اور
ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی نہ ہوا تھا کہ عمران کا بازو دکھو ما اور ڈاکٹر زیدان
بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر نیچے فرش پر جا گرا۔ عمران کے زور دار تھیٹر کی
آواز سے کرہ کوئی اٹھا تھا۔ عمران نے اسے بڑھ کر اسے گریاں سے پکڑا
اور دوبارہ کرسی پر اچھال دیا۔

"بُلو ورنہ تنور یہ تمہاری روح کو بھی ڈیلوں سے باہر نکال لے گا۔" —
عمران نے غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ڈاکٹر زیدان نے بتا دیا کہ میز
کے کنارے پر لگا ہوا سفید بُمن و بانے سے راستہ کھل جاتا ہے۔

"کتنے سامنہدان ہیں لیبارٹری میں؟" — عمران نے پوچھا۔
"اٹھ۔" — ڈاکٹر زیدان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو؟" — عمران نے وہ سفید
بُمن دیاتے ہوئے کہا اور بُمن دبنتے ہی سایہ پر موجود دروازے پر جلدتا ہوا
سرخ رنگ کا بلب لیکھنے۔ بچھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل کیا۔ دوسری
طرف ایک راہری سی جارہی تھی۔

اسی لمحے جو لیا پا تھا روم سے باہر آگئی۔ اس نے غسل کر کے باس تبدیل
کر لیا تھا۔

"ابو سجد تم جا کر غسل کر لو، اس دران میں ذرا لیبارٹری کا چکر لگا اؤ۔
صقدر تم جو لیا کے ساتھ یہیں رکوئے، اھر تنویر میرے ساتھ آئے گا۔" —
عمران نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ملا دیا۔

"چلو ڈاکٹر زیدان، مرافت سے ہمارے ساتھ چلو ورنہ... . . ." —

عمران نے غرأتے ہوئے کہا۔
”مم مم مجھے کچھ رکھو میں تمہارے ساتھ پورا تھاون کرتے کے لئے تیار ہوں
 بلکہ اگر تم چاہو تو یہ پروجیکٹ بھی میں مہیں دینے کو تیار ہوں۔“ — ڈاکٹر
 زیدان نے ٹھکنیاتے ہوئے بیٹھے ہیں کہا۔
 ”پہلے میں چک ٹو کر دوں کہ پروجیکٹ کس مرحلے پر ہے، چلو؟“
 عمران نے کہا اور ڈاکٹر زیدان تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
 عمران اور تنوری دونوں اس کے پیچے چلے۔ ڈاکٹر زیدان اطہیناں سے چلتا
 ہوا اس کھلے دروازے میں داخل ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اور تنوری اس
 کے پیچے دروازے میں داخل ہوتے ڈاکٹر زیدان اچانک بھلی کی سی تیزی سے
 مٹا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے عمران کو زور سے دھکا
 دیا۔ عمران بے اختیار لڑکھڑا آتا ہوا پیچے آنے والے تنوری سے لکھا کہ ڈاکٹر
 زیدان تیزی سے مرڑ کر جھاگ پڑا اور اسی لمحے کھٹاک کی اداز سے نہ صرف وہ
 دروازہ بند ہو گیا بلکہ کرے کا بیرونی دروازہ بھی خود بند ہوا اور پھر سر کی تیز
 اداز دل کے ساتھ ہی دونوں دروازوں پر سیاہ رنگ کی دھات کی چادریں ڈگنیں
 اور جنی عمران اور اس کے ساتھی ڈاکٹر زیدان کی اس اچانک حرکت پر ذہنی طور
 پر پوری طرح سنبھل ہیں نہ سکے سکتے کہ لکھنٹ کرے کی جھٹ سے گرد گرد ابھٹ
 کی ادازیں سنائی دیں۔

”دیوار سے مگ جاؤ۔“ — عمران نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس
 نے چھلانگ لگای اور ایک دیوار کے ساتھ مگ کیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی
 برق رفتاری سے حرکت میں آئے اور اس کے ساتھ ہی جھٹ سے جیسے گولیوں کا
 مینہ سا برس پڑا میکن یہ گولیاں کرے کے دریانی حصے پر گر رہی تھیں۔ عمران

اور اس کے ساتھیوں کو اگر ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً وہ ابھٹ ہو
 جاتے لیکن دیواروں کے ساتھ لگ جانے کی وجہ سے کوئی گولیوں کی اس بوچھاڑ سے
 بال بال بچے تھے۔ چند لمبوں تک گولیاں برستی رہیں پھر فاموں چھا گئی۔ اسی لمحے
 باستہ روم کا دروازہ کھلا اور ابو سجدہ باہر آیا تھا کہ صدقہ نے اسے کھینچ کر اپنے
 ساتھ دیوار سے لگایا۔ عمران اسی دروازے کے ساتھ لگا رہا جس میں سے ڈاکٹر
 زیدان غائب ہوا تھا۔ چند لمبوں بعد ایک بار پھر جھٹ سے گرد گرد ابھٹ کی ادازیں
 سنائی دیں اور دسرے لمحے جھٹ سے ایک بار پھر گولیوں کا مینہ پر منے لگا۔
 اس بار عمران اور اس کے ساتھی واقعی بال بال بچے تھے کیونکہ اس بار گولیاں پہلے
 سے زیادہ وسیع رقبے میں برس رہی تھیں اور گولیاں ان کے پیروں سے صرف
 ایک ڈاکٹر ہائی دور فرش پر موجود دیسز قائمین میں کم ہو رہی تھیں۔ اگر فرش
 پر دیسز قائمین موجود نہ ہوتا تو فرش سے لکرا کر گولیاں یقیناً ان کے
 لئے خطرناک ثابت ہو سکتی تھیں۔ بھروسی دیر بعد ایک بار پھر گرد گرد ابھٹ کی
 ادازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی جھٹ سے بر سرے والی گولیوں کی بارش
 پختہ ہو گئی۔

”باستہ روم میں گھس جاؤ۔ یہ مرحلہ وار رینج وسیع کرنے والی گئیں ہیں۔ اب
 یہ گولیاں دیواروں سے لکرائیں گی۔“ — عمران نے تیز بیجے میں کہا۔ اور پھر
 وہ سب ڈوڑتے ہوئے باستہ روم کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمبوں بعد وہ سب باستہ
 روم میں جمع ہو چکے تھے۔ اسی لمحے ایک بار پھر کرے میں گرد گرد ابھٹ کی ادازیں
 ابھریں اور ایک بار پھر گولیوں کا مینہ برس اٹھا۔ باستہ روم کے دروازے کے اپر
 والے حصے پر لگا ہوا شدید گولیاں لگنے سے کوچیوں میں تبدیل ہو کر اندر ڈگرالیکن
 چونکہ وہ دروازے سے کافی فاصلے پر تھے اس لمحے یہ کوچیاں ان کے لئے خطرناک

کھڑے دیکھ کر اس کی آنکھیں ایک بار پھر چھٹئے ہی نگی تھیں کہ عمران نے ٹریکر دبادیا اور دوسرا لمحے کرہ ڈاکٹر زیدان کے حلن سے نکلنے والی چیخ سے گوئی اٹھا۔ ترٹرٹراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی عمران کے ہاتھ میں موجود مشین پٹل کی گولیاں ڈاکٹر زیدان کے سینے میں اترتی چلی گئیں اور وہ فرش پر گر کر چند لمحے ترٹپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

”باہر آ جاؤ۔“ — عمران نے اوپنی آواز میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب ایک ایک کر کے باہتہ ردم سے باہر آ گئے۔

”میں نے تو سوچا تھا کہ ان سائنسدانوں کو اس قدر بھیجا کہ نزاں دوں لیکن یہ سائنسدان کم اور قاتل زیادہ ہیں اس لمحے اُد میرے ساتھ، اب اس ڈاکٹر زیدان کے باقی ساتھیوں کا بھی خاتمہ کر دیں۔“ — عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے راہداری میں واصل ہو گئے راہداری کی دیوار پر دروازے کے ساتھ ہی ایک سرخ رنگ کا ٹین وجود تھا اور عمران سمجھ گیا کہ اس ٹین کی مدد سے ڈاکٹر زیدان نے دروازہ بند کیا ہو گا وہ تیزی سے آئے بڑھتے گئے۔

ٹائیت نہ ہو سکیں لیکن اس شیشے پر پڑتے والی گولیوں نے البتہ عمران کے اس خیال کی تصدیق کر دی تھی کہ اس بار گولیاں دا حصی دیوار دل پر بھی ساتھ ہی پڑ رہی تھیں اور اگر وہ باختہ روم میں نہ ہیچ جاتے تو اس بار ان کا پنج نکلننا ممکن ہو جاتا۔ چھٹت پر موجود گنس واقعی مرحلہ دار اپنی رستخ دیسخ ترقی چلی جا رہی تھیں۔ بخوبی دیکھ لعہ ڈاکٹر زیدان کی آوازیں سنائی دیں اور گولیوں کا دیواروں سے ڈکرانے کا سورج ہم کیا۔ عمران ہاتھ میں مشین پٹل پکڑتے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور پھر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا اسی لمحے سر کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی دونوں دروازوں پر گرنے والی سیاہ دھات کی چادریں والپس چھٹت میں نامیب ہو گئیں۔ عمران بھی کی سی تیزی سے لیبارٹری والے دروازے کی سایہ میں دیوار کے ساتھ ٹکر کر ہٹلا ہو گیا۔ کمرے کا سارا فریخ مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا اور سر طرف قائم پر سوراخ ہی سوراخ نظر آرہے تھے اور دیواروں سے ڈکر کر گئے والی گولیوں کا ڈھیر بھی فرش پر اور ہر اور کھرا ہوا نظر آرہا تھا۔ عمران کے ساتھی باختہ روم کے دروازے پر آئے تو عمران نے ہاتھ کے اشارے سے اپنیں والپس جانے کا کہہ دیا اور وہ والپس اندر چلتے گئے۔ کھٹاک کی تیز آوازے ساتھ ہی لیبارٹری کا دروازہ کھلایا اور دوسرا لمحے ڈاکٹر زیدان کا سر دروازے سے باہر کی طرف نمودار ہوا۔ وہ شاید کمرے کی صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا کہ عمران کا بازو حركت میں آیا اور ڈاکٹر زیدان بے اختیار چیختا ہوا اچھل کر کمرے کے عین درمیان میں اُگرا۔ عمران نے اسے گروں سے پکڑ کر جھٹکا دے کر کمرے کے اندر اچھال دیا تھا۔ نیچے لگتے ہی ڈاکٹر زیدان بے اختیار اچھل کر ہٹلا ہو گی اور پھر عمران کو صحیح سلامت

جند الماصلر بڑے مطمئن انداز میں اپنی مخصوص آرامگاہ میں ارام کرسی پر نیم دراز تھا۔ اس کی انکھیں بند تھیں۔ ساتھ ہی ایک جھوٹی طسی میز پر فون موجود تھا۔ عران اور اس کے ساتھی شل کی تباہی کے ساتھ ہی بلکہ جوچے تھے اور ڈاکٹر زیدان نے خود انہیں چیک کر کے ان کی موت کی لصدیق کر دی تھی اس لئے عبد الماصلر کو اب ان کی موت کا مکمل لیکن ہو چکا تھا۔ گوداکٹر زیدان نے اس سے ان لاشوں کو میں سیشن بھجوائے کی بات کی تھی لیکن سچانے کی بات تھی کہ اس کا دل کسی طرح بھی میں سیشن کھولنے کو نہ کہہ رہا تھا۔ چنانچہ اس نے ڈاکٹر زیدان کو حکم دے دیا تھا کہ وہ ان لاشوں کو بر قی بھٹی میں ڈال دے اور اب وہ بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ شل اور سیشن بلکہ کو پرو جیکٹ مکمل ہونے سے پہلے دوبارہ تعمیر کرائے یا اس وقت تک انتظار کرے جب تک پرو جیکٹ مکمل نہ ہو جائے اور پھر اس نے طویل سوچ بچار کے لئے یہی فیصلہ کیا کہ پرو جیکٹ کو ابھی مکمل ہونے میں کافی عرصہ مگ بجائے گا۔ اس وقت تک سیشن بلک اور شل کی تعمیر تو ہو جانی

چاہیے لیکن یہ فیصلہ کرنے کے کچھ دیر بعد اس نے ایک بار پھر فیصلہ بدل دیا تھا کیونکہ اس تعمیر کے کام کے لئے باہر سے لوگوں کو بیٹھ کو اڑ میں بلوانا پڑتے گا اور وہ پرو جیکٹ مکمل ہونے سے پہلے ایسا ذکر ناچاہتا تھا چنانچہ آخر کار اس نے یہ فیصلہ کر دیا کہ فی الحال یہ سب کچھ ایسے ہی رہنا دیا جائے اور اس جتنی فیصلے کے ساتھ اس نے انکھیں کھولی ہی تھیں کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی ٹھنڈی بچ اٹھی اور عبد الماصلر نے چونکہ کرفون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”یہ : — عبد الماصلر نے سخت لمحے میں کہا۔

”ڈاکٹر زیدان کی کال ہے جانب : — دوسرا طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”اوہ اچھا، بات کرو : — جند الماصلر نے کہا۔

”ہیلو، سلو ڈاکٹر زیدان بول رہا ہوں : — ڈاکٹر زیدان کی آواز سنائی دی۔

”یہ ڈاکٹر، عبد الماصلر بول رہا ہوں، کیا بات ہے کیوں کال کی ہے؟ عبد الماصلر نے قدر سے زم لمحے میں پوچھا۔

”باس انہیں زبردست خوشخبری ہے۔ ڈاکٹر مارٹن نے حیرت انگریز کار نامہ سراخاں دیا ہے۔ پرو جیکٹ مکمل ہو چکا ہے : — ڈاکٹر زیدان کی انہیں پر جوش آواز سنائی دی۔

”پرو جیکٹ مکمل ہو گیا ہے۔ ابھی سے وہ کیسے۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ کافی عرصہ مگ بجائے گا۔ ابھی وہ کاہٹ دو ہو رہی ہے : — عبد الماصلر نے انہیں حیرت بھر سے لمحے میں کہا۔

"جناب ڈاکٹر مارٹن نے مجھ پر کرد کھایا ہے۔ لیبارٹری میں ڈبی۔ ایکس فور کپاؤنڈ سپاپ نہ تھا اور اس کے بغیر کام آگئے نہ بڑھ پا رہا تھا اور اس کپاؤنڈ کو ایکریمیا سے منگوانے کے لئے کافی عرصہ پلی بیسے تھا۔ ڈاکٹر مارٹن نے اس کی بجائے بھرتی تھری زاکم فور کا تجربہ کیا اور جناب اس کپاؤنڈ کے استعمال ہوتے ہی مسحوجہ ہو گیا۔ ایکس فائیو جرائم اس کپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہیں اس قدر مرعوت سے پھیلنے لگ گئے کہ ان کی افزائش پر ہم بھی حیران رہ سکے۔ اس طرح پروجیکٹ انتہائی حریت انگریز انداز میں نہ صرف مکمل ہو گیا بلکہ یہ ہماری ایمنی کا میاب اور ستارہ ہے۔ پہلے تو خیال تھا کہ اس پروجیکٹ پر مزید کردار دال دالر خرچ ایسے کے لیکن اب تو یہ بالکل ہی مفت بن گی ہے۔ اب تو طویل پراسس بھی پک گیا ہے اور کام بھی ہو گیا ہے، جناب سائنس میں بعض اوقات ایسی ہی دریافتی ہوتی ہیں کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔" ڈاکٹر زیدان نے انتہائی پرجوش پیچے میں کہا۔

"اوہ اوہ ویرتی گد ڈاکٹر زیدان، یہ تو تم نے عظیم خوشخبری سنائی ہے۔ آج کا ان آن تنظیم کے لئے خوش قسمت دن شایست ہوا ہے۔ ادھر وہ خطرناک ایجنت ختم ہوئے ہیں اور یہ حریت انگریز کامیابی سامنے آگئی ہے۔ ان ایمینٹوں کی لاشوں کا کیا ہوا۔ کیا بر قی جھی کا ایندھن بن گئے ہیں یا ابھی تک سوروم میں پڑی ہیں؟" عبید الداھر سے بھی مرسٹ سے پاگل ہوتے ہوئے کہا کیونکہ ڈاکٹر زیدان نے جو خوشخبری اسے سنائی تھی اس نے واقعی اسے بے پناہ مرسٹ بخشی بھی۔ اس نے اس پروجیکٹ کا سودا اسرائیل کے ساتھ اردوی ڈالر میں کیا ہوا تھا اور اندازہ یہ تھا کہ بیس پیس لائل ڈالر اس پروجیکٹ پر مزید خرچ کیا جائے گا لیکن اب ڈاکٹر زیدان بتارہا تھا کہ وہ مکمل ہو گیا ہے تو یہ خرچہ صرف دس پندرہ ہزار ڈالر تک ہی مدد و دعم کر رہا گیا تھا

اس طرح واقعی تنظیم کو بے پناہ مالی فائدہ پہنچا تھا۔

"یہ سی باس، سب سے پہلا کام ہی میں نے یہ کیا تھا۔"

ڈاکٹر زیدان نے جواب دیا اور عبد الداہر نے سر بلاد دیا۔

"کیا اس پروجیکٹ کا تجربہ کر لیا گیا ہے کہیں کوئی خامی تو نہیں رہ گئی؟" عبد الداہر نے پوچھا۔

"تجربات فائل ہو چکے ہیں۔ اب آخری تجربہ ہم آپ کے سامنے گزنا چاہئے ہیں۔ ڈاکٹر مارٹن کا بھی یہی اصرار ہے کہ اس عظیم کامیابی کے فائل تجربے کو آپ خود دیکھیں۔" ڈاکٹر زیدان نے کہا۔

"بالکل دیکھوں گا۔ اور ڈاکٹر مارٹن کو اس عظیم ایجاد پر میں اتنا بڑا انعام دوں گا کہ جو اس کے تصور میں بھی نہ ہو گا۔ میں اڑا ہوں۔"

عبد الداہر نے مرت بھرے ہیجے میں کہا اور ریس یور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں تم لوگوں کو ایسا انعام دوں گا کہ تم یار کھو سکے۔" عبد الداہر نے ہوتے چاہتے ہوئے کہا اور اٹھ کر اس نے ایک الہاری کھولی اور اس میں سے ایک چیپٹی نال کا پستول نکال کر اس نے جیب میں ڈال اور بھر تیزی سے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"میں تمہیں انعام میں موت دوں گا ڈاکٹر زیدان اور ڈاکٹر مارٹن تاکہ تم اس قابل ہی نہ ہو کر اُندھہ اس پروجیکٹ کو کسی اور لدکے کے ہاتھ فروخت کر سکو۔" عبد الداہر نے ایک راہداری میں سے گزرنے ہوئے بڑھا رکھ کر اسے پھر چند راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کمرے کا دروازہ بند کر کے اس کی دیوار پر نصب سو پنج پیٹل کے کئی ٹھن پریس کر دیئے۔ ٹھن پریس ہوتے ہی دو رکھیں سے

گرگٹا بہت کی تیز ادازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی مکرے کی ایک دیوار درمیان سے پھٹ گئی۔ عبد الناصر نے مین سیکشن اور لیبارٹری کے درمیان بند راستہ کھول دیا تھا۔ دیوار میں پیدا ہونے والی خلاعجبور کر کے وہ ایک تنگ سی راہداری میں سے ہوتا ہوا اُنکے پڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد راہداری کا اختتام ایک سنگل دیوار پر ہوا۔ عبد الناصر نے اس کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بہن دبایا تو سنگل دیوار تیزی سے کھسک کر ایک طرف پڑ گئی اور عبد الناصر اپنے ایک جھپٹ سے مکرے میں پہنچ گیا۔ یہاں ایک دیوار کے ساتھ ایک مشین نصب تھی جس پر مختلف زنگوں کے چھوٹے بڑے بلب بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔

”میں تمہیں الیسا انعام دوں گا ڈاکٹر مارٹن کم تیری روح صدیوں تک تڑپتی رہے گی۔“ — عبد الناصر نے پڑھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے پنچے حصے میں مرخ رنگ کا ہینڈل کھینچ لیا۔ ہینڈل کھینچنے ہی کرے کی سامنے والی دیوار درمیان سے پھٹ کر تیزی سے سائیڈوں میں پہنچی چلی گئی اور عبد الناصر مطمئن انداز میں دوسرا طرف ہو چود راہداری میں چلتا ہوا اُنکے پڑھتا گیا۔ اس راہداری کا اختتام لیبارٹری میں ہوتا تھا۔ راہداری کے اختتام پر دروازہ تھا۔ عبد الناصر نے اسے کھولا اور اُنکے پڑھ گیا۔ اب وہ لیبارٹری کے میں ہال میں موجود تھا جہاں ڈاکٹر زیدان اور اس کے ساتھ تین اور ڈاکٹر موبیود تھے۔

”بسلو ڈاکٹر زیدان۔ وہ ڈاکٹر مارٹن صاحب کو نہیں ہی۔ میں سب سے پہلے اپنیں مبارک باد دینا چاہتا ہوں؟“ — عبد الناصر نے مکراتے ہوئے ڈاکٹر زیدان سے منا طبہ ہو کر کہا۔

”میرا نام ڈاکٹر مارٹن ہے۔“ — ایک ادھیر عمر اُدمی نے اُنکے

پڑھتے ہوئے کہا۔

”اوہ کامیابی پر دل مبارک ہاد قبول کرد ڈاکٹر مارٹن۔“ — عبد الناصر نے مکراتے ہوئے کہا۔

”مشکریہ، واقعی یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ جانب عبد الناصر صاحب میں سیکشن کا راستہ کھول کر یہاں آنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔“ — ڈاکٹر مارٹن نے مکراتے ہوئے کہا۔

”سیما۔ کیا مطلب؟“ — عبد الناصر نے چونکہ کہا کیونکہ ڈاکٹر مارٹن کا یہ فخرہ کچھ عجیب ساختا۔

”مطلب ہے کہ آپ سے ملاقات ہو گئی۔“ — ڈاکٹر مارٹن نے مکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ بہر حال وہ فائل تجربہ، میں اسے جلد از جلد دیکھنا پا ہتا ہوں۔“ — عبد الناصر نے قدرے الجھے ہوئے لجھے میں کہا۔

”بالکل۔ بالکل آپ اسے دیکھو کر انہیں خوش ہوں گے۔“ — اس پار ڈاکٹر زیدان نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ایک ساٹھی کو اشارہ کیا تو اس نے ایک سائیڈ پر موجود بند میز کی سائیڈ پر لگا ہوا بہن دبایا تو میز کی سطح کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھ کر ایک سائیڈ پر ہو گئی۔

”لیجھے جا ب دیکھتے تجربہ۔“ — ڈاکٹر زیدان نے کہا اور عبد الناصر اُنکے پڑھا۔ اس نے اس حندوق نامیز کے اندر جھانک کاہی تھا کہ اس کا ذہن یکلغت ایک وہما کے سے جیسے اڑ گی۔

”لگ کر کے کیا مطلب؟“ — عبد الناصر کے منہ سے بلے اختیار لکھا۔

”تجربہ کیسار ہا جماد النہر۔“ — ڈاکٹر مارٹن نے اس بارا جنبی آواز میں مسکراتے ہوئے کہا اور بعد ان صرکولوں محسوس ہوا جیسے اس سے ذہن کو کسی نے پوری قوت سے لٹو کی طرح گھما دیا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے کیونکہ اس تے اس صندوق نہایت کے اندر ڈاکٹر زیدان کے ساتھ ساتھ سات اور انسانی لاشیں ایک دوسرے کے ساتھ پڑی ہوئی دیکھے لی جائیں اور اجنبی آواز کا مطلب ہھا کہ وہ مارٹن مر جائے گا۔

زیر و سیکشن کا اپنچارج سعد اپنے شیشے کے کیمین میں بیٹھا ایک سانسی رسالے کے مطابعے میں صرف تھا کہ اچانک ایک تیز سیٹی کی آواز اسے ہال سے سانی دی اور سعد یہ آواز سننے ہی بے اختیار اچھل پڑا۔ سیٹی کی آواز مسلم سانی دے رہی تھی۔ سعد نے رسالہ ایک طرف پھینکا اور رسیدھا ہو کر اس نے سانسی میز پر پڑی ہوئی مشین کے مختلف بیٹن دبانے شروع کر دیئے۔
”یہ، یہ یہماراڑھی کے میں سیکشن میں جانے والا راستہ کون کھول رہا ہے۔ باس نے تو فیصلہ کیا تھا کہ پرو جیکٹ مکمل ہونے تک راستہ نہ کھولا جائے گا۔“
سعد نے بڑا بڑا تھا ہوئے کہا کیونکہ اچانک سانی دینے والی سیٹی کی آواز بتا رہی تھی کہ راستہ کھولنے والی میں مشین کو آن کیا گیا ہے۔ بیٹن دستے ہی سیٹی کی آواز سانی دینا بنتہ ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی مشین کی ایک سائیڈ پر مختلف یامب تیزی سے جلنے بچھنے لگے اور ان بیجوں کے درمیان ایک جھوٹی سی سکریں روشن ہو گئی۔ اس پر جو منظر اُبھرا اسے دیکھ کر سعد کے منہ سے بے اختیار اطمینان

بھر اس سے نکل گیا کیونکہ سکرین پر چیف بس خود لفڑا رہا تھا، وہ اس وقت میں مشین کے اپریٹر ہو جانے کے بعد لیبارٹری کی طرف جانے والی راہداری میں سے گزر رہا تھا۔

چیف بس نے فیصلہ تبدیل کر دیا مگر کیوں۔ کم از کم قواعد میں طلبان مجھے تو مطلع کیا جاتا۔ سعدت ہونٹ چیخاتے ہوئے کہا۔

یہ بات طے تھی کہ جب بھی چیف بس میں مشین کا کوئی راست کھولے گا زیر دسکشن کو پیشکی اطلاع دی جائے کی تاکہ زیر دسکشن اس کی مکمل نگرانی کرتا رہے اور سمجھیش اسی طرح عمل ہوتا رہتا لیکن اج پہلی بار چیف بس نے اس کی خلاف درجی کی تھی اور زیر دسکشن کو اطلاع دیتے بغیر بھی لیبارٹری والا راست کھول دیا تھا اور اس بات پر سعد کو حیرت ہو رہی تھی۔ راہداری کی اس کرکے بس اور پنک سکشن میں پہنچ گیا۔ اس کے ہونٹ ہل رہے تھے اس نے سعدتے فوراً مشین کے دہن، باہیتے اور اس کے ساتھ ہی چیف بس کی بڑی بڑی بھتی جو اذ سنائی دی۔ وہ کسی ڈاکٹر مارٹن اور انعام کی بات کر رہا تھا۔ اسی لمحے سامنے والی دیوار کھل گئی اور چیف بس اسے کوئی کرکے دوڑی راہداری میں داخل ہو گی۔ سعدتے جلد ہی سے کچھ اور ہن درباریتے۔ اب زیر دسکشن اس لیبارٹری کو بھی چیک کر رہا تھا۔ یہ ایسا سسٹم تھا جس میں ایک جدید ساخت کی شواعون سے کام لایا جاتا تھا جو انی آنکھ سے نظر نہ آتی تھیں اس لئے کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ اسے کسی مشین پر دیکھا اور سنایا جا رہا ہے۔ چیف بس نے بڑی گراں تھیت ادا کر کے یہ سسٹم ایک نوجوان سانسدان سے خریدا تھا۔ اس راہداری کے اختتام پر دروازہ تھا۔ چیف بس نے دروازہ کھول اور اسے بڑھا گیا۔ اس کے ساتھ بھی سکرین پر منظر بدلا اور

لیبارٹری کا منظر نمودار ہوا جیاں سانسدان موجود تھے۔ ان کے بارے میں پر موجود سفید اور اُل سے اس نے انہیں پہچانا تھا درجہ اس سے پہلے اسے کبھی لیبارٹری چیک کرنے کی ضرورت بھی نہ پڑی تھی۔

”ہیلو ڈاکٹر زیدان، وہ ڈاکٹر مارٹن صاحب کو نے ہیں میں سب سے پہلے ہیں مبارک باد دینا چاہتا ہوں۔“ — چیف بس کی آواز سنائی دی۔ وہ ایک بلجے قد اور بھاری جسم کے ادمی سے مخاطب تھا اور سعد سمجھ گیا کہ یہی لیبارٹری کا اپنے اپنے اپنے ڈاکٹر زیدان ہے۔ اسی لمحے ایک اور سے ادمی نے اگے بڑھ کر اپنا تعارف بطور ڈاکٹر مارٹن کرایا تو چیف بس نے اسے مبارک باد دی اور اس کے ساتھ ہی فائل تجربہ دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔

”تو کوئی فائل تجربہ دیکھنے کے لئے چیف بس نے راست کھولا ہے۔“ — سعدتے بڑیڑا تھے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس ڈاکٹر مارٹن نے ایک بندہ میرز کی سانیدھ پر کوئی ہن دبایا تو میرز کا اپر کا حصہ کسی صدقہ کے ڈھکنا کی طرح کھل کر دوڑی طرف سگر گیا۔

”لیچھے جناب دیکھنے تجربہ۔“ — ڈاکٹر زیدان نے کہا تو سعدتے جلد کی سے ایک ناپ کو دھکا کر ایک ہن دبایا۔ اسی لمحے چیف بس نے اس صندوق کے انہ رجھان کا۔

”سک کسک، کیا مطلب؟“ — چیف بس نے حیرت سے پتختہ ہو کہا اور اس کے ساتھ ہی سعد بھی بے اختیار کر سی سے اچھل پڑا کیونکہ ناپ کھا اور ہن و بانے سے سکرین پر اس صندوق کا اندر وہی حصہ نظر آتے گیا تھا اور سعد کا دماغ بھی بھکر سے اڑ گیا کیونکہ باہر موجود افراد کی لاشیں اس صندوق میں پڑی ہوئی ساعت دھکائی دے رہی تھیں البتہ ان لاشوں کی تعداد زیادہ تھی۔

"تجربہ کیسار ہا بعد ان صرہ" — ڈاکٹر زیدان کے منہ سے اواز نکلی اور سعد کی انکھیں حیرت اور خوف سے چھپلی تھیں پھلی گئیں کیونکہ اس بار اداز بھی مختلف تھی اور لمبی تھی۔ اسی لئے اس نے چیف بائس کو ہرا کر شیخ فرش پر گرتے دیکھا تو اس کے ہوتے پہنچ گئے۔ اسے فرزی طور پر کسی شدید ترین خطرے کا احساس ہوا۔ اس کے ساتھ ہمیشہ سنے پہنچوں کی ادازیں نکلیں۔

"بلے چارہ عجم الدنا هر اس تجربے کو برداشت ہیں کر سکا؟" — اس ڈاکٹر زیدان نے اس بار ایشیائی زبان میں کہا اور اس بار سعد تبری طرح چونکہ پڑا اس کے ذہن میں فوراً ہمی پاکیشی سیکرٹ ایجنٹوں کا خیال آیا۔ "ادہ ادہ تو یہ بات ہے ادہ؟" — سعد نے اپنی بوجھ کے ہوئے لیجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہمی دوڑتا ہوا اس کی بنی سے لکھا اور ہال کے کونے میں ایک مشین کی طرف جھپٹا جیسے چیل گوشہ پر جھپٹی ہے۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے مختلف ٹین دبائے اور ایک ہینڈل کو کھینچا تو مشین ایک گونج کی اداز کے ساتھ ہمی خاموش ہو گئی اور سعد بے اختیار جھپٹے ہٹے گی۔ اس نے اس مشین کی مدد سے وہ راستہ دوبارہ بنند کر دیا تھا جس سے گزر کر چیف بائس لیبارٹری میں گیا تھا میکن بھر حال چیف بائس تواب بھی لیبارٹری میں ہی تھا۔ وہ اپس دوڑتا ہوا شیشے کے کیبن میں آیا تو سکرین اف بوچکی تھی۔ رات بنند ہونے سے زیرہ لائیں دلو بھی بند ہو چکی تھی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے فزن کا رسی پورا لٹھایا اور تیزی سے غربڑا مل کرنے مژدوع کر دیئے۔

"ایس ابوالحاصل بول رہا ہوں؟" — رابلط قائم ہوتے ہمی ابوالحاصل کی اداز سنافی دی۔

"غصب ہو گیا ابوالحاصل" میں سعد بول رہا ہوں زیر و سکشن سے چیف بائس

دشمنوں کی قیہ میں ہیں اور دشمنوں نے لیبارٹری پر قبضہ کر رکھا ہے۔ غصب ہو گیا ہے ابوالحاصل" — سعد نے حلتوں کے بل چھینتے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو سعد۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو کیا کہہ رہے ہو۔ کن دشمنوں کی بات کر رہے ہو اور چیف بائس کے متعلق کیا کہہ رہے ہو؟" — دوسری طرف سے ابوالحاصل کی انتہائی حیرت بھری اداز سنافی دی۔

"حمد میں بتانا ہوں تمہیں کہ کیا ہوا۔ میں زیر و سکشن میں بدیچھا سختا کر لیبارٹری دالے راستے کو کھولا گی۔ مشین کی مخصوص سیٹی نے مجھے چونکا دیا۔ میں نے چیک کیا تو پتہ چلا کہ لیبارٹری دالا راستہ چیف بائس نے کھولا ہے بغیر مجھے اطلاع دیے۔ میں حیران ہو گیا لیکن میں دیکھتا رہا چیف بائس لیبارٹری پہنچے اور وہاں ڈاکٹر زیدان اور دوسرے سامنہ دان موجود تھے پھر ایک صست دق نما میز کھوئی گئی اور ابوالحاصل اس میں اپنی سامنہ دان کی لاشیں موجود تھیں جو باہر کھڑے تھے اور اسی لئے اس ڈاکٹر زیدان نے ایشیائی زبان میں بات کی اور پھر چیف بائس اس منظر کو دیکھ کر بیہو ش ہو گئے۔ میں نے فوراً ہمی دہ راستہ بند کر دیا تھا جس سے گزر کر چیف بائس لیبارٹری میں گیا تھا میکن بھر حال چیف بائس تواب بھی لیبارٹری میں ہی تھا۔ وہ اپس دوڑتا ہوا شیشے کے کیبن میں آیا تو سکرین اف بوچکی تھی۔ رات بنند ہونے سے زیرہ لائیں دلو بھی بند ہو چکی تھی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے فزن کا رسی پورا لٹھایا اور تیزی سے غربڑا مل کرنے مژدوع کر دیئے۔

"ادہ ادہ ویری بید" ، اس کا مطلب ہے کہ یہ سیکرٹ ایجنٹ شغل میں ہلاک نہیں ہوئے بلکہ لیبارٹری کے اندر ہتھ پخ گئے، ویری بید — تم کسی طرح اس لیبارٹری میں کوئی ایسی گیس ڈال سکتے ہو جس سے یہ بیہو ش

کیمین میں موجود سکرین روشن ہو چکی تھی اور اس میں لیبارٹری کا منظر نظر آ رہا تھا۔ لیبارٹری کے فرش پر وہ ساندھان ٹرپٹھے میرٹھے انداز میں پڑتے ہوئے تھے۔ چیف بام بھی وہیں پڑا دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ تو یہ تو اصل ساندھان ہیں۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ:—" ابوالعاصم نے انہمی حرمت پھرے ہجھے میں کہا۔

"اصل لاشوں کی صورت میں اسی صندوق نامیز کے اندر پڑتے ہیں میں تھے خود دیکھتے ہیں۔ اب انہوں نے صندوق بند کر رکھا ہے؟—" سعد نے کہا تو ابوالعاصم نے اثبات میں سر بلادیا۔

"لیکن یہ تو مجھے زخمی نظر آ رہے ہیں؟—" ابوالعاصم نے کہا۔

"یہ میک اپ میں میں باس تھیں پڑا ہوا نظر نہیں اُرہا۔—" سعد اپنی بات پڑاڑا ہوا تھا۔

"او۔ کے پھر ان کا فوری خاتمہ ضروری ہے۔—" ابوالعاصم نے مرٹتے ہوئے کہا لیکن سعد نے بھی ساتھ پہنچنے کی خواہش خلاہ بر کر دی۔

"ٹھیک ہے آ جاؤ۔—" ابوالعاصم نے کہا اور سعد نے جلدی سے مشین افت کی اور پھر تیزی سے کیمین کی ایک سائیڈ پر موجود المارٹی کھول کر اس نے اس میں سے ایک مشین گن نکالی اور ابوالعاصم اور اس کے ساتھیوں کے کے پیچھے درپڑا۔ وہ اب فاسا پر جوش نظر آ رہا تھا۔

ہو جائیں۔—" ابوالعاصم نے بھی چنتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ، ہاں ہاں مجھے یاد آ گیا، باسکل باسکل ہو سکتا ہے۔—" سعد نے چنتے ہوئے کہا اور زیر دکڑ کریدل پر پٹخ کر دے ایک بار بچر دوڑتا ہوا مال میں آگیا اور اس نے ایک اور مشین کے اور پر لگا ہوا ہن دبایا اور اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ پسندہ منت بعد جیسے بھی اس نے مشین پند کی اسی لمحے ایک بلہ اڑانکا آدمی دوڑتا ہوا بال میں واصل ہوا۔ اس کے ساتھ دو اور آدمی بھی تھے یہ بلاشک سیکشن کا اپنارج ابوالعاصم اور اس کے ساتھی تھے۔

"کچھ ہوا۔—" ابوالعاصم نے کہا۔

"ہاں میں نے زیر دلیبارٹری میں زیر دنک ایک گیس پھیلادی ہے اس سے وہ سب زیروش ہو چکے ہوں گے، چیف بام سمیت؟—" سعد نے کہا۔

"پہلے چکیک کرلو، یہ انہمی خطناک ایجنسٹ ہیں؟—" ابوالعاصم نے

"چکیک کرنے کے لئے راستہ کھولنا پڑے گا تب بھی زیر دنک اون پوگی،" سعد نے جواب دیا۔

"جب وہ زیروش ہو چکے ہوں گے تو پھر راستہ کھولنے میں کیا خوف ہے جلدی کرو، ہم نے بھی تو انہیں بلکر کرنے جانتے ہیں۔—" ابوالعاصم نے کہا تو سعد سر بلاتا ہوا اس مشین کی طرف بڑھ گیا جسے پہلے آپریٹ کر کے اس نے راستہ بند کیا تھا۔ مشین کو آپریٹ کر کے وہ تیزی سے مرٹا اور کیمین کی طرف درپڑا۔ راستہ کھل چکا تھا اور اب وہ ان کی پوزیشن زیر دنک لائن پر چکیک کرنا چاہتا تھا۔ ابوالعاصم اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچے تھے۔

اور ڈاکٹر اس کا روپ دھارا تھا۔ اس طرح صدر اور ابو سعید پر بھی اس نے ان میں سے دو سائنسدانوں کامیک اپ کر دیا تھا البتہ چونکہ ان سائنسدانوں میں کوئی خودت نہ تھی اس لئے جو یا کام مسئلہ تھا لیکن اب ظاہر ہے وہ اسے نہ کہیں چھپا سکتا تھا نہ ہی وہ اسے یہاں رکھ کر رک نے سکتا تھا چنانچہ اس نے اس کے چہرے پر مردanza میک اپ کر دیا تھا۔ اور اب ایک نوجوان سائنسدان ہگ رہی تھی۔ ان میں ایک نوجوان سائنسدان بھی موجود تھا جس کے سر میں گولی لگی تھی، جو لیا نے اس کا بہاس پہن لیا تھا جو اس کے جسم پر فاصلہ و چیلہ تھا۔ اس طرح وہ بظاہر دیکھنے سے مرد ہی ہگ رہی تھی۔ سب سے آخر میں عمران نے اپنا میک اپ کیا۔

”اب ان سب کو اٹھا کر اس صندوق نامیز میں ڈال دو تاکہ شعبدہ گر عین موقع پر ہی شعبدہ دکھا سکے۔“ — عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے لاٹھوں کو اٹھا اٹھا کر اس صندوق میں ڈالا۔ صندوق کر دیا جبکہ عمران اس پر وچکٹ کل ٹلف بڑھ گیا۔ اس نے اسے نسالع کرنا متذورع کر دیا۔ ھٹوڑی دیر بعد اس نے اطمینان کا ایک طویل سالنس لیا۔ ایک جو کچھ ان لوگوں نے کیا تھا اس کا عمران نے خاتمہ کر دیا تھا۔ چونکہ وہ سائنسدان بلکہ جو بچکے تھے اس لئے ظاہر ہے اس پر وچکٹ کا فارمولہ بھی ان کے ساتھ ہی ختم ہو گیا تھا۔

”تمہارے ذہن میں آخر پلانگ کیا ہے؟“ — جو لیا نے کہا۔

”شعبدہ گر سے شعبدہ کی تفصیلات بھیں پوچھی جاتیں صرف شعبدہ دیکھا جاتا ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بھر اس نے میز پر رکھے ہوئے ذون کا رسیور اٹھایا۔

”یہ سیکرٹری ٹری ٹو چیف باس؟“ — رسیور اٹھاتے ہی ایک

”اب میں اس عبید الناصر کو اس کے بل سے نکال لاؤں گا۔“ — عمران نے میک اپ سے فارغ ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ساتھیوں سمیت لیبارٹری میں موجود تھا۔ یہاں پہنچتے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہاں موجود سائنسدانوں کو بھی ختم کرنا پڑا اسیونکہ ایک سائنسدان نے بھلی کی سی تیزی سے ایک بوتل میں موجود قابل جراشم عمران پر بھینکنے چاہئے تھے اور عمران کو مجروراً فائز کھولنا پڑا اور اس کے فائز کھولنے کے بعد میں گولیاں سب سائنسدانوں کو پٹل کے ٹریکر دیا دیئے اور نتیجہ یہ کہ ایک لمحے میں گولیاں سب سائنسدانوں کو چاٹ کیں۔ اس کے بعد عمران کے کہنے پر ڈاکٹر زیدان کی لاش بھی اس ڈاکٹر دالے کمرے سے یہاں لائی گئی اور صدر نے ایک میک اپ باکس بھی تلاش کر دیا۔ اچنا پنجہ عمران نے ایک پلانگ کے تحت اپنا اور اپنے ساتھیوں پر ان سائنسدانوں کامیک اپ مترذوع کر دیا۔ تنور کا قدو قامت چونکہ ڈاکٹر زیدان سے ملتا تھا اس لئے اس نے تنور کو ڈاکٹر زیدان بنادیا تھا اور خود اس نے ایک

آواز سنائی دئی۔

”ڈاکٹر زیدان بول رہا ہوں۔ فوراً چیف بیس سے بات کرو۔ اٹ اڑائیں گے“
عمران نے ڈاکٹر زیدان کے پیچے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیں سر ہولہ آن کریں“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند
لحنوں بعد سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔ وہ عمران کو بات کرنے کے لئے کہہ رہا تھا۔

”ہیلو۔ ہیلو ڈاکٹر زیدان بول رہا ہوں“ — — — عمران نے کہا۔

”لیں ڈاکٹر عبید اننا صر بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کمال کی ہے۔“
دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”باس انتہائی زبردست خوشخبری ہے۔ ڈاکٹر مارٹن نے حیرت انگریز کار نامہ
سرانجام دیا ہے۔ پر جیکٹ مکمل ہو چکا ہے۔“ — — — عمران نے انتہائی
پرجوش پیچے میں کہا۔

”پر جیکٹ مکمل ہو گیا ہے۔ ابھی سے، وہ کیسے۔ ابھی تو تم کہہ رہے
تھے کہ خاصاً عرصہ لگ جائے گا۔ ابھی وہ رکاوٹ دور ہو رہی ہے۔“ —
عبدالناصر کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور عمران نے جواب میں اسے بتایا کہ
کس طرح بھرپوری زام فور کے استعمال کرنے سے غیر متوقع طور پر حیرت انگریز ناچ
سامنے آئے ہیں اور پھر بھوڑی دیر کی گفتگو کے بعد آخر کار عمران اپنے مقصد
میں کامیاب ہو گیا اور پھر فائل تجربے کا کہہ کر اور ڈاکٹر مارٹن کو انعام دینے کی
کی بات کر کے آخر کار اس نے عبدالناصر کو اس بات پر اعتماد کر لیا کہ وہ لیباڑی
میں آجائے۔

”ویکھا آخر کار میں نے شعبدہ دکھا ہی دیا کہ وہ میں سیکشن سے یہاں آنے
پر تیار ہو گیا۔ اب دوسرا ستعبدہ وہ دیکھنے گا۔“ — — — عمران نے ریسیور رکھ کر

مکراتے ہوئے کہا۔

”اپنے نے دائمی شعبدہ دکھایا بت عمران صاحب۔ ورنہ یہ چیز بلکہ
انتہائی وہی ادمی ہے۔“ — ابو بخش نے مکراتے ہوئے کہا۔

”اب ہم نے انتہائی محاط بنا بے کیونکہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ وہ مخصوص
راستہ کہاں سے منودار ہو گا۔“ — — — عمران نے کہا اور سب ساختوں نے سر
پلا دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ تک انتظار کے بعد اچانک لیساڑی ہال کے مشرق
کی طرف موجود ایک بندہ دروازہ کھلا اور ایک ادمی اندر داخل ہوا۔ چونکہ عمران
ہادام ناؤ سے اس کا حلیہ معلوم کر چکا تھا اس لئے وہ دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہی
عبدالناصر ہے اور پھر جب وہ بولا تو عمران کو مکمل یقین ہو گیا۔ اس نے آتے
ہی ڈاکٹر مارٹن کا پہچھا اور عمران نے اس کے بڑھ کر اپنے آپ کو ڈاکٹر مارٹن کے
طور پر متعارف کر دیا کیونکہ عبدالناصر کے اس طرح پوچھنے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا
کہ وہ ہرف ڈاکٹر زیدان کو جانتا ہے باقی کسی سے تعارف نہیں ہے۔ عبدالناصر
نے عمران کو مبارک باد دینے کے بعد فائل تجربے کی بات کی تو عمران نے اس حصہ واقع
نمایمیز کا ہٹن دیا اس کا ڈھنکا کھل کر دوسری طرف گر گیا۔

”لیجھے جناب دیکھنے تجربہ۔“ — اسی لمحے تویر نے کہا اور عبدالناصر
نے اس کے بڑھ کر جیسے ہی حصہ واقع کے اندر پڑی ہوئی سائنسہ النول کی لاشیں دیکھیں
وہ بُری طرح اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ انتہائی حیرت سے یکلمنٹ بگڑا گیا تھا۔

”لگ کنک کیا مطلب۔“ — عبدالناصر کے دمہ سے بے احتیاز کلکا۔

”تجربہ کیسار ہا جدالناصر۔“ — اس پار عمران نے اپنی اصل آواز
میں کہا تو عبدالناصر کا بگڑا ہوا چہرہ انتہائی تیزی سے بگڑا اور اس کے ساتھ ہی
وہ ہمراکہ پیچے فرش پر گرا۔ وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

"بس اس بستے پر حیف باس بنتے ہوئے تھے: — عمران نے مکراتے ہوئے کہا اور اس کے سارے ساختی بے اختیار ہنس پڑے۔ مگر اسی لمحے کھٹاک کھٹاک کی تیز اوازیں اس دروازے کی عقبی طرف سے گونجیں جس میں سے گزر کر جدالناصر آیا تھا اور اس کے ساتھی ہی چھت کے ایک فانے میں ہلکی سی کنک کی اواز ابھری اور پھر فاموشی چھا گئی۔ اور اودہ ویری بیٹھ راستہ بند کر دیا گیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ ہمیں چکر کیا جا رہا ہے: — عمران نے اچھلتے ہوئے کہا، "اوہ پھر فوراً یہاں سے نکل ملپیں کمیں وہ پھر گولیوں کی بارش نہ کر دی۔ ابو الجند نے بھگرائے ہوئے بیجھ میں کہا۔

"جلدی کرو! اس صندوق سے لاٹیں لکھاں کر یہاں اوہرا دھر فرش پر لٹاد جس جگہ تم کھڑے ہیں۔ لاٹیں اس طرح ڈالو کر چھت سے دیکھنے سے ان کے پھرے نظر آئیں، جلدی کرو!" — عمران نے چینختے ہوئے کہا، اس کے ساتھ ہی اس نے جھٹک کر ڈاکٹر زیدان کی لاٹیں کو بازو سے پکڑ کر باہر کھینچا اور ایک طرف فرش پر لٹانا شروع کر دیا۔ باقی ساختی بھی اس کے اس حکم کی وجہ سے سمجھنے سکنے کے باوجود لاسغوری طور پر اس کی تعمیل میں لگ گئے اور جنہے لمحوں بعد وہ لاسٹوں کو باہر لٹا پکے تھے۔

"باقی لاسٹوں کو اوہر دسرے کمرے میں ڈال دو، جلدی کرو!" — عمران نے کہا اور باقی تین لاسٹوں کو اس کے ساختیوں نے اٹھا کر ملحوظ کرے میں جا چینکا اور عمران نے ٹوٹن دبا کر صندوق بند کر دیا اور اپنے ساختیوں کو لے کر وہ فوری طور پر راہداری میں آگی راہداری کا دروازہ اس نے فراسا کھلا رکھا تھا جہاں سے بیمار ٹری واصفع طور پر نظر آرہی تھی۔

"مجھے یقین ہے کہ بیہو شش کرنے والی لگیں کافاڑ ہو گا اس لئے جیسے ہی میں وہ کہوں تم نے سانس روک لیتے ہیں۔ میری ناک ضرورت سے زیادہ لمبی ہے اس لئے میں اسے سونا کھو لوں گا۔" — عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد اچانک اس کے منہ سے دن مکمل اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود بھی سانس روک لیا۔ چھت سے نیلگوں رنگ کے دھویں کا مرغولہ اٹھتا ان سب کو نظر آگئا تھا عمران نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔ دیسے لگیں کے رنگ کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ عام طور پر استعمال ہونے والی ذیر و فاک لگیں ہے جو اسہانی زود اثر ہونے کے ساتھ ساتھ فوڑا ہی اپنے اڑاتے بھی ظاہر کر رہی ہے۔

عمران سہیت سب ساختیوں نے سانس روک کے ہوئے تھے اور عمران دل ہی ول میں سوتاک گئی۔ گھنڑا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کے ساتھی زیادہ دیر تک سالش نہ روک سکیں گے۔ جب گئنی پوری جو گئی تو عمران بول پڑا۔

"ون: — عمران نے وہی پہلے والا اشارہ استعمال کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ساختیوں کی تیز تیز سانس لینتے کی اوازیں ابھریں اور پھر اس سے پہلے سر کوئی مزید بات ہوتی اچانک اس دروازے کے پیچے سے دیکھنے سے دوبارہ دیسی اوازیں ابھریں جہاں سے بعدالناصر آیا تھا جیسی اس کے اے سے پہلے نانی دی سمجھنے سکنے کے باوجود لاسغوری طور پر اس کی تعمیل میں لگ گئے اور جنہے اس کے ساختہ بھی چھت کے اس خانے سے کھا کی ہلکی سی اواز ابھری اور عمران سے بیوی پر ہلکی سی مسکراہٹ کی لکیر پھیل گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی پلانگ کامیاب ہو گئی ہے۔ وہ اب یہی سمجھیں گے بعدالناصر کے ساتھ عمران اور اس کے ساختی بھی لیبارٹری میں بیہو شش پڑے ہوئے ہیں اور عمران یہی تاثر پیدا کرنا چاہتا تھا کہ وہ مٹھن ہو کر یہاں اسکیں درد راستہ بند ہو جانے سے عمران اور اس کے ساختی ایک بار پھر ہیں گئے تھے، ہر قبضہ جدالناصر کی موت ہی مسئلے کا حل نہ تھا

بوجگانو نظم کے اصل بیڈ کوارٹر کا خاتمہ ہونا خزدگی تھا۔

چھر لقریباً چھے سات منٹ بعد اچانک مین سیکشن سے آئے والا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چار آدمی با ہتھوں میں مشین گنیوں نے تیزی سے اندر داخل ہوئے اور اس کے ساتھ ہی یہاڑی مشین گنوں کی ریٹ ریٹ سے گونج آٹھی۔ فرش پر پڑی ہوئیں لاشوں میں مشین گنوں کی گولیاں اترنی تبارہ ہیں اور عمران کے ساتھی عمران کی اس پیشہ میں اور اس کی پلانگ پر صرف حیران ہو رہے تھے بلکہ انہیں الیا محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ گولیاں ان لاشوں کی بجائے ان کے جسموں میں آتے رہی ہوں کیونکہ اگر عمران ان کے ساتھ ہے تو یقیناً اس وقت یہی منظر ہوتا کہ وہ یہاڑی کے فرش پر ہوش پڑے ہوئے اور چار افراد ان کے جسم چھلنی کر رہے ہوئے۔

یہ کافی ہے۔ اب ان کی موت میں کوئی شک نہیں رہا۔ اب چیف کو ہوش میں لے آؤ۔ — اچانک ایک آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی فائزگر اک گنی لیکن دوسرے لمحے عمران کے ہاتھ میں موجود مشین پیل چلنے کی اواز کے ساتھ ہی یہاڑی ان چاروں کی چینیوں سے گونج آٹھی۔ اس کے ساتھ ہی عمران اچھل کر یہاڑی میں داخل ہو گیا۔ اس کی فائزگر نے ان چاروں کی مشین گنوں کو ان کے ہاتھوں سے نکال دیا تھا۔ وہ چاروں چینیوں ہوئے لپٹے زخمی ہاتھ پکڑے لقریباً دو ہرے ہو رہے تھے۔

لاشوں پر گولیاں برسانا پہاڑی کے ذریعے میں شامل نہیں ہوا کرتا۔ — عمران نے مکجا تھے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھی بھی مشین پیل اٹھائے اندر داخل ہو گئے اور ان چاروں کی آنکھیں خوف سے لقریباً چھٹ سی گئیں۔

۰ تبت تبت تم زندہ ہو ۔ — اسی آدمی نے جس نے فائزگر رکھنے کا کہا تھا پھٹے پھٹے ہجئے میں کہا۔

”ہاں، اس لئے ہاتھ سر پر رکھ لو درہ کھو پڑیاں اڑ جائیں گی۔ — عمران نے مرد ہجئے میں کہا تو ان چاروں کے ہاتھ بے اختیار اٹھ کر ان کے مردوں پر ہٹخ گئے۔

” دیوار کی طرف منہ کر لو، ہم اسلوچیک کر لیں پھر تم سے اطمینان سے باہم ہوں گی اور اگر تم نے کوئی ہوشیاری دکھانے کی کوشش کی تو پھر تمہیں انی مردہ سائنسہ اوزن کی رو جوں سے ساتھ بات چیت کرنی پڑے گی۔ — عمران نے کہا اور وہ چاروں تیزی سے ہڑتے اسی لمحے ایک آدمی نے یک لختہ جلدانگ لگا کر اس دروازے سے نکلنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے مشین پیل کی تڑتڑاہٹ سے ساتھ ہی وہ چینا اور منہ کے بل پیلے دروازے سے نکرا یا اور پھر سچے گرگی۔ وہ صرف چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گی جبکہ باقی افزادے دیوار پر ہاتھ رکھ دیئے تھے ان کے جسم ابتداً بستہ ملزربت ہے تھے۔ عمران نے مردیا کرا پٹے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا۔

” ان کی چیزوں سے اسلوچن کمال لو ۔ — عمران نے مخصوص اشارہ کر کے زبان سے کہا اور اس کے ساتھ ہے وہ ایک آدمی کی طرف خود بھی بڑھ گیا جبکہ دو کی طرف تنویر اور صفائحہ بڑھتے تھے۔ صفائحہ نے ابو بجہد کو اشارہ کر کے روک دیا تھا۔ جبکہ جو یہاں نے مرے سے حرکت ہی نہ کی تھی۔ پھر عمران، صفائحہ اور تنویر کے بازوں پیک وقت حرکت میں آتے اور ان تینوں کی کھوپڑیوں پر مشین پیل کے دستے پوری قوت سے پڑتے اور وہ سب چینیتے ہوئے سچے گرے ہی تھے کہ ان تینوں کی لاشیں حرکت میں آئیں اور ان کی کنٹیوں پر پڑنے والی لاتوں کی ہزاروں نے انہیں فوراً

ہی بے حس و حرکت کر دیا۔

"ابو سجاد، رسایاں ڈھونڈ لکھ کر اس چھپتی باس سمیت ان ٹینوں کو باندھ لو۔ جو لیا تھا میرے کی۔ ہم اس دوران ہیڈ کوارٹر کو چکیں کر لیں۔" — حران نے کہا اور جو لیا اور ابو سجاد کے میراٹ نے پردہ تیزی سے دروازہ کھول کر اندر لے گئی میں داخل ہو گئے۔

درد کی ایک تیز بہر عبد الناصر کے جسم میں دڑپی اور اس کے ساتھ اسی اس کے سوئے ہوئے ذہن کو جیسے کسی نے جھینجھوڑ کر جگایا۔ اس کی انکھیں ایک چھپکے سے کھلیں اور اس نے لاشٹوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن "مرے لمحے خود بخود اس کے منہ سے ایک طویل سائنس نکل گیا کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کا جسم رسمیوں سے بندھا ہوا تھا اور وہ کسی بڑی جیپ کے عقبی حصے میں فرش پر پڑا ہوا تھا جبکہ جیپ کے اس عقبی حصے میں چار افراد سیٹوں پر موجود تھے اور جیپ جس انداز میں ہمپکو لے کھا رہی تھی اس سے وہ سمجھ گیا کہ جیپ ریت پر حل رہی ہے۔

"اسے ہوش آگیا ہے۔" — اسی لمحے ایک اُدمی نے دمرے سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مبارک ہو۔ یہ تو بڑی خوشخبری ہے۔" — دمرے نے مکراتے ہوئے کہا۔

"تم سے توبات کرنا ہی ممکن ہے۔" — پہلے اُدمی نے جملائے

ہوئے بیج میں کہا۔ "جہاں شیطان موجود ہو وہاں مصیبت تو ہر حال اُتی ہی ہے: — اس اُدمی نے پہلے جیسے رثارت بھرے ہے مجھے میں کہا۔

"یہ تم مجھے شیطان کہہ رہے ہو یا اپنے آپ کو: — اس بار پہلے اُدمی نے غماڑتے ہوئے کہا اس کا انداز ایسا تھا جیسے دو ابھی دوسرے اُدمی سے رُڑ پڑے گناہ۔

"ادے ارے بُوگاون کے چینی کی موجودگی میں تم کیسے عذر از حاصل کر سکتے ہو۔ بُوگاون کا سُنی ہے شیطان: — اس اُدمی نے جواب دیا اور اس بار پہلا اُدمی پہلے افسیار ہنس پڑا، عبدالناصر کے ذہن میں مسلسل وھم کے ہو رہے ہے تھے وہ جس حالت میں پڑا تھا اور جو لوگ اس سے گرد موجود تھے اس سے تو صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ لوگ وہی خعلناک پاکیشی ایکٹر ایجنٹ ہیں لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ اس سے ہمیڈ کوارٹر سے کیسے نکال لائے اور اب کہاں جا رہے ہیں۔ سعد ابوالعاصم اور ہمید کوارٹر میں موجود دوسرے آہمیوں کا کیا ہوا۔ یہ صاری باہمیں اس کے ذہن میں گढ़دہ سی ہو رہی تھیں۔ لیکن ظاہر ہے وہ اپنے طور پر کسی سوال کا جواب حاصل نہ کر سکتا تھا۔ اسی لمحے جیپ ایک جھٹکے سے رُک گئی اور وہ چاروں تیزی سے جیپ سے پنجھے آگے جبکہ وہ اسی طرح جیپ کے دریافتی حصے میں بندھا ہوا پڑا رہا۔ اس کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے باندھے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی پیر رحمی۔ اس نے ایک جھٹکے سے اپنے اوپر والے جسم کو اٹھانے کی کوشش کی اور تھوڑی دیر کی کوششوں کے بعد وہ اُنھی کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ باہر سے مختلف ملی جلی اوازیں اسے نایا دے رہی تھیں اور اوازوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ باہر صرف رہی چار بھی نہیں اور بھی بہت سے لوگ ایں لیکن عبدالناصر

کی پوری توجہ فی الحال اپنے آپ کو کسی طرح آزاد کرنے پر مرتکن سختی کے ان کی گرفت سے فرار ہونے کی کوئی کوشش کی جاسکتی تھی۔ اس کے جس کی ساید سیٹ کا سہارا یا اور پھر اُنھی کھڑے ہونے کی کوشش مرداغ کروی اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد اُنھی کھڑا آئنہ ہو سکا البتہ وہ جیپ کی ایک نشت پر پیٹھ جانے میں کامیاب ہزور ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے اوپر والے جسم کو آگے کی طرف جھکایا اور اس کے درونی بازو مڑا مگر اس کے سر کے اوپر سے ہوتے ہوئے آگے کی طرف ہو گئے۔ کوئی طرح اس کے بازو مڑا گئے تھے اور ان میں شدید تکلیف محسوس ہونے لگ کی تھی لیکن آزادی ایک ایسا لفڑا تھا جس نے یہ ساری تکلیف و قہقہی طور پر فراموش کر دی تھی۔ اس نے اپنے پنچھے جسم کو سیٹ پر پیٹھ کی طرف دھکیل اور چند لمبوں بعد اس کے بندھے ہوئے لیکن مرد ہوئے ہاتھ اس کی پنڈیوں پر اس جگہ تک پہنچ گئے جہاں رسی بندھی ہوئی تھی۔ اس نے جلدی سے انگلیوں کو حرکت دی اور ایک لمحے بعد اس کی انگلیاں اُسی رسی کے سرے کو پکڑ لینے میں کامیاب ہو چکی تھیں جس سے گامنہ باندھی گئی تھی اس نے ایک جھٹکے سے رسی ٹھیکی اور اس کے ساتھ ہی کامنہ کھصلی اور اس کے پیر رحمی کی گرفت سے آزاد ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے کھسکتا ہوا جیپ کی اندر ہوئی بندھ ساید کی طرف ہو گیا جہاں جیپ کے ڈرائیور نگ کیسین کی لپٹت تھی۔ وہاں دریان میں شیئٹے کی ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جو بندھ تھی البتہ اس کا کنارہ تھوڑا سا اکھڑا ہوا تھا۔ اور اس نے لامنہ آگے کر لینے کی وجہ سے کلامیوں میں بندھ ہوئی گامنہ کا آہ ازاہ چیک کر لیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس کنارے کو گامنہ کی ایک قدرے ڈھیصلی رسی کے دریان داخل کرنے کے بعد وہ جھٹکے سے اس گامنہ کو کھول لینے میں کامیاب رہے گا اور ایسا ہی ہوا۔ چند لمبوں کی کوششوں کے بعد

اس کے پلاٹھے آزاد ہو چکتے تھے۔ اب آزاد ہونے کے بعد مسلکہ یہاں سے فرار کا تھا وہ تیرزی سے جیپ کے کھلے حصے کی طرف بڑھا۔ اسے اب آوازیں جیپ کے دریمگ کی بن کی طرف سے اڑ رہی تھیں۔ اس نے سر باہر نکال کر جھانکا تو اس کا دل مررت سے منور ہو گیا کیونکہ وہ جیپ صحرائی موجود بڑے بڑے ٹیلوں کے قریب موجود تھی اور اس طرف کو کوئی آدمی نہ تھا۔ وہ کسی سانپ کی سی تیز رفتاری سے جیپ سے پہنچے اُڑا اور بجلی کی سی تیزی سے ایک ٹیلے کی اڈت میں چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے پورے جسم کی قوت لگا کر ان ٹیلوں سے پچھے ہی پچھے دُڑنا شروع کر دیا چونکہ وہ ان صحراوں سے ماوس تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ اس طرح وہ جیپ والوں کی نظریوں سے بچا رہ سکتا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی اس کے فرار کا عملم ہو گا وہ لوگ جیسوں کے ذریعے اس پورے علاقے کو چھڑ لیں گے اس لئے وہ کسی بالیسی صحرا کی طرح اپنے پورے جسم و جان کی طاقت سے بجاگ رہا تھا جس کے سچے خونخوار بھر دیجئے لگئے ہوئے ہوں، دور دور تک نئی ودقی صحرا پھیلا ہوا تھا۔ اس کا پورا جسم یعنی میں بڑا بور ہو گیا تھا لیکن وہ مسلسل دوڑ رہا تھا۔ اس کی نظری بار بار کسی سلطنت کی تماشی میں صحرا کو دیکھ رہی تھیں لیکن دور دور تک صرف ریت سے چھوٹے بڑے ٹیلے ہی نظر آ رہے تھے۔ اس کا سانس بُری طرح پھول گیا تھا اور آخر کار وہ ایک جھٹکے سے ریت پر گرا۔ اور بُری طرح ہانپہنچ لگا۔ اسے سخت پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اٹھ کر بھر دوڑ پڑے لیکن مسلسل تیرز دوڑنے کی وجہ سے اس کا جسم جیسے بے جان سا ہو گی تھا اور سانس کسی طور ہی قابو میں نہ آ رہا تھا اس لئے وہ وہیں ٹیلے کی جڑ میں پڑا ہاں پسارتا رہا۔ اچانک دور سے اسے جیپ کی اُواز سنائی دی، تو وہ بے اقتدار اٹھا اور اس سے ساتھ ہی اس نے تیرزی سے دونوں ہاتھوں سے

ریت ہٹانی متردع کر دی۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی کہ وہ اپنے اپ کو ریت میں چھپا لے تھوڑی دیر بعد اس کا جسم ریت کے اندر غائب ہو چکا تھا اور وہ اوندو ہے منہ پڑا تھا۔ اس کے سر پر بھی ریت کا ڈھیر تھا۔ بس ناک اور انکھوں کے سامنے ریت ہٹی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے وہ سانس بھی لئے رہا تھا اور اس طرف کو دیکھ بھی رہا تھا جس طرف سے جیپ کی اُواز سنائی دے رہی تھی اور چند لمبوں بعد ایک بڑی سی جیپ نمودار ہوئی اور بھر جمد الماء نے اپنا سانس بھی روک لیا لیکن دوسرے لمحے اس کا مشوری طور پر رکا ہوا سانس لا مشوری طور پر رک گیا کیونکہ جیپ تیرزی سے اس ٹیلے کی طرف بڑھی چلی اُرہی تھی جس کی جڑ میں وہ پڑا ہوا تھا۔ چند لمبوں بعد جیپ اس سے ذرا دور ایک جھٹکے سے رکی اور اس کے ساتھ ہی ایک اُواز سنائی دی۔

”وہ اس ٹیلے کی جڑ میں چھپا ہوا ہے۔“ اور اس فقرے کو سنتے ہی عبد الماء کے دل و ذہن میں الیسی مالیسی کی ہٹرا بھری کہ اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔ اسے ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس فقرے نے اس کے دل کو دائمی حیر کر رکھ دیا ہوا اور بھر اس کے جو اس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔

اس پر موجود بہت سے چھوٹے بڑے ٹین تیزی سے جلنے بھئے لگ گئے۔
لیکن دریان میں موجود ایک بڑا سا بلب دیسے ہی بجھا ہوا تھا۔ عمران عورت
سے اسے دیکھتا رہا اور پھر اس نے اس کے ٹین آف کرنے مژدوع کر دیے۔
”بات ہمیں بنی۔ اب اس جگہ کو کھونا پڑے گا۔“ — عمران نے
مشین کو اٹھا کر ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

”جیپ سے سلیچے لے آؤ۔“ — عمران نے کہا اور صفردار اور
تتویر تیزی سے باہر کی طرف مرڑ گئے، لقریباً چار پانچ منٹ بعد وہ واپس
آئے تو ان کے باختوں میں سلیچے موجود تھے اور انہوں نے کھدائی کے ماہر
مزدوروں کی طرح کھدائی مژدوع کر دی۔ جو لیما اور ابو بجد ایک طرف خاموش
ریست کے اس دیس و علیضی صحرا کے تقریباً وسط میں ایک پرانی سی کھڑے تھے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے کافی ساری کھدائی کر دالی جو نکہ سلیچے
عمارت موجود تھی جو کہ اب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکی تھی لیکن اس کے ایک
ٹوٹے چھوٹے کے فرش پر عمران اور اس کے ساتھی جھکے ہوئے تھے۔ ”بس کافی ہے، اب انک بھجوائے گا۔“ — عمران نے کہا اور
وہ اس کے پرانی اینٹوں سے بنتے ہوئے فرش کو اکھیر نے میں مصروف تھے۔ پھر وہ مشین اٹھاتے اس گڑھے میں اتر گیا۔ اس نے مشین پیلے کی طرح گڑھے
تھوڑی دیر بعد فرش کے ایک کونے کے کافی سارے حصے سے انسٹیشن اکھڑ کی زم زمیں پیدا کی اور اس کے ٹین دبانے مژدوع کر دیئے۔ ایک بار پھر
مشین میں زندگی کی لہرسی دوڑ گئی اور اس کے بلب جل اٹھے اور چند لمبوں بعد
بس کافی ہے، اب مشین لے آؤ۔“ — عمران نے صریحتاً ایک جھماکے سے وہ بڑا بلب بھی جل اٹھا۔

”دیری کہ، اب کام بن گیا۔“ — عمران نے ایک نابھگاتے
ہوئے تتویر سے کہا۔ ”میں لے آیا ہوں۔“ — اسی لمحے ابو بجد نے بڑھ کر کہا۔ اس ہوئے کہما اور نابھگوتے ہی اس کے اوپر موجود ڈائل پر سوئی حرکت میں
کے اتھے میں ایک عجیب ساخت کی مشین تھی۔ عمران نے وہ مشین اس سے آگئی اور جیپ سوئی حرکت کرتی ہوئی ایک مخصوص حصے پر پہنچی تو عمران نے ہاتھ
لے لی اور پھر اسے اینٹوں سے غالی زمین پر رکھ کر اس نے اس کے مختلف شالیما اور پھر اچھل کر وہ گڑھے سے باہر نکل آیا۔
ٹین دبانے مژدوع کر دیئے۔ دسرے لئے مشین میں جیسے زندگی کی لہرسی دوڑ گئی ”آؤ، اب بوگاؤ کے ہسٹیہ کو اڑ کی مکمل تباہی کا بندوبست ہو گیا ہے؟“

عمران نے مکراتے ہوئے کہا اور کمرے کے ٹوٹے چھوٹے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ مشین کمیں بند نہ ہو جائے۔“ — جولیا نے اس سے ساتھ ہی مڑتے ہوئے گہا۔

”ارے نہیں، اس کے اندر موجود طاقتور بیٹری اسے مسلسل چالیس ھکٹروں تک چلا سکتی ہے۔“ — عمران نے کہا اور وہ مختلف ٹوٹے چھوٹے کروڑ میں سے ہوتے ہوئے عمارت سے باہر آگئے جہاں دو بڑی بڑی چیزیں موجود تھیں۔ اگے والی جیپ کے ساتھ لاغزت کا سردار حارث بھی کھڑا تھا۔

”اب بوجانو کے اس چیف بس کو باہر لے آؤ تاکہ اس شیطانی ہیڈ کوارٹر کا فاتحہ اس کے اپنے ہاتھوں سے ہی مکمل ہو سکے۔“ — عمران نے کہا اور صقدر سر بلتا ہوا پچھلی جیپ کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران اور اس کے باقی ساتھیوں میں اگلی جیپ سے ساتھ ہی رک گئے تھے۔

”عمران صاحب، سجدنا اصر غائب بھے اور رسیاں کھلی پڑی ہیں۔“ — دوسرے ملے صقدر کی پیختی ہوئی آواز سنانی دھی اور یہ فقرہ ایسا تھا کہ عمران سمجھت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

”کیا کہہ رہے ہو؟“ — عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا اور وہ دوڑتا ہوا جیپ کی طرف بھاگ پڑا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچے تھے۔ حتیٰ کم سردار حارث بھی ان کے ساتھ ہی بجا گا تھا۔ اسی ملے صقدر جیپ کی اوت سے نمودار ہوا تو اس سے ہاتھ میں دور سیاں موجود تھیں۔

”اس نے سماں تھیں کھول لی ہیں۔ یہ رسیاں کٹھی ہوئی ہیں۔“ — صقدر نے کہا۔

”دیرمی بیٹہ، اس سے پکڑو وہ زیادہ دور نہیں جا سکتا۔ حارث تم وہ جیپ لے کر دائیں طرف جاؤ میں بائیں طرف جاتا ہوں۔“ — عمران نے تیر تھیجے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ لیکھت ریت پر گرا اور جیپ کے پیچے جھانکنے لگا۔ لیکن دوسرے ملے وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور دروازہ کھول کر جیپ کی ڈرائیورگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسری طرف سے جویں بیٹھ چکی تھی اور عمران نے ایک جھٹکے سے جیپ ٹارٹ کی اور پھر اسے تیرتھی سے ہٹرا اور اس کے درٹانے لگا۔ ”وہ یکسے رسیوں سے آزاد ہو گیا۔“ — جولیا نے حیرت بھرے بھے میں کہا۔

”بوجانو کا پر چیف۔ مطلب ہے شیطان عظیم جو ہوا۔“ — عمران نے جواب دیا لیکن اس کی نظری وہ سکرین پر اس زاویے پر جبی ہوئی تھیں جیسے وہ ریت کو دیکھ رہا ہو۔ حارث جیپ لے کر رسیوں کی اونٹ میں چلا گیا تھا اس لئے وہ جیپ نظر نہ آرہی تھی۔

”کیا تم اس کے پریوں سکنیات دیکھ رہے ہو، مجھے تو نظر نہیں اڑ رہے۔“ — جولیا نے کہا۔

”یہاں ریت پر پریوں کے نشانات اس طرح نظر نہیں اتے جس طرح سخت زمین پر نظر آتے ہیں۔ یہ دوسرے انداز میں ہوتے ہیں اور دوسرے انداز میں ہی چک کئے جاتے ہیں۔“ — عمران نے جواب دیا۔ وہ رسیوں کی اونٹ میں جیپ اڑا ہوا اس کے بڑھتا چلا جا رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد اس نے جیپ کی رفتار کم کرنے لشروع کر دی۔

”کیا ہوا؟“ — جولیا نے جیپ کی رفتار کم ہوتے دیکھ کر کہا کیونکہ اسے دور دور تک صرف صحرا اور ریت کے پیٹے ہی نظر اُر ہے تھے۔

"میں نے اسے چیک کر لیا ہے۔" — عمران نے کہا اور جیپ کو آہنہ آہت ایک ٹیلے کی طرف لے جانے لگا۔ اس نے جیپ کی رفتار اور گم کر دی تھی۔ جو لیا حیرت سے انکھیں چھاڑ چھاڑ کر دیکھ رہی تھی لیکن اسے سوائے رست کے اور کچھ نظر نہ ادا تھا۔

"کہاں ہے وہ؟" — جو لیا نے انہائی حیرت بھرے ہجئے میں کہا۔

"وہ اس ٹیلے کی جڑ میں چھپا ہوا ہے۔" — عمران نے تیز ہجئے میں کہا، جیپ رک چکی تھی اس لئے وہ دروازہ کھول کر پہنچے اتر اور چھپ سبکی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا سامنے موجود ایک اوپنچے ٹیلے کی جڑ کی طرف دوڑ پڑا، جو لیا بھی اتر کر اس سے پچھے دوڑی اور صقدار اور تنور بھی جیپ کے عقبی حصے سے اتر کر ان کے پچھے لپکے عمران نے ٹیلے کی جڑ میں جھک کر ماکھہ برڑھایا اور دوسرے لمبے جو لیا یہ دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑی کہ عمران نے رست کے اندر مکمل طور پر ڈھنپنے ہو ایک آدمی کو ایک جھٹکے سے پاہر کھینچ لیا تھا۔ وہ واقعی عبد الناصر تھا لیکن اس کی انکھیں نہ تھیں۔ وہ بیہوں ش ہو چکا تھا۔

"کمال ہے۔" — تم نے ہی اسے ڈھونڈھا ہے ورنہ ہمیں اس حالت میں یہ سمجھی نظر نہ آتا۔" — تقویٰ نے حیرت بھرے ہجئے میں کہا۔

"اس کمال کے لئے آدمی کو صحرا فی لو مرٹیوں کا شکاری بننا پڑتا ہے۔ اس طرح چھپتا صحرا فی لو مرٹیوں کا خاص انداز ہے۔ یہ شخص یقیناً صحرا فی لو مرٹیوں کا شکاری رہا ہے اس لئے اسے اس انداز کا علم ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی سائیکلوں نے اثبات میں صرف ہادیتے۔ عمران نے جھک کر اس کے پیسے پر ہاتھ رکھا اور چھپ اس نے اس کا منہ اور ناک دلوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد عبد الناصر کے جسم میں حرکت محسوس ہوئی اور عمران پچھے ہٹ

گیا، عبد الناصر کی انکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات اُبھرائے تھے۔ "تم نے اس طرح آزادی کے لئے جدوجہد کر کے لیے دل میں اپنی قدر بڑھا لی ہے عبد الناصر۔" — عمران نے ایسے ہجئے میں کہا جیسے وہ عبد الناصر کو اس کے اس کارنامے پر مبارک باد دے رہا ہو۔

"تبت تبت تم نے مجھے پالیا۔ کاش میں کسی نسلستان تک پہنچ جاتا۔ یہ حال جھیک ہے اب میں اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہوں۔" — عبد الناصر نے انہائی مالیوسانہ ہجئے میں کہا۔

"اوے ارے اس قدر شاندار انداز میں جدوجہد کرنے کے بعد اس طرح مالیوسانہ الجھہ اپنا تھا رے شایان شان نہیں۔ چلو اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عبد الناصر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے انہیں درستے، وہ سرتی جیپ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ بھی ہادیت والی بڑی جیپ ایک ٹیلے کی اوپنچے سے نمودار ہوئی۔ جیپ ان کے قریب ہا کہ ایک جھٹکے سے رک گئی۔

"یہ مل گیا۔ کہاں چھپا ہوا تھا۔" — جیپ رکتے ہی ایو نجد نے پہنچے اتر گیا تھا۔

"تم۔" — تم بالسندج، تم غدار۔ کاش تمہاری اس غداری پر ہیں تمہیں رزا دے سکتا۔" — عبد الناصر نے جو ناموش کھڑا تھا یہ لکھنٹ دانت پیٹتے ہوئے کہا۔

"ویر می گڑ۔ یہ ہواناں بیوگاؤ کے جیف باس کا انداز۔" — عمران نے بنتے ہوئے کہا اور عبد الناصر نے ہوتھ بھینچ لئے۔

"تم مسلمان ہو کر یہودیوں سے ملے ہو۔ تم مسلمانوں کی ہلاکت کے لئے یہودیوں کو انتہائی ہلاکت خیز ہتھیار بنت کر دے۔ میں لعنت یہ یہودیوں تم پر اور تمہاری اس شیطانی تنظیم پر ہے۔ ابو الجند نے انتہائی لغرت امیر یہیجہ میں کہا۔

"اس کے سیکشن چیفس کو جیپ سے پنجے اٹھالا وہ۔" — عمران نے مرڑ کر صقدر اور تنویر سے کہا۔

"سیکشن چیفس — سک کیا مطلب؟" — عبد الناصر نے اچھلتے ہوئے کہا۔

خارجی زبان میں ایک مثال ہے کہ مرگ ابتوہ جشن دار دینے پہت سی موتوں مل کر ایک جشن کا سامان بنا دیتی ہیں اور جب اس وقت جشن منانا چاہتا ہوں، میں نے سوچا کہ تمہیں بھی اس جشن میں شرکیہ ہونے کا پورا پورا موقع دیا جائے۔" — عمران نے ملکماتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ تم۔ تم۔" — یک لمحت عبد الناصر نے پنجھے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے پاگلوں کے سے انداز میں عمران پر حملہ کر دیا لیکن عمران بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹا اور پھر اس سے پہلے کہ عبد الناصر سنبھلما عمران کی بھرپور لات اس کی پشت پر پڑی اور وہ جینجا ہوا منہ کے بل ریت پر گرا ہی تھا کہ عمران نے اگر بڑھ کر اس کی پشت پر اپنا پیر رکھ دیا۔

"جو لیا جیپ کے ڈیش پورڈ میں کلپ ہتھکڑی موجود ہے، وہ لے آؤ۔" — عمران نے سر دیجھے میں کہا اور جو لیا تیزی سے جیپ کی طرف بڑھ گئی۔ عبد الناصر نے اٹھنے کی بلے حد کو شکش کی لیکن عمران کے پری میں بجائے کسی قوت تھی کہ وہ حرف پھر کر رہا تھا، اٹھنے سکتا تھا۔ اتنی دیر میں جو لیا کلپ ہتھکڑی لے آئی اور

پھر اس کے خود ہی جھک کر اس کے دونوں بازوں پیش پر کر کے کلپ ہتھکڑی ڈال دی اور اس کے ساتھ ہی عمران پسچھے ہٹ گیا۔ صقدر، تنویر، ابو الجند اور سردار حارت بڑھی جیپ کے عقب سے آئٹھے پہنچوں افراد کو لا کر ریت پر ٹھاپکے رہتے۔ ان کے ماٹھ اور پری بھی رسول سے بندھے ہوئے رہتے۔

"اسے اٹھا کر کھڑا کرو۔" — عمران نے جو لیا سمجھے کہا اور خود وہ اپنی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمبھوں بعد وہ واپس آگیا۔

"ان کو ہوش میں لے آؤ تاکہ یہ لوگ بھی بوجانو ہمید کوارٹر کی تباہی کے شاندار نظر اے سے محظوظ ہو سکیں!" — عمران نے ملکماتے ہوئے کہا اور عبد الناصر پہلے تو چوں کا پھر اس کے لہبوں پر ٹڑنے سی ملکماں پہٹ اُبھر آئی۔

"تم نے مجھے اور میرے اس ایکیوں کو کپڑا تو لیا ہے لیکن تم بوجانو ہمید کوارٹر کو تباہ نہیں کر سکتے۔ کبھی نہیں کر سکتے۔ بوجانو ہمید کوارٹر قائم رہے گا اور ہمیشہ قائم رہے گا۔" — عبد الناصر نے پنجھت سر دیجھے میں کہا۔ "شیطان کو ہمیشہ بھی دعویٰ رہا ہے کہ وہ آدم سے زیادہ عتلہمند ہے اور اس دعویٰ نے اسے مردود نہیں کیا۔ تمہارا جسی بھی حشر ہو گا عبد الناصر۔

مجھے معلوم ہے کہ تم یہ بات کیوں کر رہے ہو۔ تم نے پورے ہمید کوارٹر میں سپر میگان کی ایس ریز کا جال بچھا رکھا ہے اور ان ریز کی موجودگی کی وجہ سے ہی تم یہ بات کر رہے ہو اور مجھے اختلاف ہے کہ ان ریز کی وجہ سے کوئی ڈاننا منٹ اکوئی بھی تمہارے اس ہمید کوارٹر کو نہیں تباہ کر سکتا لیکن تم سے ایک بہت بڑھی حماقت ہوئی ہے اور وہ ہے۔ اتنی میگان کی ایس ریز

کی سرکل میشن کو اپنے پاس رکھنے کی اور تمہاری اطلاع کے لئے تباہی کہ میں وہ میشن دہائی سے ساختے لے آیا ہوں اور اس میشن کی وجہ سے مجھے قصبه لاخت کے ساختہ تمہارے اس قدم بوجگانو مبعد تک آنا پڑتا ہے کیونکہ ان ریز کا سنٹر لفتر پیا یہی نہیں ہے اور جب تک اس کے سنٹر کو لک کر کیا جائے ان کا سرکت نیکو نہیں کیا جاسکتا اور تمہیں فرار ہونے کا موقع بھی اس لئے مل گیا تھا کہ تم اس پر اتنے حصے میں اس میشن کو ایڈجٹ کرنے میں معروف سمجھے اور میشن آن ہو چکی ہے اور اس کا اپنیس میری جیب میں ہے۔ یہ دیکھو۔ عمران نے اپنامی سمجھیدہ بچھے میں کہا اور جب سے ایک چھوٹا سا سیاہ زنگ کا چھپتا سا باکس لکھا ہے اس پر دو ٹین اور ایک بلب موجود تھا اور عبد الناصر کی آنکھیں حیرت اور خوف سے چھپیتی چلی گیں۔

”تت تت تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہو گیا۔ مجھے اس کا دعویٰ تھا کہ یہ ناقابل شکست ہے اور دنیا بھر میں کسی کو اس کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔“ عبد الناصر نے رک کر کہا۔

”اس سے اگر تمہاری صراحتاً اکثر ونشائن سے بھے جوان ریز سرکت کا موجود ہے تو پھر اس نے واقعی تمہارے ساختہ چکر کھیل ہے کیونکہ یہ ایجاد تو ایکریمیا اور رو سیاہ کی تمام اہم لیبارٹریوں میں استعمال کی جا رہی ہے اور ہر ساختہ ان کی طرح اس ڈاکٹر ونسائن میں بھی یہ فطری مکروری موجود رکھتی کہ وہ دنیا کو اس ایجاد سے متعارف کر اگر اس کا باقاعدہ کریڈٹ لینا چاہتا تھا چنانچہ اس نے ایک سانسکری رساۓ میں اس پر باقاعدہ مقالہ تحریر کر دالا اور کو اس نے اس کے فارمولے کو کامیابی سے چھپا لیا تھا لیکن ہر حال اس کی ساخت اس کی درکانگ اور اس کے نیکو ہونے کے بارے میں تفصیلات

اس رسائے میں درج تھیں اور یہ بھی بتا دوں کہ اس کے اس کریڈٹ یعنے کے شوق نے اس کی زندگی کا بھی چراغ نگل کر دیا کیونکہ وہ یہ ایجاد علیحدہ ایکریمیا اور رو سیاہ کے ہاتھوں میں فردخت کو چکا تھا اور اس مصنفوں کے شائع ہونے کے بعد انہیں خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر اس کی ساخت اور فارمولہ بھی سامنے آگیا تو ان کی لیبارٹریاں غیر محفوظ ہو سکتی ہیں اس لئے انہوں نے اسے کوئی مردا کر بلکہ کرو دیا تھا لیکن ہر حال اس نے توجہ کریڈٹ لینا تھا سو لے دیا میں نے اس کے مصنفوں کا کریڈٹ ضرور لے لیا ہے کہ اس طرح بوجگانو کا بیٹھ کوارٹر تباہ کرنے کا موقع میرا لیا ہے ورنہ واقعی یہ بھیڈ کوارٹر کسی صورت بھی تباہ نہ ہو سکتا۔“ — عمران نے جواب میں باقاعدہ لفتر پر کرڈ الی اور عبد الناصر کا چہرہ مایوسی کی شدت سے بُرمی طرح لٹک گیا۔ اس کے ہمچھ ساختی اس دوران ہوش میں اچکے تھے اور وہ بندھی ہوئی حالت میں ریت پر لیٹے مایوساً انداز میں اپنے چیفت بآس اور عمران اور اس کے ساختیوں کو دیکھ رہے تھے۔ ”تم۔ تم جس تدری دلت چاہو لے تو، میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ہوں گے“ ساختہ کوئی سودا بازی نہ کروں گا۔ تم مجھے اور میرے بھیڈ کوارٹر کو بخشن دو۔“ — عبد الناصر نے کہا۔

”شیطان کے وعدے پر جس نے بھی اعتبار کیا اس کا ٹھکانہ ہر حال جینم ہی نہیں ہے اس لئے سوری شیطان اعظم صاحب۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساختہ ہی اس نے باکس پر موجود ایک ٹین دیا۔ ٹین دستے ہی باکس پر لگا ہوا ٹین حل اٹھا۔

”مرت تباہ کرو، مرت تباہ کرو، مجھے مارڈاں ملکہ بھیڈ کوارٹر کو مرت تباہ کرو۔“ — یک لمحہ بعد الناصر نے ہدیانی انداز میں چھینتے ہوئے کہا۔

لیکن اسی لمحے عمران نے "درابٹن دبادیا اور اس کے ساتھ ہی بلب ایک جھماک سے بچھ گیا، دوسرے لمحے درجہ ایک ویسے پڑی میں تیر تیر گزرا تھا کی آوازیں سنائی دیں اور پھر جیسے کوئی خوفناک سائلش فشاں پھٹتا ہے اس طرح صحراء کا وہ حصہ فضا میں اور پہاڑا چلا گیا۔ مہ طرف ریت کا ایک طوفان سا برباد ہو گی جس میں سرخ شعلوں کی پیک بھی موجود تھی۔

"اوہ اوہ ہمیڈ کو اڑتباہ ہو گیا، میرا ہمیڈ کو اڑتباہ ہو گیا۔" — لیکن اس عہد انہا صحرے پا گلوں کے سے انداز میں چھپتے ہوئے کہا، اور اس کے ساتھ ہی وہ اوندو ہے ریت پر گرا اور اس طرح اڑتباہ رکڑنے لگا جیسے اس کی رو رحم سے نکل رہی ہو۔ اب آسمان پر ریت کا باطل سا بن گیا تھا، سرخ شعلے ختم ہو چکے تھے کیونکہ ہزاروں ٹن ریت پہلے دھماکے سے فضا میں اٹھی تھی اور پھر واپس یونچے گرنے لگی تھی اور وہ سب خاموش کھڑے اس تباہی کو دیکھ رہے تھے۔ ریت کا بادل ان کی مختلف سمت میں جا رہا تھا کیونکہ ہوا کا رخ ادھر ہی تھا وہ شاید وہ بھی اس ریت کے بادل میں پھنس کر مستقل نہ ہسی عارضی طور پر لیکن ریت میں زندہ دفن ہو جاتے۔

کافی دیر بعد صورت حال قدرے نارمل ہوئی تو عمران کے ساتھیوں نے ایک طویل سالس یا بیرونیوں کا ایک اور خوفناک ہمیڈ کو اڑتباہ کا رخ ہو چکا تھا۔ "یہ قدمے سے بیہوشی ہو چکا ہے،" اسے بیہوش میں لے آؤ۔" — عمران نے سر دینچھے میں ساتھ ہٹلے صدر سے مخاطب ہو کر ریت پر اوندو ہے منہ ساکت پڑتے ہوئے عہد انہا صحرے طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور صدر تیرزی سے عہد انہا کی طرف بڑھا، عہد انہا صحرے ساتھی پڑھی اپنے ہیں لئے اس طرح ساکت بیٹھے ہوئے ہتھے جیسے کسی نے جادو کی حیثیتی گھا کر انہیں محبوں میں تبدیل کر دیا ہو۔

"یہ تو مر چکا ہے۔" — اچانک صدر نے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی چونکہ پڑے۔

"اوہ تو ایک بار پھر یہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے مگر اب مجبوری ہے، اب میں اسے تلاش نہیں کر سکتا۔" — عمران نے ایک طویل سالس لیتے ہوئے کہا۔

"تم نے خواہم خواہ یہ ڈرامہ کیا ہے؟" — جولیا نے منہ بنا تھے ہوئے کہا، "میں تو سمجھا تھا بوجاؤ کا چیف باس ہے فاسٹے دل گردے اور مخفیوں اعصاب کا ماں کا بوجاؤ اور ہمیڈ کو اڑتکی تباہی کے بعد اس کی قوت ماقبل ختم ہو جائے گی اور پھر یہ اسانی سے ان یہودی تنظیموں کے متعلق تفصیلات جانے کا جن سے اس کا رابطہ ہے لیکن اب مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ شہروں کی طرح اتنا بودا نکلے گا کہ سیکم کے روشنی کا تھوڑا کرتے ہی جان سے گزر جائے گا۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم — تم پھر پڑی سے اترنے لگے ہو۔" — جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے غصیلے ہیجے میں کہا۔

"اچھی کہاں اترا ہوں، اسی لئے تو کہا ہوں کہ صدر بھائی خطبہ نکاح یا د کر دیکھ دیں۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس لیس زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں ہے، اب ان کا کیا کرنا ہے۔" — جولیا نے غصیلے ہیجے میں کہا اور شاید اس نے بات بدلتے کے لئے عہد انہا کے ساتھیوں کی بات مردمع کر دی تھی۔

"یہ ابو بیجد کے ساتھی رہتے ہیں اس لئے ابو بیجد جاتے اور یہ جاتے، میں نے تو ماڈم تاؤ کا انعام لینا تھا لے لیا۔" — عمران نے کہا تو جولیا

بے اختیار اچھل پڑی۔

"مادام تاؤ کا انقام — کیا مطلب۔ یہ مادام تاؤ کا ذکر کیسے آگیا؟" — جو لیا نے اپنائی غصے سے انکھیں فکالتے ہوئے کہا۔

"ارے تمہیں نہیں تعلوم، کمال ہے، حیرت ہے۔ یہ یہودیوں والا تو بس ایک بہانہ تھا۔ اصل میں تو اس عجید انداز کے ماتحت ڈاکٹر زیدانی سے یہ گستاخی ہوئی تھی کہ اس نے مادام تاؤ کی عزت پر نبڑی نظر ڈالی تھی اور تم جانتی ہو کہ یہ بات کس قدر ناقابل برداشت ہے۔" — عمران نے سنجیدہ بیجے میں کہا۔

"تو۔ تو تم یہاں مادام تاؤ کی بے عزتی کا انقام لینے آئے تھے۔ تم۔ تم۔" — جو لیا نے عجیب سے ہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات اچھائے تھے جیسے وہ اپنی انکھوں میں بھرا نے والے النسوؤں کو روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"بالکل — مادام تاؤ پاکیشیانی شہری ہے اور کم از کم میں یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ دنیا کا کوئی فرد پاکیشی کی شہری محنت کی طرف ٹیڑھی نظر بھی ڈالے۔ جو آدمی اپنی ماڈیں بیٹھیوں اور بیٹوں کی عزت کی حفاظت نہیں کر سکتا اسے زندہ رہنے کا بھی حق نہیں ہے۔" — عمران نے اپنائی سنجیدہ بیجے میں کہا تو جو لیا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"ادہ تم واقعی عظیم ہو، واقعی جو شخص ماڈیں بہنوں اور بیٹوں کی حفاظت نہیں کر سکتا اسے زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔" — جو لیا نے کھل کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"البتہ ہونے والی بیوی کی بات دوسرا ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو لیا چونک پڑی۔

"کیوں — کیوں کیا وہ...؟" — جو لیا کے ہونٹ ایک بار پھر بچینے لگے تھے لیکن وہ اپنا فقرہ مکمل نہ کر سکی تھی۔

"اب اس کے بھائی کا بھی تو کوئی فرض ہے۔ کیوں تنور؟" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو لیا نے بے اختیار منہ دوسرا طرف پھر لیا۔ "تو مادام تاؤ تمہاری بہن ہے۔" — تنور نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"بالکل، شادی سے پہلے تو سب ہمیں ہوتی ہیں، یا صدقہ رحم بھی تو کچھ بولا۔" — عمران نے کہا، اور جو لیا نے مصروفی غصے کا انہما کرتے ہوئے انکھیں لکھا لیں جبکہ صدقہ بے اختیار ہنس پڑا۔ "یہ بہن بھائی دالا قصہ بعد میں طے ہوتا رہے گا۔ ان لوگوں کا کیا کرنا ہے؟ صدقہ رئے ہنسنے ہوئے کہا۔

"یہ سب عجید انداز کے خاص ساختی ہیں لیکن اس وقت یہ لبس میں اس لئے اس حالت میں انہیں بلکر کرنے کی بجائے انہیں رہا کر دو۔ اس کے بعد اگر یہ سردار حاشرت کے قبیلے لاغوت جائیں تو سردار حاشرت جانے اور اس کا قصہ اور اگر یہ لق و درق صحرا زندہ کر اس کر کے کہیں اور پہنچ جائیں تو ان کی فتحت؟" عمران نے سنجیدہ بیجے میں کہا۔

"اگر یہ میرے قبیلے میں آئے تو میں انہیں عبرت تاک ہوت ماروں گا۔ بھی میں الجوف کے سردارہشام سے بھی حساب چکانا ہے جس نے عذاری کرتے ہوئے میرے جہاںوں کو بوجاؤ کے جوالے کر دیا تھا۔" — سردار حاشرت نے جواب دیا۔

"مم۔ مم میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔" — اچانک ایک بندھے

ہونے آدمی نے کہا۔

"بلوں تمہاری زبان تو نہیں بندھی ہوئی" — عمران نے جواب دیا۔
"یہ درست ہے کہ ہم عبدالناصر کے ساتھی تھے اور مجرم تھے جیسے ابو الجد
ہمارا ساتھی تھا اور مجرم تھا لیکن میں خدا نے واحد کی قسم کا کر کہہ سکتا ہوں کہ
ہمیں پرگزیر علم نہ تھا کہ عبدالناصر جو حریے تیار کرتا ہے وہ یہودیوں کے ہاتھ فروخت
کرتا ہے۔ اپ کی زبانی ہمیں پہلی بار اس کا علم ہوا ہے اس لئے ہمیں بھی ابو الجد
کی طرح معاشری ملنی چاہیے اور ہمارا یہ وعدہ بھی ہے کہ ہم اُندر جرم نہیں کریں
گے۔ ہم نے جرم کا انجام اپنی انکھوں سے دیکھ لیا ہے" — اس
آدمی نے کہا اور باقی سب نے بھی اس کی بھبر پور انداز میں تائید کر دی اور عمران
نے محسوس کیا کہ وہ جو کچھ کہ رہے ہیں یہ ان کی دل کی آواز ہے۔

"او۔ کے انکھوں دو انہیں" — عمران نے کہا اور صفردار اور اس کے
ساتھیوں نے آگے پڑھ کر ان کی رسیاں انکھوں دیں۔

"مروار ابو الجد، جس طرح ان صاحب نے ہمارا کی ہے اپ۔ بھی ہم پر ہماری
کریں اور ہمیں اپنے صاحب رکھ لیں اپنے ہوٹل میں کوئی بھی ملازمت دے دیں،
کیونکہ ہمارا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے ہم سب کو عبدالناصر نے ملکیم خانوں سے
حاصل کیا تھا اور چونکہ ہمیں یہاں ہر عدیش مہیا تھا اس لئے ہم اس کے وفادار
تھے" — وہ سب ابو الجد کے گرد اکٹھے ہو کر کہنے لگے۔

"او۔ کے اگر تم واقعی خلوص دل سے یہ سب کچھ کہ رہے ہو تو میں تمہیں اپنے
ساتھ رکھنے کے لئے تیار ہوں" — ابو الجد نے کھلے دل سے کہا اور ان
سب کے چہرے پر اختیار کھل اٹھے۔